

حلالہ کی پھری



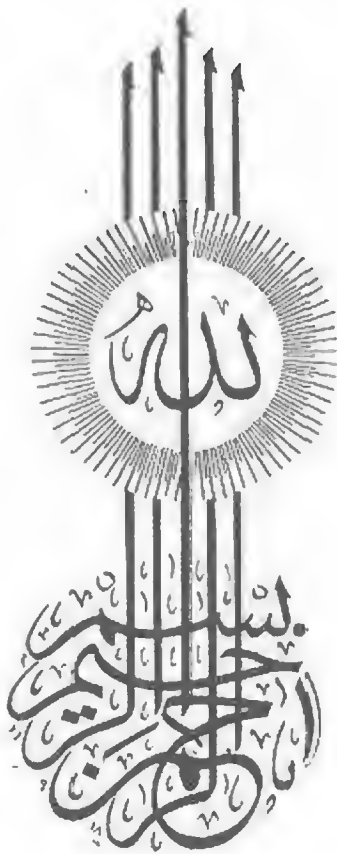
جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب حلالہ کی چھری
 مؤلف ابنِ اعلیٰ دین
 نظر ثانی امیر حمزہ
 اشاعت دوم جنوری ۲۰۰۸ء
 تعداد گیارہ سو
 قیمت 60 / روپے

ملنے کے لیے

دارالصفہ پبلی کیشنز

- ڈکان نمبر 14، کارپوریشن پلازہ 40 اردو بازار، لاہور
- (۱) ادارہ دارالتائیس ۵ جیمبرلین روڈ لاہور۔ فون : 7231106
- (۲) مکتبہ قدوسیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ فون : 7351124
- (۳) دارالفرقان اردو بازار لاہور۔ فون : 7231602
- (۴) نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور۔ فون : 7321865
- (۵) اسلامی اکیڈمی اردو بازار لاہور
- (۶) فاران اکیڈمی اردو بازار لاہور
- (۷) ادارہ مطبوعات خواتین ۳۲ جیمبرلین روڈ لاہور
- (۸) فیض اللہ اکیڈمی اردو بازار لاہور
- (۹) مکتبہ سفید شیش محل روڈ لاہور
- (۱۰) مکتبہ اسلامیہ بھوانہ بازار فیصل آباد۔ فون : 631204
- (۱۱) مدینہ کتب گھرنیا میں چوک گوہر اقبال
- (۱۲) گرجا کتب خانہ اردو بازار لاہور۔ فون : 7223644



فہرست

صفحہ	عنوان	
13	حرف آغاز : مقدس حلالہ	❖
18	حلالے کا شکار	❖
	میناروں کے سائے تلے	
	خانقاہوں، مزاروں، مساجد و مدارس کے میناروں کے سائے تلے کیا ہوتا ہے؟	
24	علمبردارانِ حلالہ کے جال میں	❖
24	شکار کے تعاقب میں	❖
26	لنگڑا اور حلالہ	❖
26	اور وہ رُودِی	❖
31	مفتی صاحب کا ”خلوص بھرا“ مشورہ	❖
32	حلالی پیر اور حلالی خرید	❖
34	حلالہ کی ترقی یافتہ شکلیں	❖
36	حلالہ ہاؤس	❖
36	جیلے اور بھانے	❖
40	بار بار حلالہ کی چھری	❖
44	حلالہ سے بچنے کا نوکھا طریقہ	❖
	گرداب	
	حلالہ کے گرداب میں پھنسنے ہوئے ایک پریشان حال نوبیا جٹا جوڑے کی روداد	
	جب صحیح اسلامی تعلیمات سے آگاہی اس کے درد کا مداہن مہی	
49	ارشاداتِ ربانی	❖
51	الطلاق مرتب	❖

صفحہ	عنوان
51	طلاق دینے کا مسنون طریقہ
55	جدائی کی فیصلہ کن گھڑیاں
56	اُسوۂ رسول (ﷺ) کیا ہے؟
58	لعنت کا طوق کس کے گلے میں؟
59	اصحاب رسول ﷺ کا طرز عمل
60	جسٹس شفیق مجذبی کا حلالہ شکن فیصلہ
61	بازار حسن اور حلالہ سنہرز کا باہمی تعلق
62	حلالہ کی چھری سے زنج ہو کر جب حوا کی بیٹی ذہنی توازن کھو بیٹھی
64	سیدہ خولہؓ کا ایمان افروز واقعہ
66	بیوی کو ماں سے تشبیہ دینے پر اللہ تعالیٰ کا سزا سنانا
68	حوا کی بیٹی کا مقام ذی شان
68	حلالہ کا حیلہ کہ جب مرغ ڈولہا بن گیا
69	کیا اس بات میں کوئی شک ہے کہ؟

حلالہ اور نیوگ

ہندوؤں میں نیوگ کے نام سے جاری حلالہ کی حیران کن تفصیلات

74	نیوگ کس کا ہوتا ہے؟ اور نیوگ سے اولاد
76	کون کس سے نیوگ (عارضی شادی) کرے گا
77	اپنے خاوند کو چھوڑ کر دوسرے مرد کی تلاش کر
77	دیوٹ خاوند اور دیوٹ بیوی
79 مگر رنڈی بازی نہ کریں
79	نیوگ اور حلالہ دونوں باعث آبرو و ثواب
80	ہوس پرست کون؟ ہندو یا مسلمان

حلالہ تاریخ کے آئینے میں

حلالہ کی حقیقت اور حیثیت تاریخ، مختلف مکاتب فکر اور

قانون دانوں کے نزدیک

صفحہ	عنوان
85	حلالہ کے متعلق سید ناعثان غنی بریلوی کا فیصلہ
86	حلالہ کے متعلق تابعین رضی اللہ عنہم کے فیصلے
87	حلالہ کے متعلق امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہما کے فیصلے
87	حلالہ کے متعلق حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ
88	حلالہ کے متعلق امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ
88	حلالہ کے متعلق شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ
89	حلالہ کے متعلق امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد کا فیصلہ
90	حلالہ کے متعلق امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کا فیصلہ
	فقہ حنفی اور علمائے احناف کے فیصلے
90	امام ابن الہمام حنفی کا فیصلہ
91	امام بدر الدین حنفی کا فیصلہ
91	مولانا احمد سعید دہلوی کا فیصلہ
91	مولانا عبدالحق حقانی کا فیصلہ
99	مولانا اشرف علی تھانوی کا فیصلہ
92	مفتی محمد شفیع کا فیصلہ
93	مولانا حفظ الرحمن قاسمی کا فیصلہ
	بریلوی مکتبہ فکر
93	حلالہ کے متعلق پیر کرم شاہ بھیروی کا فیصلہ
94	پیر کرم شاہ الازہری کا فیصلہ
95	ایچ ایم انصاری کا فیصلہ
	جماعت اسلامی پاکستان
96	مولانا مودودی کا فیصلہ
96	امین احسن اصلاحی کا فیصلہ
97	مفتی محمد عبدہ کا فیصلہ

صفحہ	عنوان
97	تنظیم اسلامی پاکستان حلالہ کے متعلق ڈاکٹر اسرار کا فیصلہ
98	شیعہ مکتبہ فکر
99	جناب شاہد نقوی کا فیصلہ
99	حلالہ کے متعلق طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں مصری حکومت کا فیصلہ
99	حلالہ کے متعلق طلاق کے مسئلہ میں دیگر مسلم ممالک کا فیصلہ
99	ایک بودی تاویل ” نکاح صحیح لیکن نکاح کرنے والے گناہگار“
101	حلالہ کو جائز اور قابل عمل بنانے کا حیلہ اور طریقہ
102	حلالہ اور متعہ
104	لعنت سے فرار و رحمت ہے
106	حلالہ معروف قانون دانوں کے کٹھرے میں
107	ڈاکٹر اسلم خاکی مشیر وفاقی شرعی عدالت
107	معروف قانون دان جناب خالد رانجھا
107	سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس جناب نسیم حسن شاہ
108	جنرل نواز بھٹی
108	ماہر قانون جناب ڈاکٹر حمید احمد ایاز
114	حلالہ فلمی دنیا کو بھی ہضم نہ ہو سکا
114	شوہر (فلمی دنیا) میں حلالہ کا مقام اور اس سے فرار کی عبرت ناک اور المناک داستانیں
114	حلالہ کے لیے موزوں افراد کی تلاش
114	نسل شاہ کا ٹانگ حاضر ہے
115	ادا کارہ کا ذاتی ڈرائیور بھی
116	اڑھائی سو حلالے کرنے والا مولوی
117	ہوس پرستی کی انسا اور حلالے کے مزے
118	حلال ہو جاؤں گی حلالہ نہیں کرواؤں گی

صفحہ	عنوان	
118	بج صاحب! مجھے مولوی حلالہ سے پچائیں	﴿11﴾
120	جب نوکر کی چاندی ہو گئی	﴿12﴾
122	اور حلالہ نل گیا	﴿13﴾
124	حلالہ کا تصور بھی سخت کریناک ہے	﴿14﴾
124	ٹیلی ویژن اداکارہ ہندیا کالمیہ	﴿15﴾
126	ثمنہ پیرزادہ حلالہ کی قربان گاہ پر	﴿16﴾
127	حلالے کی قش چھری تلے جب ایک مقلد مولوی ذبح ہوا	﴿17﴾
128	”میری بیوی کا حلالہ کردو“ اُستاد کی شاگرد سے التجا	﴿18﴾
130	جب مصر کا صنعت کار حلالے کے ہتھے چڑھ گیا	﴿19﴾
130	پھر وہ مر گئی	﴿20﴾
	سراب	
	ایک بہن کی زبانی حلالہ کی تباہ کاریوں کے گرد گھومتی ہوئی سرزمین سرحد کی	
	ایک سنگتی ہوئی نئی معاشرتی داستان	
135	نئی دلسن کی آمد	﴿21﴾
135	حلالہ کی پرخار راہوں پر	﴿22﴾
136	عارضی نکاح	﴿23﴾
136	میرے قریب آیا تو شوٹ کر دوں گی	﴿24﴾
137	پستول کا رخ اور چیلنج	﴿25﴾
138	عہد و پیمان	﴿26﴾
139	فیصلے کا دربار بنتا ہے	﴿27﴾
141	عارضی خاوند کے ساتھ مستقل طور پر نئی زندگی کے سفر کی ابتداء	﴿28﴾
141	اب میرا تیرے ساتھ کوئی رشتہ نہیں	﴿29﴾
	حلالہ معاشرتی حقائق کی دنیا میں	
147	کیا حلالہ نکاح کا نعم البدل ہے؟	﴿30﴾
150	نکاح شرعی اور نکاح حلالہ میں فرق	﴿31﴾
152	نکاح حلالہ کی خرابیاں	﴿32﴾

صفحہ	عنوان
153	لحمہ فکریہ
154	حلالہ کا خلاف عقل ہونا
155	حلالہ کی بے حیائی کا بھیانک منظر
	ایک مجلس کی تین طلاقیں سے رجوع ہو سکتا ہے
	ایک خفی (دیوبندی) عالم دین کا نعرہ مستانہ اور کلمہ حق
163	غورد فکر کی پہلی بنیاد : تین طلاق کو ایک شمار کرنا
167	غورد فکر کی دوسری بنیاد : ایک مجلس میں تین طلاقیں دینا کیسا ہے؟
171	غورد فکر کی تیسری بنیاد : دوسرے مجتہدین کی آراء پر عمل
175	حلالہ نہ کروانے والے کافر !!
177	غورد فکر کی چوتھی بنیاد : معاشرتی اور سماجی حالات کا تقاضا
180	تین طلاق کو تین شمار کر لینے کے بھیانک نتائج
182	حلالہ کی رنگ آمیزی میں حقیقت کا عنصر
182	سوالنامے کے مختصر جوابات
185	مصر میں لاپتہ خاوند کی بیوی ایک سال بعد شادی کر سکے گی
187	مراجع و مصادر
190	قارئین سے گزارش ہے؟



خطبہ مسنونہ

((إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ
 أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا
 هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ
 مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا
 تَمُوتُوا إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ [آل عمران : ۱۰۲] ﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا
 رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا
 كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ
 رَقِيبًا ﴾ [النساء : ۱] ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا
 ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ
 فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴾ [الاحزاب : ۷۰، ۷۱]
 اَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ
 مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا وَكُلُّ مُحَدَّثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ
 بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ))

[ماخوذ من مسلم والنسائی وأبی داؤد وابن ماجہ وابن حزیمة وغیرہا]



”یقیناً تمام تعریفوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں، اُسی سے مدد مانگتے اور اُسی سے معافی چاہتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے نفوس کی شرارتوں اور اپنے اعمال کی بُرائیوں سے پناہ پکڑتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے دے اُسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ کر دے اُسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اُس کے بندے اور رسول ہیں۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرو جیسے اُس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہاری موت اسلام پر ہی آئے۔

اے لوگو! اپنے رب سے ڈر جاؤ جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اُس کا جوڑا بنایا، پھر ان دونوں سے بہت سارے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ جس کا نام لے کر تم مانگتے ہو اور رشتہ داریوں (کو توڑنے) سے ڈرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر تمہیں ہے۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور سیدھی بات کرو۔ وہ تمہارے کام درست کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور جو اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے اُس نے بڑی کامیابی پائی۔

آما بعد! بے شک سب سے سچی بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور سب سے اچھا راستہ محمد (ﷺ) کا راستہ ہے اور بدترین کام دین میں نو ایجاد کردہ چیزیں ہیں اور دین میں ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔“

مقدس حلالہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت جس طرح ترتیب دی ہے کوئی کام اس کے اُلت کیا جائے تو ایک دفعہ انسان کا کم عقل دماغ مل کر رہ جاتا ہے۔ پھر انسان کے وجود میں جو اللہ تعالیٰ نے عصمت کا موتی پیدا فرمایا ہے یہ اس قدر قیمتی ہے کہ دنیا بھر کے خزانے اس کا نعم البدل نہیں ہو سکتے۔ اللہ نہ کرے، اگر اس موتی کو کچھ ہو جائے تو گھر کے گھر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

انسانی رشتوں کا تقدس ہی برقرار نہیں رہ سکتا جب تک عصمت کی خبر گیری نہ کی جائے پھر انسانی رشتوں میں خاوند بیوی کا رشتہ جس قدر اہم ہے اسی قدر نازک بھی ہے۔ قرآن حکیم کے مطابق میاں بیوی ایک دوسرے کے لباس ہیں۔ معاشرے میں جو اچھے میاں بیوی ہیں ایک دوسرے کا لباس بن کر رہتے ہیں، ایک دوسرے کو بے لباس نہیں ہونے دیتے وہ ایک دوسرے کی خامیوں پر ہمیشہ پردہ ڈالیں گے۔

اسی طرح جب دو مسلمان مرد و عورت، میاں بیوی بن جاتے ہیں تو ان دونوں میں سے کوئی بھی یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ ان دونوں کے درمیان کوئی تیسرا آئے۔ لیکن ہمارے مذہبی پیشواؤں نے مذہب کو صرف اپنی ذاتی ضرورتوں کے تابع کر لیا ہے اور یہ مذہبی پیشوا ہمیشہ صرف اپنے فائدہ کو ہی مد نظر رکھتے ہیں۔ ہندو قوم کنجوسی میں مشہور ہے لیکن پنڈت نے ہندوؤں کو مجبور کر دیا کہ جب تک پنڈت کو راضی نہیں کرو گے تمہارا مردہ سو رنگ میں نہیں جائے گا۔ نہ چاہتے ہوئے بھی مرنے والے کے گھر والے طرح طرح کے کھانے پنڈت

کے سامنے لا کر رکھ دیتے ہیں اور یہ رسم ہمارے ملا جی کو ایسی پسند آئی کہ وہ ایسی کتنی ہی رسومات اپنے گھر اٹھالائے اور ایصالِ ثواب کے بہانے مرنے والے کے گھر کا بڑی صفائی سے صفایا کر گئے۔ عبدالحلیم شرر مرحوم اپنی ایک تصنیف میں لکھتے ہیں کہ لکھنؤ میں مولوی ایصالِ ثواب کے لیے بیٹھتے ہیں تو مرنے والے کی بیوی کو بھی نئے نئے کپڑے پہنا کا، خوشبو لگا کر ساتھ بٹھاتے ہیں (اس کے بعد کچھ نہیں لکھا، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ بات وہیں ”ختم“ کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے یا پھر)..... اس طرح ملا جمعراتی صاحب نے ذائقہ کی تبدیلی کے لیے ”حلالہ“ ایجاد کر لیا ہے۔ یہاں پھر مولوی صاحب کی چالاکی دیکھیں، قصور مرد کا ہے، شرارت مرد کی ہے لیکن زیرِ عتاب صرف عورت بیچاری؟ یا تو مرد پر کوئی مقررہ مالی مد میں جرمانہ عائد ہو تا یا کوئی اور تادیبی سزا دی جاتی پھر بھی بات بنتی تھی لیکن نہیں، ملا جمعراتی کے اس چکر میں جو کچھ مرد سے قربانی لی جاتی ہے وہ اس کی برداشت سے بڑھ کر ہے۔ ذرا غور تو کریں جس خاوند کی بیوی ایک رات کے لیے کسی اور کے بستر پر ہو اگر کچھ بھی غیرت باقی ہے تو وہ غیرت سے ہی مر جاتا ہے اگر اس بات کا اندازہ لگنا ہو تو اس مصیبت زدہ کی جگہ پر ذرا چند لمحات کے لیے تصور آتی طور پر ہی اپنے آپ کو کھڑا کیجئے، جواب مل جائے گا۔

اللہ نہ کرے کسی کے ساتھ ایسا ہو۔ پھر قابلِ غور بات ایک اور بھی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا نکاح کا اعلان کرنا ضروری ہے لیکن اس نکاح کو چھپایا جاتا ہے۔ جس طرح سبائیوں کے ہاں متعہ کے فضائل دیکھ کر انسان چکرا کر رہ جاتا ہے لیکن اس کو بھی پردوں کے پیچھے چھپایا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے دال میں کچھ کالا ہے؟ اور پھر ستم ظریفی یہ ہے کہ جس طرح سبائی متعہ کے فضائل کو شریعت کا جامہ پہنانے کی کوشش کرتے ہیں ایسے ہی ہمارے یہ بھائی اس کو قرآن سے ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے اسے تقدیس کا جامہ اوڑھاتے ہوئے مقدس حلالہ ثابت کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ اور بقول ان کے اس مقدس حلالہ کے فرض کو سرانجام دے کر ایک سانڈھ اللہ کی رحمتوں کا حقدار اور دنیا و آخرت میں ثواب کے خزانوں کا بھی حقدار ٹھہرتا ہے، استغفر اللہ من ذلک

بہت عرصہ پہلے کی بات ہے اس وقت میں ایک بریلوی مدرسہ میں قرآن مجید یاد کیا کرتا تھا۔ انہیں دنوں یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک رئیس آدمی اپنی بیوی کو ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دے چکا تھا۔ اس رئیس شخص نے اپنے ایک رہنما سے مسئلہ پوچھا تو حالات و واقعات

کے مطابق انہوں نے مشورہ دیا فلاں فلاں عالم کو بھی دعوت دے دیتے ہیں ممکن ہے کوئی رہنمائی مل جائے۔

یاد رہے کہ طلاق دہندہ کا تعلق بریلوی جماعت سے تھا اور ان کا ذاتی تعلق بھی ایک بریلوی مکتبہ کے نامور عالم دین کے ساتھ تھا۔ یہ تینوں عالم کئی روز تک ایک قدیمی کتب خانہ میں سر جوڑ کر بیٹھے رہے۔ اندر کی زیادہ باتیں تو معلوم نہ ہو سکیں اتنا پتہ چل سکا کہ اس دیوبندی عالم نے ثابت کر دیا کہ اگر تم حنفی ہو تو ہر لحاظ سے طلاق ہو چکی ہے۔

چونکہ حلالہ کا ہم اپنے ہی گھر میں پھٹ پڑا تھا اس لیے بریلوی عالم مسئلے کا بہتر حل تلاش کرنا چاہ رہے تھے تو ان کے سامنے دو ہی راستے تھے۔ ایک ”حلالہ“ اور دوسرا یہ کہ ابجدیث علماء سے فتویٰ حاصل کر کے میاں بیوں کو بسا دیا جائے۔ آخر فیصلہ یہی ہوا کہ علماء ابجدیث سے فتویٰ لیا جائے۔ بہر حال فتویٰ لیا گیا اور میاں بیوی کو باعزت بسایا گیا۔

اس طرح کے دس سے زائد واقعات تو میں نے بھی دیکھے ہیں۔ جاہل ما کے جاہل مرید طلاق دینے پر آمیں تو سات سات طلاقیں دیئے چلے جاتے ہیں لیکن جب ٹھنڈے ہوتے ہیں لوگوں کو بتاتے ہیں کہ ”جی غصہ میں ایسے ہوا ہے“ میں توبہ کرتا ہوں۔ ”بھلا کوئی غصہ کے بغیر بھی طلاق دیا کرتا ہے؟ یہاں ”حلالہ خور“ ما کی فریب کاری دیکھیں۔ کسی غریب شخص سے یہ غلطی ہو جائے تو ”حلالہ“ کی بھینٹ چڑھا دیں گے کوئی امیر آدمی اس پھندے میں آ جائے تو اس سے روپے ہو کر فتویٰ ابجدیث حضرات سے لے کر اس کو معاشرتی کلیئر نس سرٹیفکیٹ جاری کر دیں گے۔

مزے کی بات یہ بھی ہے کہ ابجدیث علماء سے فتویٰ لینے میں بریلوی حضرات کچھ آگے ہیں یعنی ان کے واقعات زیادہ ہیں۔ معاشرے میں اگر گھوم پھر کر دیکھا جائے تو بیسیوں ایسے واقعات ملیں گے کہ کسی خاتون کو ”حلالہ“ کے لیے کسی ”شریف آدمی“ کے پاس ایک رات کے نکاح میں دیا گیا اور بیوی جہاں ایک رات کے لیے گئی تھی ہمیشہ کے لیے وہیں رہ گئی۔

ایک دفعہ میں اپنے دوست نیلر ماسٹر کی دکان پر کپڑے لینے کے لیے کھڑا تھا کہ ایک مولوی صاحب تشریف لائے۔ یہ نیلر ماسٹر اور آنے والے مولوی صاحب آپس میں بے تکلف دوست تھے۔ مولوی صاحب کے بیٹھے ہی نیلر ماسٹر (درزی) پکار اٹھا: ”آئیے بھئی حلالہ کی

اولاد!

میں نے سوالیہ نگاہوں سے اپنے دوست کی طرف دیکھا تو اس نے پوری رام کہانی سنا دی کہ فلاں مولوی صاحب نے ایک امیر خاندان کو ”حلالہ“ کے شکنجے میں پھنسا یا اور اس سلسلہ میں اپنی خدمات بھی پیش کر دیں۔ دوسرے دن جب مولوی صاحب کو طلاق دینے کو کہا گیا تو انہوں نے خاتون کی طرف اشارہ کر دیا کہ اگر وہ کہے تو میں طلاق دینے کو تیار ہوں اور جب خاتون سے پوچھا گیا تو اس نے طلاق لینے سے انکار کر دیا۔ اس طرح ایک خاتون کار کو بھی چھوڑ کر مولوی کے حجرے میں آ بیٹھی اور ہمیشہ نکاح درست نہ ہونے کی بنا پر زنا جیسے ہولناک جرم کا ارتکاب کرتی رہی۔ مذکورہ مولوی صاحب اسی خاتون کے بیٹے تھے جو ایک رات کے لیے آئی تھی اور پھر ہمیشہ کے لیے یہیں کی ہو کر رہ گئی۔ اس طرح کے بیسیوں واقعات ہو گزرے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جو شخص طلاق دے کر پھر ”حلالہ“ کی رسم بد پر رضامند ہو جاتا ہے اس کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے۔ یعنی جیسے وہ شریعت محمدی کے ساتھ فریب کاری کرتے ہوئے ذرہ بھر نہیں شرمایا، اس کے ساتھ بھی ایسا ہی مذاق ہونا چاہیے کہ بیوی کی آس پر رات بھر بٹھائے رکھا جائے اور صبح ہوتے ہی بیوی سے جھاڑ پلوا کر گھر بھیج دیا جائے۔ حقیقت میں وہ بیوی کے ساتھ گھر بسانے کے قابل ہے ہی نہیں۔ بیٹی والے جب کہیں رشتہ دیکھتے ہیں تو لڑکے میں دوسری خویوں کے علاوہ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ لڑکا اپنی عزت کی حفاظت کے قابل بھی ہے یا نہیں؟ اور سچی بات تو یہ ہے کہ جو شخص معمولی گھریلو لڑائی پر طلاق دینے پر تیار ہو جائے۔ پھر ”حلالہ“ کی چھری تلے اپنی غیرت کی تباہی پر خاموش رہے اور برداشت بھی کر لے وہ تو بیوی رکھنے کا حقدار بھی نہیں ہے۔

میرے عزیز ابو شریحیل نے مجھے اپنی کتاب ”حلالہ کی چھری“ کا مسودہ دیا کہ اسے پڑھ کر کچھ لکھوں۔ مختلف مقامات پڑھنے سے ہی پتہ چلتا ہے کہ مصنف نے اس موضوع پر جو کچھ تالیف کیا ہے میرا خیال ہے کہ مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ابو شریحیل نے پوری محنت سے ہر پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ کتاب ترتیب دی ہے۔ اس فعل کے متعلق قرآن و حدیث کے علاوہ اس کے معاشرتی پہلو بھی مدلل پیش کیے گئے ہیں اور جن لوگوں کے ساتھ جیتی ہے ان لوگوں کے حالات، انجام و مستقبل بڑے ہی خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ان کے لیے دنیا و آخرت میں اجر کا باعث بنائے اور حلالہ کے

پہنڈے میں پھنسی ہوئی صنف نازک حوا کی بیٹی، امت مسلمہ کی بچیوں کے لیے رہنمائی اور سکون و راحت کا باعث بنائے اور امت کی بیٹیاں حلالہ کی چھری سے ذبح ہونے سے بچ سکیں۔ آمین یہی اس کتاب کے لکھے جانے کا مقصد ہے۔

مولانا محمد معاذیہ اموی عفی عنہ
بہاول سرگودھا 11 فروری 2000ء



حلالے کا شکار

جب بھی ہم دیکھتے ہیں کسی ایسے شخص کو..... جو ہماری طرف چلا آ رہا ہو..... جس کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں..... چہرے پر شرمندگی، ندامت پڑمردگی اور پریشانی کے آثار ہوں..... قدم لڑکھڑا رہے ہوں..... پریشان حال ہو..... آنکھیں کسی مسیحا کی تلاش میں..... ادھر ادھر کچھ تلاش کرتی پھر رہی ہوں..... رُک رُک کر چل رہا ہو..... پھر سوچ رہا ہو..... پھر چل رہا ہو..... اور جب ہمارے پاس آجائے..... ذرا رک کر جھج کر، شرما کر، فکر مندی و پریشانی حیاء اور غیرت کے طے جلے جذبات سے لیکن چارو ناچار مجبوری کی زنجیروں میں جکڑے ہونے کی بنا پر..... کہتا ہے: ”جی! ہم پریشان ہیں، ایک مسئلہ پوچھنا ہے..... مفتی صاحب کہاں ہیں؟“..... تو..... ہم فوری سمجھ جاتے ہیں کہ اُمت محترمیہ میں سے ایک اور ”حلالے کا شکار“ ہمارے سامنے کھڑا ہے..... پھر ہم اس کو بڑے پیار اور اخلاق سے بٹھاتے ہیں..... خاطر تواضع کے بعد اس کو کہتے ہیں: بھائی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، ہم آپ کا مسئلہ سمجھ گئے ہیں۔ اتنی بڑی پریشانی کی بات نہیں!“ وہ حیرانگی سے کہتا ہے کہ: ”آپ کہتے ہیں کہ پریشانی کی بات نہیں جب کہ دوسرے مولوی کہتے ہیں کہ اب چونکہ آپ تین طلاق دے چکے ہیں اس لیے لڑکی کا حلالہ ہوگا!!“

بہر حال ہم اسے قرآن و حدیث کی روشنی میں مسلک حق کی نشاندہی کرتے ہیں تو اس کی کیفیت ایسی ہوتی ہے گویا وہ زندہ زمین میں درگور ہونے سے بچ گیا..... زمانے بھر کے سامنے ننگا ہونے اور دیوث کا لقب پاکر مرجانے سے بچ گیا۔

تو پیارے قارئین..... اُمت مسلمہ میں کتنے ہی ایسے صیاد ہیں جو اپنی ہوس کی کمانوں پر شیطنیت و شہوت کے تیر چڑھائے ہر وقت مسلم اُمت کی عفت ماب ایسی بیٹیوں کو شکار کرنے

کے لیے تیار بیٹھے ہیں کہ جن کے پردے کا عالم یہ ہے کہ ان کے چہروں کو کبھی آسمان نے بھی نہیں دیکھا..... لیکن یہ صیاد حلالہ کی آڑ میں اپنی ہوس کی آگ مٹانے کے لیے ان کے دامنِ عفت و عصمت کو تار تار کرنے کے لیے ہر طرح سے تیار بیٹھے ہیں۔

کچھ عرصہ قبل ایسے ہی لوگوں کا ستایا ہوا ایک شخص اتفاق سے محترم جسٹس شفیع محمدی کی عدالت میں خلع (طلاق) کا ایک مقدمہ لایا کہ جس کا حل بعض مفتیوں اور مولویوں کی طرف سے حلالہ تجویز کیا جا رہا تھا لیکن موصوف جج نے قرآن و حدیث کی روشنی میں حلالہ کو باعثِ لعنت قرار دیتے ہوئے اس کے خلاف فیصلہ دے دیا۔

حلالہ کا دفاع کرنے والے مولویوں نے آسمان سر پر اٹھالیا..... یہ تو بہت بڑا ظلم ہو گیا ہے کہ اس جج نے حلالہ کے خلاف فیصلہ دے دیا ہے۔ انہوں نے حلالہ کو قرآن کا حکم ثابت کرنے کے لیے ایزی چوٹی کا زور لگانا شروع کر دیا۔ اخبارات میں بیانات، فتوے اور مضامین اس کے حق اور مخالفت میں شائع ہونے شروع ہو گئے۔

بعض مولویوں نے تو یہاں تک فتویٰ دیا کہ: ”حلالہ کرنیوالے سائد پر حلالہ کرنے کی وجہ سے اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔“ یعنی حلالہ باعثِ رحمت ہے۔ بعض نے کہا کہ:

”حلالہ کرنیوالے کو اس نیکی کا ثواب ملے گا۔“..... حلالہ کا دفاع کرنے والے حضرات اپنے موقف میں عجیب و غریب دلائل بنا بنا کر لانے لگے۔ ان حالات کو دیکھ کر ایک عام مسلمان مضطرب اور پریشان ہو گیا..... وہ تذبذب کا شکار ہو کر سوچنے لگا کہ اللہ جانے حق پر کون ہے، سچ کیا ہے..... حلالہ کروانا شریعت کا منشا ہے یا اس سے دامن بچانا؟..... ان حالات میں مشہور صحافی جناب امیر حمزہ صاحب نے عوامی رہنمائی کے لیے عام فہم انداز میں ایک مضمون لکھا:

”حلالے کی بے غیرت چھری“ اس مضمون کا یہ اثر ہوا کہ اس کے شائع ہونے کے بعد ملک بھر میں اس کوشش کو سراہا گیا، اور کئی حلالہ کے چنگل میں پھنسے ہوئے جوڑوں نے ہمیں آگاہ کیا کہ یہ مضمون پڑھ کر ہمارا مسئلہ حل ہو گیا ہے اور ہم حلالہ کے تکلیف دہ مراحل سے گزرنے سے بچ گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ملک عزیز کے باہر متحدہ عرب امارات میں یہی مضمون پڑھ کر دو ہندو بھی مشرف بہ اسلام ہو گئے فَلَیْلَہُ الْحَمْد۔ اس مضمون کو بھی بعض مفید اضافوں کے ساتھ میں نے اپنی اس تالیف میں شامل کر دیا ہے۔ لیکن اس مسئلہ پر رہنمائی کی مستقل ضرورت ہے، اس لیے بھی کہ لوگ ابھی تک حلالہ کے مسئلہ کو سمجھنے کے لیے بے

تاب تھے۔ کیونکہ یہ ہمارا روز مرہ کا معاشرتی مسئلہ تھا..... اسی لیے ہر روز لوگ ”طلاق“ کا لفظ منہ سے نکال کر مولویوں کی چوکھٹوں پر مارے مارے پھرتے ہیں۔

ایسے ہی پریشان حال افراد اور عفت مآب بہنوں کی پریشانیوں کو دور کرنے کے لیے امیر حمزہ صاحب کے کہنے پر میں اس کتاب کو تالیف کر رہا ہوں۔ اللہ رب العزت سے امید واثق ہے کہ یہ کتاب ہمارے بھولے بھالے بھائیوں اور بہنوں کو ان صیادوں کے تیروں سے چھلنی ہونے سے بچائے گی۔ ان شاء اللہ۔ اور شادی شدہ جوڑوں کو پریشانی کے وقت مکمل شرعی رہنمائی حاصل ہونے کی بنا پر نوید مسرت و شادمانی ثابت ہوگی۔ ان شاء اللہ۔ مسئلہ کی نزاکت کو سمجھانے کے لیے میں نے اس میں جہاں اور بہت سے مضامین کا اضافہ کیا ہے وہاں شوبز سے تعلق رکھنے والی اداکاراؤں اور معاشرے کے دوسرے طبقوں سے تعلق رکھنے والے مختلف افراد کے عبرت ناک واقعات اور عدالتی فیصلے بھی شامل کر دیئے ہیں۔۔۔

امید ہے کہ یہ کتاب ہر گھر میں طلاق کے مسئلہ پر اسلام کی رہنمائی فراہم کر کے حوا کی بیٹیوں کو حلالہ کے نام پر لٹنے سے بچائے گی اور یہی اس کے لکھے جانے کا مقصد ہے۔

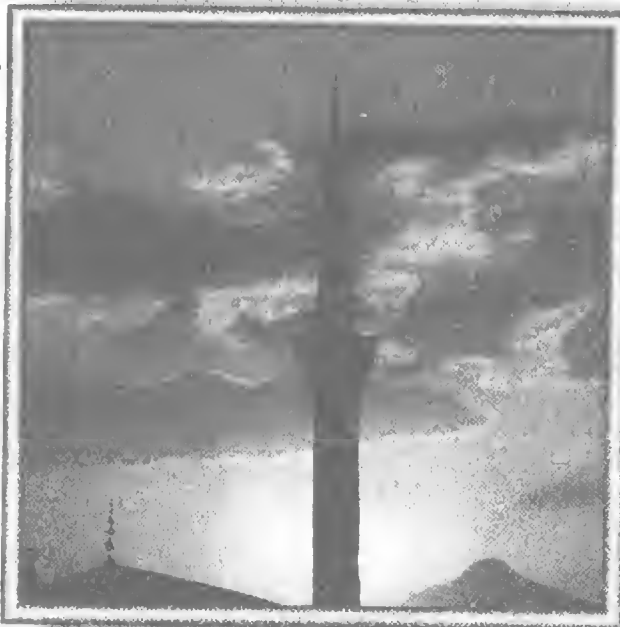
آخر میں اللہ رب العزت سے دعا گو ہوں کہ وہ اس کتاب کو اپنی جناب میں قبول فرمائے اور ہمارے لیے صدقہ جاریہ اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی کا ذریعہ بنائے۔ آمین

ابو شریحیل



حلال کی چٹری

میناروں کے سائے تلے



اخلاقاً ہوں، مزاروں اور مدارس میں اور بعض مساجد کے
میناروں کے سائے تلے کیا ہوتا ہے)

معاشرے کی اخلاقی حالت جس قدر بھی ابتر و خراب ہو جائے یا معاشرہ اگر مجموعی طور پر بھی بے راہ روی کا شکار ہو جائے لیکن پھر بھی سلیم الفطرت، سنجیدہ، متین اور دین سے وابستہ لوگ مایوس نہیں ہوتے۔ ایسے بگاڑ اور ابتری کے دور میں ان کی نظریں علماء کی طرف اٹھتی ہیں اور وہ ہمیشہ پر امید رہتے ہیں کہ وہ ضرور کچھ نہ کچھ کریں گے..... لیکن اندازہ لگائیں ایسے رہنمائی کے متلاشی افراد اگر مولویوں اور علماء کو بھی اسی قعر ذلت میں گرا ہوا دیکھیں تو ان پر کیا گزرے گی۔ ان کی توقعات پر بجلی نہ گرے گی تو اور کیا ہوگا؟

معاشرے کے ایسے ہی ستم رسیدہ افراد کا پچھلے چند ماہ سے ہمارے پاس آنا جانا لگا ہوا ہے۔ ایسے حالات میں وہ حلالہ کے نام پر مولویوں کے پاس اپنی عزت و آبرو لٹنے کی جگر خراش اور دلدوز و کرناک داستانیں سنا رہے ہیں اور ساتھ ان حضرات کے اس فعل قبیح کے حق میں دیئے گئے فتوے بھی دکھا رہے ہیں۔ وہ ہم سے التجا کرتے ہیں کہ ہم اس لعنت سے بچنا چاہتے ہیں۔ اپنی بچی کی بھی عزت بچانا چاہتے ہیں، اس لیے اللہ کے لیے کچھ کریں۔ چونکہ فی وی۔ وی سی آر۔ ڈش اور کیبل پر جاری فلموں، ڈراموں اور مختلف گندے اور حیاء سوز پروگراموں کی تعلیمات نے معاشرے پر بہت مسلک اثرات چھوڑے ہیں۔ وہ ان تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے ذرا ذرا اسی بات پر ”طلاق“ کہہ بیٹھتے ہیں اور پھر مولویوں کی چوکھٹوں پر ذلیل و خوار ہوتے پھرتے ہیں۔ ملا اور مولوی اُسے ایک فتویٰ ہاتھ میں تھما دیتے ہیں کہ جاؤ اب حلالہ کرواؤ۔ تو پھر وہ ہمارے پاس آتے ہیں کہ بتائیں جی اب ہم کیا کریں؟ ہمیں تو فلاں مولوی نے کہا کہ اپنی بچی کو ملاں کے پاس چھوڑ جاؤ۔ وہ حلالہ کر دے گا، پھر لے جانا اسے اپنے گھر!..... پچھلے ماہ ایسے ہی تین فتوے جو ملک کے معتبر مذہبی اداروں کی طرف سے

جاری ہوئے تھے، ہمارے پاس آئے اور لاسنے والوں نے ساری داستان سنانے کے بعد استدعا کی اگرچہ ہم نے یہ فتوے حاصل تو کیے لیکن ان پر عمل کرنے کو ہمارا دل نہیں چاہتا۔ ہم نے ان کو قرآن و حدیث کی روشنی میں رہنمائی فراہم کر کے اس مشکل سے نکالا..... اور ان کی بتائی ہوئی مولویوں کے متعلق باتوں پر ہمیں یقین نہ آ رہا تھا چنانچہ ہم نے خود ٹنک کے مشہور دینی مدارس کا سروے کرنے کا پروگرام بنایا اور دوستوں کو ساتھ لے کر نکل پڑے۔ اب یہاں ہم حلالہ کے ڈسے ہوئے افراد کی زبانی اور جو کچھ سروے کے دوران ہم نے دیکھا اسے داستانِ حلالہ کے نام سے بیان کر رہے ہیں۔

علمبردارانِ حلالہ کے جال میں :

سب سے پہلے ہم لاہور کی بہت مشہور درسگاہ میں پہنچے تو اپنا معاملہ بتایا کہ یہ دوست اپنی بیوی کو تین دفعہ طلاق کہہ چکا ہے لہذا کیا کرے؟ تو انہوں نے زبان سے پھول نچھاور کرتے ہوئے نورِ آفصلہ سنا دیا کہ اب حلالہ کروائے۔ گویا یہ ان کے لیے کوئی حیران کن بات نہ تھی بلکہ معمول کا معاملہ تھا۔ جبکہ وہاں موجود مولوی جو شکل و صورت سے طالب علم معلوم ہوتے تھے، ہمارے ساتھ ہی مفتی کے پاس بیٹھے تھے اور آپس میں آنکھوں ہی آنکھوں میں معنی خیز اشارے کر رہے تھے۔

شکار کے تعاقب میں :

ہم جو نئی فتویٰ ہاتھ میں پکڑ کر لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ مفتی صاحب کے کمرہ سے باہر نکلے تو یہ بٹے کئے مولوی ہمارے پیچھے لگ گئے اور ہمیں گھیرنے لگے۔ ہم نہ سمجھے کہ وہ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ پھر ان میں سے ایک جوان ہمیں ایک طرف لے گیا اور کہنے لگا: ”آپ ہرگز پریشان نہ ہوں، آپ کو حلالہ کے لیے کسی نیک آدمی کو تلاش کرنا پڑے گا جو کہ بہت مشکل کام ہے اور آج کل اس معاملہ میں ایسے آدمی کو تلاش کرنا تو ناممکن ہے۔ ہاں میں آپ کی یہ رہنمائی کر سکتا ہوں ہمارے یہاں ایک بہت نیک پارسا اور تہجد گزار حضرت فلاں..... قادری صاحب ہیں۔ آپ ان سے رابطہ کریں وہ آپ کا کام (حلالہ) کر دیں گے اور دوسری صبح ہی لڑکی کو طلاق دے کر فارغ بھی کر دیں گے۔“ ہم نے سوچنے کی مہلت چاہی وہ گیا ہی

تھا اور ہمارا دماغ بھی اس کی باتیں سن کو چکرا رہا تھا کہ ایک اور جوان ہمارے پاس آگیا اور کہنے لگا: ”آپ اس شکل مؤمنانِ کثرت کا فرماں مولوی کی باتوں میں نہ آئیں۔ یہ فلاں ”مولوی برچھے“ کے لیے کام کرتا ہے، وہ اس کو ایک حلالہ فراہم کرنے کے عوض 500 روپے ادا کرتا ہے۔ یہ اس کا ایجنٹ ہے۔ میں آپ کو ایک مؤمن اور فرشتہ صفت انسان کا پتہ دیتا ہوں۔ آپ اس سے رابطہ کریں..... ہاں وہ مانے گا نہیں!..... لیکن آپ جب اسے اپنی مجبوری بتائیں گے تو وہ ضرور مان جائے گا، بہت نرم دل اور خدا ترس انسان ہے، اس لیے رات آپ کی بچی کو پھول کی مانند رکھے گا صبح طلاق نامے پر یقینی طور پر دستخط کر دے گا۔ آپ صرف اس سے رابطہ کریں کسی اور بہروپے کے ہاتھ نہ چڑھ جائیں۔ میں صرف آپ کی خیر خواہی کے جذبے سے کہہ رہا ہوں تاکہ مجھے ثواب مل جائے، اس لیے کہ کسی مسلمان کی صحیح رہنمائی کرنا بھی بہت بڑی نیکی ہے۔“ اور پھر اس کے ثبوت میں اس نے ایک غلط عربی جملہ الذل علی الحشر کفایہ بھی بولا۔ بہر حال ہم اب اور بھی چکرا کر رہ گئے اور جلدی سے مدرسہ کے گیٹ کی طرف بڑھے۔

ابھی ہم گیٹ تک نہ پہنچے تھے کہ دو مولویوں نے ہمیں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے روک لیا اور سلام دعا کے بعد رازدارانہ لہجے میں کہنے لگے: ”اس خبیث مولوی کی چکنی چپڑی باتوں میں مت آنا۔ یہ شیطان کا باپ ہے اور وارد اتیا ہے۔ یہ لوگوں کو غلط گائیڈ کر کے ایک..... صاحب کے ہاں حلالہ کروانے بھیجتا ہے اور پھر جب لڑکی وہاں پہنچ جاتی ہے تو خود بھی آدمی ہوتا ہے اور پھر..... یہ مولوی اسی مقصد کے لیے مفتی کے دفتر کے ارد گرد چکر لگاتا رہتا ہے جو نہی کوئی پریشان حال آتا ہے تو یہ بھولے بھالے لوگوں کا اندازہ لگا کر ان کو کٹرے کی طرح اپنے جال میں پھانس لیتا ہے۔ ہم آپ کو صحیح بتاتے ہیں کہ اگر آپ نے باعزت حلالہ کر دانا ہے تو آپ..... بھی..... ابھی وہ اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ میرا ایک ساتھی چیخ اٹھا کہ بس کرو! ہم تو مدرسہ سمجھ کر آئے تھے ہمیں نہ معلوم تھا کہ یہاں بازارِ حسن کے نمائندے بھی رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہم وہاں سے ایسے بھاگے کہ سیدھے رکشہ میں بیٹھے اور وہ مولوی وہاں ہٹے کے دیکھتے ہی رہ گئے۔ ان لوگوں کی فراہم کردہ معلومات کس حد تک درست تھیں یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ بہر حال میں نے دورانِ سفر اپنے دوست کو سمجھایا کہ ”مت بھولو کہ تم حلالہ جیتے ہذاک معاشرتی مسئلہ پر سروے میں شریک ہو اگر یونہی جذبات میں آتے رہے تو حقائق

معلوم نہ کر سکو گے۔ ”یہ سن کو وہ کہنے لگا..... ”یار کیا کرتا؟ آخر اللہ نے غیرت کا مادہ انسان میں رکھا ہے۔ میرا پیارا صبر لبریز ہو چکا تھا میں کیا کرتا۔“

لنگڑا اور حلالہ :

اس کے بعد ہم جس مدرسہ میں گئے وہاں مدرسہ میں جانے سے قبل ہی ہم نے آبادی کے کچھ لوگوں سے دریافت کیا کہ ہمارا یہ مسئلہ ہے، ہم فتویٰ لینے آئے ہیں۔ مفتی صاحب کے متعلق کچھ بتائیں؟ تو وہ کہنے لگے کہ ”اُس مفتی سے فتویٰ لینے آئے ہیں جو مشہور ہی مولوی حلالہ کے نام سے ہے۔ اس نے ایک لنگڑا طالب علم رکھا ہوا ہے۔“ عمر رسیدہ حلالہ کی ہڈی تو وہ اس لنگڑے طالب علم کے سامنے پھینک دیتا ہے جبکہ نوجوان اور گرم خون والے حلالہ کو خود بھنبوڑتا ہے۔ لیکن لوگ ہیں کہ اندھے ہو کر آتے ہیں اور عزت کا جنازہ نکلا کر چلتے بنے ہیں۔ لڑکی کو لاتے ہیں، مولوی کے ساتھ کمرے میں بند کر دیتے ہیں، خود مسجد میں سو جاتے ہیں اور صبح کا انتظار کرنے لگتے ہیں۔ صبح ہونے پر اذن باریابی کے منتظر ہوتے ہیں کہ کب مولوی کی عدالت سے ہر کارہ آواز دے۔ اور پھر کبھی مولوی جو کہ اب ان کا عارضی داماد بنا ہوتا ہے، مختلف جیلوں بہانوں سے ان کو دو تین دن کے لیے ٹھہرا بھی لیتا ہے اور یوں حلالہ ہوتا رہتا ہے اور لواحقین دیوث بن کر کلاک کی گھونٹنے والی سویوں کو دیکھتے رہتے ہیں کہ کب حلالہ کا procedure ختم ہو اور ہم لڑکی کو ساتھ لے کر سرخرو ہو کر ”باعزت“ گھر کو لوٹیں۔ بعد میں ہم نے ایک لنگڑے طالب علم کو بھی دیکھا جو ایک عمر رسیدہ برقع پوش خاتون کو ساتھ لیے لنگڑاتا ہوا جا رہا تھا۔ لوگوں نے بتایا کہ یہی وہ لنگڑا ہے اور ساتھ جانے والی خاتون حلالہ کی صورت میں اس پر نئی عنایت ہے اور یہ بھی بتایا کہ مولوی اسے لڑکی کے لواحقین سے حلالہ کرنے کی اجرت بھی لے کر دیتا ہے!!.....“ ہم یہ سب سن کر حیران و پریشان کھڑے تھے کہ ہمارا مخاطب ہمیں کہنے لگا کہ : ”آپ شریف آدمی لگتے ہیں لہذا آپ اس بد معاش کی بجائے کسی نیک سیرت اور اللہ لوک انسان سے حلالہ کروائیں۔“

اور وہ ترو دی :

اب ہم واپس پلٹے، مدرسہ نہ گئے کہ اتنا کچھ ہی کافی تھا۔ اب ہم کسی نیک سیرت اور

اللہ لوک انسان کی تلاش میں ایک لاہور کے بہت ہی بڑے جامعہ میں پہنچ گئے جہاں مفتیان شرح متین ایک بہت بڑی لائبریری میں براجمان تھے۔ کافذوں کے دستے اور مختلف قسم کے قلم ان کے سامنے رکھے تھے، ساتھ ہی ہنریس پڑی تھیں۔ سفید لباس اور سفید ہی ٹوپیاں، باشرح شکل و صورت میں وہ ہمیں بالکل فرشتہ محسوس ہوئے۔ ہم نے ایک دوسرے سے کہا ”اب ہم صحیح جگہ“ ایچھے، نیک اور مستند علماء کے درمیان پہنچے ہیں۔ اب صحیح رہنمائی ملے گی۔“ لہذا ہم ان کے سامنے ڈو زانو ہو کر بیٹھ گئے..... لیکن یہ کیا!!..... ہمارے دائیں طرف تھوڑے سے فاصلے پر ایک دوسرے سے پانچ یا چھ فٹ دوری پر الگ الگ ایک خاتون اور مرد بیٹھے تھے۔ مفتی صاحب نے ہمیں بیٹھنے کا اشارہ کر کے ان کی طرف دوبارہ ٹوئے سخن کیا اور اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگے :

”میاں! یہ بھی اب تمہاری پہلی (اصلی) بیوی کی طرح تمہارے ساتھ رہے گی، اس کے بھی وہی حقوق ہیں جو اُس کے ہیں۔ اس کو علیحدہ خلوت مہیا کرنا، اس کا خیال رکھنا اور کسی بات پر تلخ نہیں ہونا۔ ماں باپ کے بڑا بھلا کہنے پر ان کی باتوں کا اثر نہیں لینا اور نہ اسے پریشان کرنا بلکہ جتنی دیر یا عرصہ یہ تمہارے ساتھ رہے اس کا خرچہ اور ضروریات تمہارے ذمہ ہے۔“ اسے خوش رکھنا۔“

اس دوران دوسری طرف بیٹھی ہوئی لڑکی مسلسل اضطراب اور ذہنی کشمکش کا شکار تھی۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ ایک رنگ آ رہا تھا تو دوسرا جا رہا تھا۔ وہ ندامت و شرمندگی اور ذلت کے احساس سے ہونٹ کاٹ رہی تھی اور منھیاں بھیچ رہی تھی۔ پیچ و تاب کھا رہی تھی۔ اس کے چہرے کو حیا کی لالی نے سرخ کر دیا تھا..... ہم دیکھ رہے تھے کہ اس کے دل و دماغ میں ایک لادا اہل رہا تھا اور کسی بھی لمحے اس کے دل و دماغ کا آتش فشاں پھٹ کر لادا باہر ایلنے ہی والا تھا..... پھر شدت جذبات سے اس کے ہونٹ ہلنے لگے لیکن بات نہ نکل رہی تھی..... وہ کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ نائب مفتی نے شاید حالات کی نزاکت کو بھانپ لیا تھا، اس لیے وہ اچانک کچھ سوچنے کے بعد یوں گویا ہوئے :

”..... اچھا تو پھر ہو جائے نکاح۔“ اس کے جواب میں مرد خاموش بیٹھا تھا جیسے زبان

حال سے کہہ رہا ہو مفتی صاحب مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا آپ کیا کر رہے ہیں، پھر مولوی صاحب نے خطبہ پڑھنے کے بعد مختصر سادرس دیا اور 25 ہزار (فرضی) حق مہر مقرر کر کے

دونوں کو یہ خبر سنائی کہ اب تم دونوں ایک دوسرے کے لیے اجنبی نہیں بلکہ میاں بیوی بن گئے ہو۔ میاں نے ڈرتے ڈرتے دریافت کیا کہ اگر ہمارے خاندان والوں نے مسئلہ کو عدالت میں اچھالا تو پھر کیا بنے گا؟ تو منتی نے جواب دیا کہ: ”یہ لو میں اپنی مہر لگائے دیتا ہوں، کوئی عدالت اب اس فتوے کو چیلنج نہ کر سکے گی۔“ پھر مہر لگانے کے بعد انہوں نے پاس بیٹھے دو مسکین شکل کمزور و نحیف مولویوں کو کہا کہ ”لو یہاں بطور گواہ دستخط کر دو۔“ انہوں نے ربڑ سٹمپ ہونے کا ثبوت دیا۔ بغیر تحقیق معاملہ کے دستخط کر دیئے۔ اب کارروائی مکمل تھی۔ لڑکی اس مرد کی لونڈی بن چکی تھی اب وہ اپنی مرضی سے پر بھی نہ مار سکتی تھی اور نہ اب کوئی عدالت اسے اس قید سے رہائی دلا سکتی تھی کہ مولوی کے غلط مذہب کی تصدیق کی مہر اس کی قسمت پر ثبت ہو چکی تھی۔

اچانک مجھے میرے دوست نے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ اس لیے کہ میں کارروائی دیکھنے میں مصروف و مگن تھا، اس نے دوبارہ مجھے زور سے پاؤں پر چٹکی کاٹی تو میں نے اس کی طرف گردن جھما کر استغما میہ انداز میں دیکھا۔ اس نے سامنے دیکھنے کا اشارہ کیا، میں نے جب اپنے دائیں طرف سامنے دیکھا تو میں ٹھنک کر رہ گیا۔ آف اللہ! یہ کیا!!!..... میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی..... وہ لڑکی سامنے بیٹھی مٹھیاں بھینچ رہی تھی اور ہلکے ہلکے کر رہی تھی..... اپنی بے بسی پر..... مولوی کی سفاکیت پر، مفتی کی ستم ظریفی پر..... اور اپنے نصیبوں پر آنسو بہا رہی تھی..... میں یہ منظر دیکھ کر سوچ رہا تھا کہ یہ جو بیچاری لڑکی اپنے خاوند کی طرف سے لفظ طلاق کئے جانے پر ایک عرصہ بعد مسئلہ دریافت کرنے آئی تھی لیکن مولوی نے اسے اس مرد کے ساتھ حلالہ کے لیے نہتھی کر دیا تھا..... اس کی زبردستی داشتہ اور راکھیل بنا دیا تھا..... ذلت کا تلک ہمیشہ کے لیے اس کے ماتھے پر لگا دیا تھا۔

میں سوچوں میں غم اپنے غفور الرحیم مولا سے مخاطب تھا کہ اے اللہ! کیا یہ مجبور و مقبور اور مظلوم حوا کی بیٹیاں جو ان میناروں کے نیچے آتی ہیں کہ جن سے پانچوں وقت اللہ اکبر کی دلنواز صدائیں بلند ہوتی ہیں، یہ یہاں آتی ہیں تاکہ اپنے ذکھوں کا مداوا کر سکیں..... اپنے زخموں پر مرہم لگا سکیں..... یہاں سے رہنمائی لے کر زندگی کو پرسکون بنا سکیں..... کیا ان میناروں کے سائے میں آکر بھی لٹنا ان کا مقدر بن گیا ہے۔ یہاں آکر رُسوا ہونا، عزت برباد

اجڑے گھر کو آباد کرنے کیلئے حلالہ کرنا کرانا ثواب ہے۔ مفتی غلام سرور قادری

یہ تمہاری کائنات ہے کہ انسانی تین طاقتیں دینے کا جرم سرور کرے اور حلالہ صورت کا ہو امیر خیر

جس عمری نے بے حیالی کا دروازہ بند کیا ہے جو عزتیں محفوظ ہیں کی اس کتاب میں پیچہ کا راجہ اور قاسم

اسلام دین فطرت ہے اور حلالہ انسانی فطرت کا ثواب ہے۔ یہ عالمی قوانین میں بھی منوں ہے حلالہ کا

حلالہ نہ ہو تو خاور جب چاہے گا پھر دوسے کا جب چاہے گا جس کر لے گا۔ مسلم لیگ (ن) خواتین

ادھر (خیر عرصہ) - خصوصاً (مرد) - حلالہ کے بارے میں سندھ انگریزوں کے ستر جنس طبقہ کوئی کے فیصلے پر مختلف طبقوں کے تیسرے کا سلسلہ جاری ہے۔ مرکز انگریز اور انگریزوں کے ہاں کچھ نہ کہے کہ ایک وقت میں انگریزوں کا حرام کچھ حلال پیدا ہوا ہے کہ ہم کار کتاب مرد کرے اور حلالہ صورت کا ہو یہ کہیں کا کائنات ہے جس عمری نے اللہ کے رسول کی حدیث میں کر دی ہے تو حلالہ کو خاصیت ہو جاتا ہے۔

وفاقی شریعت عدالت کے مشیر مفتی غلام سرور قادری نے کہا ہے کہ حلالہ قرآن سے ثابت ہے اس میں شک بھی نہیں کے مقامی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے اختلاف کرنے والے حضرات سورہ النور کی آیت 24 کا غور سے مطالعہ فرمیں جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) "مگر اگر عورت نے گواہی دی تو تیسری طاقت دے دی تو وہ گواہی (دو بار) اس کیلئے حلال نہ ہوگی جب تک کہ

دوسرے خاندان سے نکاح نہ کرے پھر اگر وہ دوسرا سے طلاق لے لے تو تیسری گواہی پر نکاح نہیں کر سکتا۔ اگر کسی میں اس حدیث کو سمجھ نہیں آتا تو اللہ کی حد میں نہیں کے۔ آج۔" (سورہ النور 24)

جس حدیث میں حلالہ کی مذمت مکی سے فقہاء کے نزدیک اس سے مراد وہ حلال ہے جو باوجود ضرورت ہو اور جس خواتین کی حیثیت کیلئے اور صورت سے کہ ہو طلاق کے بعد میں رہی اپنے بچوں کے مستقبل کی خاطر رجوع کرنا چاہتے ہیں تو فقہاء اور فقہ کے نزدیک حلال ہے۔ بلکہ کچھ فقہاء نے اس کیلئے اور ایک اجڑے ہوئے گھر کو آباد کر کے میں رہا دینے کی سنت حلال کر دیا

آج کل بھی ایسے علماء اور مولوی حضرات زندہ ہیں جو حلالہ کو نہ صرف ثواب کا کام قرار دیتے ہیں بلکہ قرآن سے ثابت کرنے کے مذموم دعوے کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حلالہ کرنے والے پر تو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ مندرجہ ذیل خبر میں بھی کچھ ایسے ہی علماء ذی شان نظر آ رہے ہیں۔

کروانا اور ذلیل و خوار ہونا کب تک جاری رہے گا۔ ہم تو چند منٹ پہلے آئے اور یہ مناظر دیکھ کر برداشت نہ کر سکے..... اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے..... پھر میں نے اس مسجد کے بلند و بالا مینار سے مخاطب ہو کر کہا کہ تو نے تو مختلف ادوار کے عروج و زوال کے مناظر دیکھے ہیں تم اپنے سائے تلے خوا کی بیٹیوں کی تار تار ہونے والی عصمتوں کے دلدوز واقعات و مناظر دیکھ کر غیرت و حمیت سے ریزہ ریزہ کیوں نہ ہو گئے.... کہ تمہاری تقدس مآب فضاؤں میں یہ سب کچھ ہوتا ہے.... تو مینار نے جھک کر میرے کان میں رازدارانہ انداز میں یوں سرگوشی کی کہ :

”میں تو پتھر‘ گارے اور سینٹ کا بنا ہوا مینار ہوں جو نہ دل رکھتا ہے نہ دماغ..... مجھے تو ملعون ٹھہرا رہا ہے‘ میرا قصور نہیں‘ میں یہ قبیح کھیل دیکھ دیکھ کر غیرت سے کڑھ کڑھ کر مر چکا ہوں..... افسوس تو ان زندہ انسانوں پر ہے جو باشرع ہیں‘ رسول اللہ ﷺ سے محبت کا دم بھرتے ہیں‘ ان کے پاس دل و دماغ بھی ہے اور ان کی زبانوں سے قال اللہ اور قالی الرسول کی صدا ئیں بھی بلند ہوتی ہیں..... مگر ان کی زبانوں کو اس مسئلہ میں تالے لگ چکے ہیں..... وہ خاموش تماشائی ہیں..... جب ایسے افراد کا حال یہ ہو جائے کہ ان کے گھروں میں قرآن و حدیث جیسی عظیم کتابیں جو زندگی کی رہنمائی کرتی ہیں کی جگہ ڈائجسٹ اور ٹی وی‘ وی سی آر و ڈش وغیرہ جیسی لغتیں سج جائیں..... جہاں کی جگہ جمود اور جموریت جبکہ حق کی جگہ حکایت کو مل جائے تو پھر تاریخ گواہ ہے کہ ملت کے اذہان و قلوب سے حمیت و غیرت کے معنی نکل جاتے ہیں اور باضمیروں کی تاریخ ماضی کا حصہ بن جاتی ہے اور بے ضمیرے حال کے بیرو بن جاتے ہیں۔ ایسی قوم سے کچھ بھی ممکن ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اپنی بچیوں کو خود میرے سائے میں لا کر بٹھائے... تاکہ مفتیان وین ان کو حلال کرنے کا سامان کریں!!! یا للہجب اور یوں وہ میری تقدس بھری فضاء میں میرے اوپر گندگی مل دیتے ہیں..... میں تو خود اس گندگی سے آلودہ ہو چکا ہوں اور میرے گندہ کرنے میں ان اسلامی پروہتوں کا بنیادی کردار ہے..... باقی رہی تمہاری بات کہ میں ریزہ ریزہ کیوں نہ ہو گیا؟ تو عرض ہے کہ اب ایسا ہونے یا نہ ہونے کے کوئی معنی نہیں کیونکہ مساجد‘ مدارس‘ خانقاہوں پر میں ایستادہ تو ہوں‘ صرف ایک بے جان ڈھانچے کی شکل میں‘ جبکہ میرے اندر سے روح کسب کی ختم کر دی گئی ہے۔“

مفتی صاحب کا ”خلوص“ بھرا مشورہ :

میں انہی سوچوں میں گم تھا کہ مفتی صاحب کی آواز میرے کانوں سے نکلرائی : ”ہاں! تو بھائی صاحب آپ کا کیا مسئلہ ہے؟“ میرے دوست نے فوراً بتایا کہ ”ہمارے اس بھائی نے اپنی بیوی کو تین دفعہ لفظ طلاق کہہ دیا ہے اب وہ اس کا حل فتوے کی صورت میں چاہتا ہے۔ مولوی صاحب نے فوری فتویٰ لکھ کر دے دیا کہ ”اب جا کر حلالہ کرواؤ“ اور کہا کہ ”اس پر بڑے مفتی جامعہ کی مہر لگوا کر دستخط کروالیں۔“ ہم مفتی صاحب کے پاس پہنچے اور انہیں فتوے والا کاغذ دیا۔ انہوں نے مہر لگا کر دستخط کر دیئے اور ساتھ ہی یوں ہدایات دینی شروع کیں :

”حلالہ جہاں ضروری ہے وہیں اس کے کچھ تقاضے بھی ہیں جن کو پورا کرنا بہت ضروری ہے۔ سب سے اہم مسئلہ حلالہ کے لیے موزوں آدمی کی تلاش ہوتا ہے۔ اس لیے کہ بچی کے مستقبل کا مسئلہ ہوتا ہے اور پھر خاندان کی عزت و آبرو سب سے عزیز ہوتی ہے۔ ابتدائی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ یہ ”عمل“ بھی ہو جائے اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو۔ حلالہ کروانے کے لیے کسی قریبی رشتہ دار یا عزیز کا انتخاب ہرگز نہ کرنا چاہیے، بس باہر کے کسی انجان شخص کو پکڑنا چاہیے اُسے کچھ (رقم وغیرہ) دینا بھی پڑے تو اپنے پاس سے دیں کہ ایک رات اس کے ساتھ گزار دو صبح اس کو طلاق دو اور چلتے بنو۔ خاندان کے فرد سے حلالہ کروانے کی قیادت یہ ہے کہ جب لڑکی اور لڑکا حلالہ کرتے ہیں تو ایک دفعہ لڑکی کی ہجک، شرم و حیا اور وہ پردہ جو ایک غیر محرم مرد اور عورت کے درمیان حائل ہوتا ہے، وہ اُٹھ جاتا ہے اور اب وہ جو نہی کبھی علیحدگی دیکھتے ہیں، خلوت کی گھڑیاں میسر آتی ہیں تو آپس میں مل کر پھر حلالہ والا عمل شروع کر دیتے ہیں۔ یہ قیادتیں ہیں خاندان میں سے کسی فرد سے حلالہ نکلوانے کی۔“

ہم نے مفتی صاحب کا یہ طویل ہدایت نامہ سننے کے بعد کہا کہ یقیناً جانیں ہمیں تو کوئی قابل اعتبار اور قابل اعتماد شخص نظر نہیں آتا۔ آپ ہی کچھ بندوبست کریں۔ مفتی صاحب نے ایک ایسے بزرگ کی طرف اشارہ کیا کہ جن کا اخبارات میں ذکر آتا رہتا ہے اور وہ اخبارات میں لکھتے بھی ہیں۔ مفتی صاحب نے کہا کہ آپ ان کے پاس جائیں وہ بہت نیک اور پرہیزگار انسان ہیں، پانچوں نمازیں جامعہ کی مسجد میں باجماعت پڑھتے ہیں لیکن ہمارا نہ بتانا کہ ہم نے بھیجا ہے۔ جب وہ نماز پڑھ کر گھر کی طرف روانہ ہوں تو راستے میں چلتے چلتے ان کو اپنا مسئلہ

بتانا (کہ ہم ایک لڑکی کا حلالہ نکھوانا چاہتے ہیں) وہ ضرور کوئی حل نکال لیں گے (یاد رہے یہ مولانا صاحب لاہور میں اُن چند مولویوں میں شامل ہیں کہ جن کو حلالوں کی وجہ سے بہت شرت ملی ہے۔)

حلالی پیر اور حلالی مرید :

سروے کے دوران ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض مولوی حضرات بیوروکریسی اور انتظامیہ میں لمبا ہاتھ رکھتے ہیں اور کافی اثر و رسوخ کے مالک ہیں۔ اوپر تک اُن کی سنی جاتی ہے۔ ہم نے سوچا یہ مولوی ہیں وہ بھی مدارس و خانقاہوں کے۔ سیاستدان تھوڑی ہیں جو ان کی اوپر تک رسائی ہے۔ بعد میں ہمیں پتہ چلا کہ بڑے بڑے لوگ ان پیروں کے مرید اور مولویوں کے معتقد خاص ہیں۔ ان کے متعلقین کے لیے یہ مولوی خام مال میا کرتے ہیں وہ اس طرح کہ جب کوئی معاشرے کا غریب اور قسمت کا مارا اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر طلاق کا مسئلہ دریافت کرنے آتا ہے تو یہ حلالی مولوی حلالہ کا پھندا بچی کے گلے میں فتوے کی شکل میں ڈال کر کسی صاحب کو ”نہایت شریف انسان“ ہونے کا سرٹیفکیٹ عطا کر کے لڑکی والوں کو اس کے پاس بھیج دیتے ہیں کہ ”وہ بہت نیک اور خدا ترس آدمی ہے آپ کی بچی پر بھی ”خدا ترسی“ کا مظاہرہ کرے گا لہذا ہماری معلومات کے مطابق اس سے شریف انسان ملنا ناممکن ہے جو صبح تک آپ کو فارغ کر دے گا اور بلا چوں و چراں طلاق نامہ پر دستخط بھی کر دے گا۔ ہمارا کئی دفعہ کا تجربہ شدہ اور آزمایا ہوا بندہ ہے۔“ یوں غریبوں کی دیہات کے چھپوروں کے نیچے پل کر جوان ہونے والی بھولی بھالی اور چکر بازیوں سے نا آشنا بچیاں ان جنس کے پیچاریوں کے ہاتھوں کھلونا بن کر دنیا کے لیے عبرت و تماشہ بنتی رہتی ہیں اور یہ صاحب اس صلہ میں مولوی کی خوب ”خدمت“ بھی کرتے رہتے ہیں اور ان کے ہر حکم کی تعمیل کرنا ضروری سمجھتے ہیں، اس لیے کہ وہ جانتے ہیں جس دن ہم نے حکم عدولی کی یا آنکھیں دکھائیں اسی دن سے مولوی کی طرف سے خام مال سپلائی ہونا بند ہو جائے گا۔ لہذا وہ پیر صاحبان کا مرید بن کر ہر حکم بجالانے میں ہی عافیت سمجھتے ہیں۔

حلالہ کی ترقی یافتہ شکلیں :

اب تو حلالہ کی ایک ترقی یافتہ شکل بھی سامنے آئی ہے اور یہ صرف امیروں اور مالداروں کے لیے سود مند ثابت ہوتی ہے۔ غریب اس سے ہنوز محروم ہی ہیں۔ وہ شکل اس طرح ہے کہ پیسے والے دین سے ناواقف لوگ آتے ہیں۔ اپنی لڑکی کو ایک رات کے لیے مطلوبہ مقام پر چھوڑ جاتے ہیں۔ ایک آدمی کے ساتھ فرضی نکاح کر دیا جاتا ہے، وہ رات اس کے ساتھ گزارتا ہے (بقول ان لوگوں کے) وہ لڑکی کو چھوٹا بھی نہیں اور صبح طلاق دے دیتا ہے اور لڑکی عزت بھی بچا لیتی ہے اور صبح طلاق کے بعد مولوی کی طرف سے حلالہ درست طور پر انجام پذیر ہو جانے کا سرٹیفکیٹ لے کر پہلے خاوند کے پاس آ جاتی ہے (یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ جس کے ساتھ نکاح کر کے ایک رات کے لیے کمرے میں بند کر دیا جاتا ہے وہ اسے حقیقتاً ہاتھ نہیں لگاتا یا کہ.....) ہم تو صرف اتنا عرض کریں گے کہ :

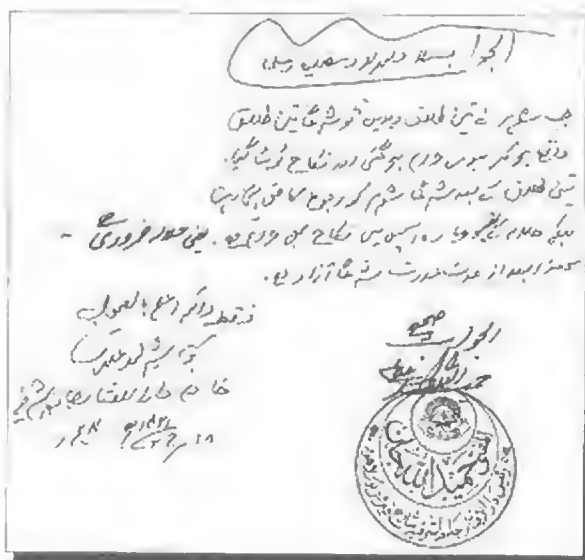
یہ کیسے ممکن ہے کہ آگ جلے اور دھواں بھی نہ ہو

چوٹ پڑتی ہے تو پتھر بھی صدا دیتے ہیں

اس سے بھی ترقی یافتہ ایک شکل اور سامنے آئی ہے وہ یوں کہ لڑکی والے لڑکی کو لے کر آتے ہیں۔ مولوی اپنی بھاری فیس لیتا ہے اور نکاح کسی مرد کے ساتھ کر کے دونوں جانب سے دستخط کر دیا لیتا ہے۔ اب لڑکی والے لڑکی سمیت اپنے گھر چلے جاتے ہیں اور صبح واپس آ کر اس فرضی اور عارضی خاوند سے طلاق نامہ پر دستخط لے لیتے ہیں۔ اس طریقہ کار "procedure" کی کامیابی کے لیے اتنا ہی کہوں گا کہ

مگر اس میں لگتی ہے محنت (دولت) زیادہ

مگر یہ جدید طریقے نکالنے والے مولویوں پر آگ بگولا اور برہم ہوتے ہوئے دوسرے بڑے قد کاٹھ والے مولوی حضرات نے کہا ہے کہ ”انہوں نے حلالہ کی یہ نئی شکلیں متعارف کروا کر بدعت کا ارتکاب کیا ہے اس لیے وہ بدعتی ہیں اور یہ طریقہ حرام اور ناقابل اعتبار ہے۔ اس طریقہ سے حلالہ ہرگز نہیں ہوتا۔“ کیوں نہیں ہوتا؟ یہ بھی ان سے سن لیں۔ کہتے ہیں کہ ”خلوت صحیحہ“ حلالہ کے لیے ضروری شرط ہے اور وہ اس میں مفقود ہے، اس لیے حلالہ مکمل نہیں ہوا اور جب تک حلالہ مکمل نہیں ہوگا عورت اپنے پہلے خاوند کے لیے



جامعہ اشرفیہ لاہور کا جاری کردہ فتویٰ جس میں خاوند کو تاکید کی جا رہی ہے کہ وہ اپنی بیوی کا حلالہ کسی غیر مرد سے کروائے یہ ضروری ہے اس کے بغیر خاوند اپنی بیوی سے نہیں مل سکتا۔

حلالہ کے چہرہ

حلال نہ ہوگی۔ عورت تو حلال اسی صورت میں ہوگی جب عارضی خاوند اس کے ساتھ صحیح طرح میاں بیوی کی حیثیت سے رات گزارے۔ استغفر اللہ من ذلک العہوات

حلالہ ہاؤس :

خلوتِ صحیحہ سے مجھے یاد آیا کہ میرے ایک محترم اور محسن نے مجھے بتایا کہ آزاد کشمیر کے ایک علاقے (ک) میں باقاعدہ حلالہ سنٹر کا وجود ہے۔ اس حلالہ سنٹر کی خوبصورت عمارت ہے جس میں کرائے کے ٹو اور ساندھ ہر وقت موجود رہتے ہیں اور بے لوث نہیں بلکہ فیس لے کر ”خدمت“ کرتے ہیں۔ جاہل لوگ وہاں طلاق کے معاملہ میں جن بیمار لڑکیوں کو پیر یا مولوی نے حلالہ کا علاج تجویز کیا ہوتا ہے ان کو وہاں ان مشنڈوں کے پاس لے آتے ہیں اور وہ ننگ انسانیت ساندھ جو انسانیت کی تذلیل اور حیوانات کی توقیر کا مظاہرہ کرتے ہوئے حوا کی بیٹیوں کو حلالہ کی کند چھری سے حلال کرتے ہیں۔ یوں وہ نہ تو اس چھری سے حلال ہو کر مرقی ہے اور نہ جنتی ہے۔ درمیان میں گم سم بت بن کر یا بے جان زندہ لاش بن کر رہ جاتی ہے یا پھر یہاں سے حلالہ کی سند لے کر بے حیائی اور زنا کاری کا دروازہ اپنی زندگی میں کھولتی رہتی ہے۔ میں نے معلومات فراہم کرنے والے اپنے اس دوست سے کہا ”اس منڈب اور ترقی یافتہ دنیا میں ایسا نہیں ہو سکتا“ تو اس نے کہا کہ میں بھی تمہاری طرح نہیں مانتا تھا پھر پیشل وہاں گاڑی لے کر گیا اور اس عمارت کو دیکھا، وہاں موجود حلالہ کے غیر سرکاری ساندھوں کو بھی دیکھا، ان کے انٹرویوز کرنے کو بھی دل چاہا لیکن میرے پاس وقت بہت کم تھا، میں نے ایک میٹنگ میں جانا تھا، اس لیے ان سے چند باتوں اور تصدیق کرنے کے بعد واپس چلا آیا کہ پھر کبھی ان سے تفصیلی بات چیت کروں گا۔

حیلے اور بہانے :

ہم ایک مولوی صاحب کے پاس پہنچے۔ ہمارے دوست نے اسے ساری صورت حال بتائی کہ ہمیں حلالہ تجویز کیا جا رہا ہے لیکن بچی صرف سولہ سال کی کم عقل ہے اور لڑکا بھی نو عمر۔ دونوں کی شادی ہوئی تین ماہ ہوئے ہیں۔ دونوں نو عمر جوان ہونے کی بنا پر گرم خون کے

مالک ہیں۔ غصے اور دینی و شرعی معاملات کو نابینہ ذہن اور کم عمر ہونے کی بنا پر نہیں سمجھتے۔ ایسے معاملات سے ٹاوا قنیت کی بنا پر نادانی اور جذبات میں تین دفعہ طلاق کا لفظ بچے نے منہ سے نکال دیا ہے۔ بچی پریشان، لڑکا پشیمان ہے۔ ہمیں کسی پر اعتماد نہیں اس لیے کہ وہ بچی کو کہہ جو اچھے چہرے مہرے اور صحت کی مالک ہے کیا معلوم کوئی بد باطن اور شیطانی ذہنیت کا مالک اسے دوبارہ طلاق ہی نہ دے۔ مولوی نے جونہی 16 سال والا جملہ سنا تو ہم نے خود اس کو دیکھا کہ وہ مستعد اور چوکنا ہو کر بیٹھ گیا اور ہماری ہاں میں ہاں ملائے لگا۔ اللہ جانے اس کا کیا مطلب تھا! اس نے فوری کہا کہ: ”بس سمجھو قابل اعتماد آدمی کا بندوبست ہو گیا آپ بے فکر رہیں، یہ اب میری ذمہ داری سروردی ہے کہ کیا کرنا ہے؟“ دوست نے دوبارہ بتایا کہ: ”ہم نے حلالہ نہیں کروانا بس آپ کوئی اور حل نکالیں۔“ مولوی مسلسل زور دے رہا تھا کہ میں قابل اعتماد شخص فراہم کروں گا اور ایک دفعہ تو روانی میں مولوی کے منہ سے یہ نکلے نکلتے بچا کہ ”میں بنو ہوں پھر اور قابل اعتماد آدمی کی تلاش کی کیا ضرورت..... یہ فقرہ کہتے کہتے مولوی صاحب درمیان میں رک گئے..... اتنے میں ہم نے مولوی صاحب کو دو ٹوک انداز میں کہا کہ: ”آپ کوئی حل نکالیں ہم آپ کی توقع سے بڑھ کر آپ کی خدمت کریں گے“ تو مولوی صاحب نے طوعاً کرہاً نہ چاہتے ہوئے مجھے دل کے ساتھ کہا کہ: ”جاؤ خادم کے پاس بیٹھو مزید سوچ سمجھ لو، اتنی دیر میں تھوڑا سا کام کر لوں پھر ٹھہر کر بتاتا ہوں۔“ ہم خادم کے پاس بیٹھے ہی تھے کہ وہ (چونکہ مولوی صاحب کا ہمیں اس کے پاس بھیجنے کا مقصد سمجھ چکا تھا اس لیے) ہمیں کہنے لگا: ”جناب کوئی طلاق وغیرہ کا مسئلہ ہے؟“ ہم نے اثبات میں جواب دیا تو ہماری باتیں سن کر کہنے لگا: ”آپ کا کام ہو جائے گا ایک ہزار فیس جو مدد رسہ کے چندہ میں یتیم بچوں کے فنڈ میں جمع ہو جائے گی، جمع کروانا ہوگی۔“ ہم نے کہا: ”ہمارا کام تو ہو جائے ایک کیا دو ہزار دینے کو تیار ہیں“ اب خادم ہمیں سمجھانے لگا کہ:

”اگر مولوی صاحب پوچھیں کہ تم نے جب طلاق دی تو تمہاری فزہنی و جسمانی کیفیت کیا تھی؟“ تو تم یہ جواب دینا کہ: ”میں شدید غصے سے پاگل ہو رہا تھا، غصہ کی شدت سے میرے ہاتھ پاؤں مڑ گئے تھے، منہ سے تھوک جھاگ کی طرح نکل رہا تھا اور مجھے اپنے آپ پر بالکل کنٹرول نہ تھا اور غصہ میں مجھے پتہ نہ چلا کہ میں طلاق، طلاق، طلاق کہہ گیا ہوں۔“

○ اگر مولوی صاحب کہیں کہ تم نے طلاق ”ت“ کے ساتھ کہا تھا یا کہ ”ط“ سے طلاق

کہا تھا تو تم کہنا کہ میں نے تو طلاق کا لفظ ”ت“ کے ساتھ ”تلاق“ کہا تھا، تو وہ کہہ دیں گے یوں تو طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ طلاق کا لفظ تو ”ط“ کے خرج سے ادا ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی طلاق واقع ہوتی ہے اور تلاق کا تو معنی ہی بدل جاتا ہے۔

○ اگر مولوی صاحب پوچھیں کہ ”جب تم نے لفظ طلاق بولا تھا تو اس وقت تمہارا مقصد صرف طلاق دینا ہی تھا یا یہ کہ محض غصہ میں آکر لفظ طلاق زبان سے ادا کر دیا“ تو تم یوں جواب دینا کہ: ”جب میں نے طلاق کا لفظ تین دفعہ ادا کیا تو میرا مقصد طلاق دینا ہرگز نہ تھا محض ایک غصہ تھا اور بیوی کو ڈرانا چاہتا تھا کہ وہ باز آجائے۔ زبان سے لفظ طلاق بولا تھا، دل سے طلاق دینا میرا مقصد اور نیت ہرگز نہ تھی۔“ تو مولوی صاحب یہ کہہ کر فتویٰ لکھ دیں گے کہ اس طرح تو غصے کی حالت میں دی گئی طلاق تو واقع نہ ہوگی۔

اس طرح چند ایک ”خبر“ اس نے ہمیں اور بھی بتائے جنہیں جان کر ہماری آنکھیں پٹی کی پٹی رہ گئیں۔ اب ہم نے دیکھا تو مولوی صاحب ہماری طرف ہی منتظر نگاہوں کے ساتھ دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے خادم کو ایک خفیہ اشارہ کیا جسے ہم نے ان کے چھپانے کے باوجود محسوس کر لیا۔ یہ اشارہ پاتے ہی خادم ہمیں کہنے لگا: ”اب آپ مولوی صاحب کے پاس جائیں انہوں نے میں ختم شریف پر جانا ہے۔“ ہم سوچ میں پڑ گئے کہ یہ تو دو ہزار کی دیہاڑی لگانے پر تھے ہوئے ہیں اور ہم نے ان عزتوں کے بیوپاریوں کو کھوٹی چوٹی بھی نہیں دی۔ یہ تو ہم سمجھ چکے تھے کہ خادم اور مولوی ڈرامہ کر رہے ہیں اور بظاہر ایک دوسرے سے لاتعلقی کا اظہار کر رہے ہیں۔ خادم نے پھر جانے کا حکم دیا تو میں نے ساتھیوں سے کہا کہ: ”آپ نے نہیں بولنا“ صرف میں سوالوں کا جواب دوں گا۔ مولوی صاحب نے جو نئی پہلا سوال کیا تو میں نے کہا کہ: ”میں تو بالکل نارمل تھا اور میں نے سوچ سمجھ کر باہوش و حواس طلاق دی تھی“ اب مولوی صاحب نے عینک کا فریم ناک پر تھوڑا سا نیچے کرتے ہوئے خشمگین آنکھوں سے خادم کو قہر بھری نظروں سے دیکھا اور پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر دوسرا سوال کیا۔ پھر تیسرا۔ جیسے جیسے ہم مولوی صاحب کے سوالوں کا جواب ان کی توقع کے برعکس دیتے جا رہے تھے ان کی پیشانی پر پریشانی کی سلوٹیں پڑتی جا رہی تھیں اور پسینے کے



بسم اللہ الرحمن الرحیم والہدیہ، سترہ ہجرت اور سائل کے زبانی بیان کے مطابق ہو گا کہ میں نے
 خدیجہ کے بعد میں تو بھی حرام جہیز اور اب اللہ شہید کے خیر و بارہ طلاق نہ ہوئی تو ان خیر
 میں ہے، خان طلاق مذکور میں بعد ہی تنگی زوجہ خیرہ، لیکن ہو کر تیسرا طلاق دینی شریعت سے
 معصوم ہو کر تا وقتیکہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ ہو کرے، لہذا اب یہ صورت تین جہیز ہجرت
 کرانے کے بعد اس شخص کے خلاف نہیں ہے چاہے نکاح کرے یا نہ کرے جس کے بعد وہ شخص
 جس سے اب نکاح کیا وہ اگر تیسری کثرت کے بعد طلاق دے تو تیسری جہیز ہجرت نہ ہوگی
 کے بعد چھ شخص سے نکاح کر سکتا ہے، بیچ باری سترہ طلاق دینا ہے جو حدیث میں مذکور ہے
 موجود ہے کہ طلاق تیسری کثرت میں طلاق نکاحی طلاق دینا ہے کہ اگر تیسری کثرت کو معطل نہ کر دیا جائے،
 نکاحی طلاق نکاحی طلاق دینا ہے کہ اگر تیسری کثرت کو معطل نہ کر دیا جائے، نکاحی طلاق نکاحی طلاق دینا ہے کہ اگر تیسری کثرت کو معطل نہ کر دیا جائے،
 دوسرے طلاق دینا ہے کہ اگر تیسری کثرت کو معطل نہ کر دیا جائے، نکاحی طلاق نکاحی طلاق دینا ہے کہ اگر تیسری کثرت کو معطل نہ کر دیا جائے،
 تیسرا اور تیسری کثرت کے لئے نکاحی طلاق دینا ہے کہ اگر تیسری کثرت کو معطل نہ کر دیا جائے، نکاحی طلاق نکاحی طلاق دینا ہے کہ اگر تیسری کثرت کو معطل نہ کر دیا جائے،



جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے جاری کردہ فتویٰ اور سائل کے پرچہ کا عکس جس میں بتایا گیا ہے کہ
 اب جب تک اس عورت (کہ جس کو اس کے خاوند نے ایک ہی مجلس میں تین دفعہ لفظ طلاق کہہ
 دیا ہے) کا مزہ غیر مرد نہ چکے لے یعنی اس کے ساتھ جماع (نہم بستی) نہ کر لے، اس کے خاوند کے
 لیے حلال نہ ہوگی۔

چھوٹے چھوٹے قطرے نمودار ہوتے جا رہے تھے کیونکہ ان کے دو ہزار ڈوب رہے تھے۔ آخر ہم مولوی صاحب کے مبارک جال سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔

ہم نے مدرسہ سے باہر نکلتے ہوئے مولوی صاحب کو اپنے خادم کو جھڑکیاں دیتے سنا کہ وہ اسے کوس رہے تھے کہ جسے کسی کو بات بھی سمجھانی نہیں آتی اور خادم تھا کہ برابر صفائیاں پیش کر رہا تھا۔ دورانِ گفتگو خادم نے ہمیں بتا دیا تھا کہ ایک دفعہ مولوی صاحب کی بیٹی کو ان کے خاوند نے طلاق دے دی تو انہوں نے پہلے اسی طرح جیلوں بہانوں سے طلاق کو غیر موثر قرار دیا اور پھر اس کو آہستگی سے کہا: ”بدبخت! جاؤ! پھر اب کسی اہلحدیث عالم سے فتویٰ لے آؤ ورنہ بیوی گنوا بیٹھو گے۔“

یہاں سے ہم نکلے تو بھائی دروازہ کے نزدیک مدرسہ میں جا پہنچے۔ وہاں کے مولوی کوئی جماندیدہ شخص لگتے تھے۔ ان کو شاید شک ہو گیا تھا اس لیے وہ مسلسل ہم سے کئی کتراتے رہے اور یوں انہوں نے بڑی صفائی سے ہمیں ٹال دیا۔

بار بار حلالہ کی چھری :

اس کے بعد ہم ایک ہفتہ آرام کرنے کے بعد ٹنک کے ایک بہت بڑے لیڈر کے مدرسہ میں گئے۔ اس مدرسہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ دنیا کے کتنے ہی ممالک میں اس کی شانیں قائم ہو چکی ہیں۔ یہاں ہم نے ایک مفتی صاحب سے دریافت کیا کہ ”آپ جو کہتے ہیں کہ اب حلالہ کے سوا کوئی حل نہیں تو یہ بتائیں کہ اگر ہم طوعاً و کرہاً حلالہ کروا بھی لیں تو اگر لوکے نے کبھی کسی وقت غصہ میں آکر دوبارہ تین دفعہ لفظ طلاق کہہ دیا تو پھر کیا کرنا ہوگا؟“ تو انہوں نے بلا تھجک جواب دیا: ”پھر حلالہ!!“ ہم نے عرض کیا یعنی پھر دوسری دفعہ دوبارہ حلالہ کروانا پڑے گا؟“ تو کہنے لگے: ”ہاں حلالہ ہی کروانا پڑے گا۔“ ہم نے پھر مزید دریافت کیا کہ دو دفعہ طلاق دے کر حلالہ کروا چکا اگر اب کبھی زندگی کے کسی موڑ پر اس نے پھر تیسری بار طلاق کا لفظ کہہ دیا۔ اب تو بیوی اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی۔ اب تو رجوع کرنا کسی صورت میں ممکن نہ ہوگا۔“ کہنے لگے: ”نہیں! اب پھر وہ حلالہ کروا کر رجوع کر سکتا ہے!!“ یہ سن کر میرا سر چکرا گیا۔۔۔ ہر طرف سے گھوم پھر کر حلالہ آگے آ جاتا ہے۔ اسلام

نے تو مرد کو وقفے وقفے سے صرف تین دفعہ طلاق دینے کا حق دیا ہے اس کے بعد عورت اور مرد کا ہر طرح کا نااط ختم' جدائی لازم ہے لیکن یہاں تو حلالہ نے طلاق دینے کے مسئلہ کو دوام بخش دیا ہے۔ مفتی صاحب نے میری کیفیت کو شاید سمجھ لیا تھا اس لیے کہنے لگے: "بات دراصل یہ ہے کہ جب حلالہ ہو جاتا ہے تو مرد کو دوبارہ تین طلاق دینے کا حق واپس مل جاتا ہے۔ اب وہ اگلا چاہے تو دوبارہ تین دفعہ طلاق دے سکتا ہے اگر کبھی پھر ایسا ہو جاتا ہے تو حلالہ کے بعد پھر تیسری بار اس کو تین دفعہ طلاق دینے کا حق حاصل ہو جائے گا۔"

میں یہ سن کر لرز کر رہ گیا، کانپ گیا اور میرا دل تڑپ اٹھا کہ اے اللہ کریم! یہ معاملہ کیا ہے؟ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں! کیا امت محمدیہ کی بیٹیاں یونہی بار بار حلالہ کی چھری سے ذبح ہوتی رہیں گی اور حلالی مولوی ان کے گلے کاٹتے رہیں گے۔ طلاق کے اس مسئلہ نے کہ جس میں مسلسل حلالہ کے بعد خاوند کو پھر تین طلاقات کا حق ملتا جاتا ہے، حلالہ جیسے زنا کو دوام بخش دیا ہے..... ظلم و جبر کے یہ طوق کب امت محمدیہ کی بیٹیوں کے گلے سے اتریں گے۔ کب وہ سکھ کا سانس لیں گی۔ میں انہی سوچوں میں گم تھا کہ مفتی صاحب کی آواز میرے کانوں سے نکلائی۔ "اور کوئی مسئلہ ہو تو؟" میرے منہ سے نکل گیا: "اگر کوئی قابل اعتماد آدمی ہو۔" تو کہنے لگے: "کسی طالب علم کی ذیوٹی لگا دیں گے اگرچہ آپ کو اپنی جیب سے ہی کچھ پیسے دینے پڑیں تو دے دیں مگر پھر پریشان نہ ہونا پڑے گا اور یوں یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ پہلے آپ عدت پوری ہونے دیں بعد میں لے آئیں، حلالہ نکال دیں گے۔ انہوں نے مجھے چلتے وقت نصیحت کی کہ گھریا خاندان کے کسی فرد سے حلالہ نہ کروانا کہ اس طرح وہ عورت اور مرد موقع ملنے پر جو چاہیں کر گزرا کریں گے اور اس سے بہت سارے مفاسد پیدا ہوں گے۔ اس لیے گھر سے باہر کے اجنبی شخص سے ہی حلالہ کروانا۔ اب میں سمجھا کہ اجنبی کی شرط کا تکرار کیوں کیا جا رہا ہے کیونکہ مفتی صاحب بھی اجنبی تھے اور بقول ان کے جس کو وہ ہم سے پیسے لے کر دینے کے بعد راضی کریں گے وہ بھی اجنبی تھا لہذا ان سے حلالہ کروانا بہتر تھا۔

ص حقیقت کھل گئی اکبر تیرے ترک محبت کی

یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ لاہور میں ایسے قد آور علماء بھی ہیں کہ جن کے گھر حلالہ

کی مقدس بیویاں بس رہی ہیں۔ ہوا یوں کہ کئی نصیب جلوں نے ان پر اعتماد کرتے ہوئے حلالہ کے لیے اپنی بیویاں ان کے پاس چھوڑ دیں۔ جو ان علماء ذی شان کے من کو بھاگئیں تو انہوں نے ان کو کبھی واپس نہ کیا۔ جب بھی وارث آئے تو مولوی صاحب نے یہ کہہ کر رخصت دیا کہ ”جب وہ خود ہی طلاق لینا نہیں چاہتی تو اس معاملہ میں میں کیا کر سکتا ہوں۔ آخر وہ اور ان کے بچے صبر و شکوہ کر کے بیٹھ گئے مگر آج بھی ان کی واپسی کی ناختم ہونے والی اُمید لگائے بیٹھے ہیں جبکہ وہ مولوی صاحب کی حلالہ کی نسل جنم دینے اور اسے پروان چڑھانے میں مصروف ہیں۔ ان علماء کی سابقہ بیویاں آج بھی اپنی ان حلالی سوکنوں کو حلالہ کا غلیظ طعنہ دے کر ان کے ناک میں دم کیے ہوئے ہیں۔“

ان مدارس و خانقاہوں کے محراب و منبر اور مینار آج بھی ان مفتیانِ شرح متین کی اخلاقِ باخستگی کے لیے شکایت کنال ہیں اور زبانِ حال سے کہہ رہے ہیں کہ ہمارے دامن میں اور ہمارے سائے میں حلالہ کی دُکانیں سجانے والو..... اُمت کی بیٹیوں کی عزت کو سرعام نیلام کرنے والو..... ہمارا جی تو چاہتا ہے تم پر اپنے آپ کو گرا کر تمہیں ہمیشہ کے لیے سلا دیں لیکن ہم کچھ بھی تو نہیں کر سکتے کیونکہ ہمارے رب نے ہمیں یہ اختیار نہیں دیا ورنہ ہم تمہارے وجودِ نامسعود کو اپنے گرد و نواح سے کب کے پاک صاف کر چکے ہوتے۔ تمہیں اللہ نے ڈھیل دی ہوئی ہے لیکن یہ ایک محدود مدت کے لیے ہے..... اس کے بعد تم اپنے رب کے روبرو حاضر ہو گے..... اور اس دن تمہیں اس کے سوالوں کے جواب دینا پڑیں گے..... اور کوئی تمہیں اس دن اس کی گرفت سے بچانے والا نہ ہوگا..... اب بھی وقت ہے ہمارے تقدس و پاکیزگی کے تصور کو حلالہ کی غلاظت سے مکدر کرنے سے باز آ جاؤ ورنہ جان لو!..... کہ اللہ کی لاشی بے آواز ہے..... وہ ظالموں کو ڈھیل تو دیتا ہے لیکن ایک مدت تک..... ورنہ پھر

﴿إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ﴾

”(اور ڈر جاؤ، لرز جاؤ کہ) بے شک تیرے رب کی پکڑ بہت شدید ہے۔“

کی وعید عملی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

ایسے کرداروں کہ جن کا ذکر ہم کر چکے ہیں کے نام و کوائف ہمارے پاس ہیں لیکن ہم نے ان کو شائع کرنا اس لیے مناسب نہیں سمجھا کہ ہمارا مقصد صرف اصلاح اور بات سمجھانا

ہے تاکہ حق کا پتہ چل جائے تاکہ کسی کی نشاندہی کر کے اس کی پگڑی اچھاننا مقصود ہے اور ان دین کا رد رکھنے والے مگر تقلید کے ہاتھوں مجبور اپنے علماء بھائیوں کو یہ باور کروانا مقصود ہے کہ دیکھو اس غلط مسئلہ کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ قوم کی اخلاقی حالت دگرگوں ہو رہی ہے بلکہ اس گندے مسئلہ کے اثرات بد منبر و محراب کے تقدس کو بھی مجروح کر رہے ہیں اور تم چونکہ منبر و محراب کے وارث ہو اس لیے اس کے تقدس کی بحالی اور پاسداری تمہارا سب سے بڑا فرض ہے۔ لہذا اپنی آنکھوں سے تقلید کی پٹی کو اتاریں اور فقہ کے اصول ”احکام شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت“ پر عمل کرتے ہوئے اس غلط مسئلہ کو جڑ سے اکھاڑ کر منبر و محراب کے تقدس کو بحال کریں اور علماء کے وقار کو بھی دوبارہ بحال کرائیں۔

وَاللّٰهُ الْمُبِیِّنُ

حلالہ سے بچنے کا انوکھا طریقہ

ایک مرتبہ مولانا وحید الدین سلیم پانی پاتی مولانا حالی کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص آیا اور مولانا سے پوچھنے لگا:

حضرت! میں نے غصہ میں آکر اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور کہہ دیا ہے کہ: ”تجھ پر تین طلاق“ لیکن بعد میں مجھے اپنے کئے پر افسوس ہوا۔ میری بیوی بھی راضی ہے مگر مولوی کہتے ہیں طلاق پڑ گئی۔ اب صلح کی کوئی شکل نہیں۔ (یعنی اب تو ہر صورت میں حلالہ ہوگا پھر تم اپنی بیوی سے مل سکو گے) اللہ کیلئے میری مشکل آسان فرمائیں اور کوئی ایسی ترکیب بتائیں کہ میری بیوی میرے گھر میں دوبارہ آباد ہو سکے۔

ابھی مولانا حالی کوئی جواب نہیں دینے پائے تھے کہ مولانا وحید الدین اس شخص سے کہنے لگے کہ: ”بھئی یہ بتاؤ کہ تم نے طلاق ”ت“ سے دی یا ”ط“ سے؟“

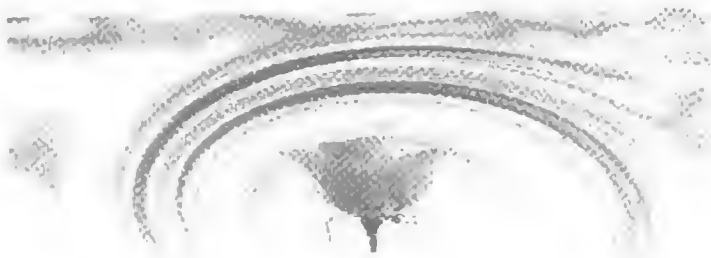
اس شخص نے کہا: ”جی میں تو ان پڑھ ہوں مجھے کیا پتہ کہ ت سے کیسی طلاق ہوتی ہے اور ط سے کیسی ہوتی ہے؟“ انہوں نے سمجھایا کہ: ”میاں! یہ بتاؤ تم نے قرأت کے ساتھ کھینچ کر کہا تھا: ”تجھ پر تین طلاق“ جس میں ”ط“ کی آواز پوری نکلتی ہے یا معمولی طریقے پر کہا تھا جس میں ”ط“ کی آواز نہیں نکلتی بلکہ ”ت“ کی آواز نکلتی ہے۔“ بیچارے غریب سوال کرنے والے نے کہا: ”مولوی صاحب! میں نے معمولی طریقے پر کہا تھا۔ قرأت سے کھینچ کر نہیں کہا تھا۔“

یہ سننے کے بعد مولانا وحید الدین نے پورے اطمینان سے کہا: ”بس معلوم ہو گیا کہ تو نے ”ت“ سے طلاق دی تھی اور اس طرح طلاق پڑ ہی نہیں سکتی۔ ”ت“ سے طلاق کے معنی ہیں ”آجبت کے ساتھ مل بیٹھیں“ تو بے فکر ہو کر اپنی بیوی کو گھر لے آ اور اگر کوئی مولوی اعتراض کرے تو صاف کہہ دیجیو کہ میں نے تو ”ت“ سے طلاق دی تھی ”ط“ سے ہرگز نہیں دی تھی۔“

(شوفیوں کے سلسلے معصنف طاہر محمود کو ریحہ: ص 92)

حلالہ کی چٹری

گرداب



حلالہ کے گرداب میں پھنسے ہوئے ایک پریشان حال نو بیاہتا جوڑے
کی روداد جب صحیح اسلامی تعلیمات سے آگاہی اس کے درد کا مداوا لے گئی۔

میاں بیوی میں کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ خاوند نے بیوی سے کہا: ”جاتے تیں طلاق“..... کوئی زیادہ غصے میں آگیا تو یوں کہنے لگا: ”طلاق..... طلاق..... طلاق“ کوئی بہت ہی زیادہ سڑیل مزاج غصیلا خاوند ہوا تو حالت اس کی یہ ہے کہ بے چاری صنف نازک سے غضبناک ہوتے ہوئے اسے گالیاں دے رہا ہے، پیٹ رہا ہے، آنکھیں سرخ ہیں، منہ سے جھاگ بہہ رہی ہے، ہاتھ کانپ رہے ہیں اور کہتا ہے: ”جاتے تیں ہزاروں لاکھوں طلاقیں“ نکل جا میرے گھر سے.....“ وغیرہ وغیرہ۔

کچھ دیر بعد غصے کی آگ ٹھنڈی پڑتی ہے تو اسے ہوش آتا ہے۔ اوہو..... یہ میں کیا کر بیٹھا! اب وہ پشیمان ہو رہا ہے اور بیوی پریشان ہے۔ دونوں ہی آپس میں جدا ہونا نہیں چاہتے۔ اب یہ آجاتے ہیں مولوی صاحب کے پاس۔ اس سے مسئلہ پوچھتے ہیں کہ: ”ہم یہ کچھ کر بیٹھے ہیں، اب دوبارہ نباہ کا کیا طریقہ ہے؟“ مولوی صاحب کہتے ہیں: ”حلالہ کرنا ہوگا“ میاں کہتا ہے: ”وہ کیا ہوتا ہے؟“ مولوی کہتا ہے: ”تم تین طلاقیں بیک وقت دے چکے ہو لہذا فقہ حنفی کی رو سے وہ لاگو (نافذ) ہو چکی ہیں۔ چنانچہ اب یہ کرنا ہوگا کہ بی بی صاحبہ کا وقتی طور پر کسی اور آدمی سے نکاح کر دو۔ رات آپ کی بیوی نے خاوند کے ساتھ بسر کرے۔ اگلے دن وہ طلاق دے دے۔ پھر آپ کا اپنی ہی بیوی سے نکاح ہو جائے گا، یہ حلالہ ہے۔“

مولوی کی یہ بات سنتے ہی میاں بھی پریشان، بیوی بھی پریشان۔ دونوں کے اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔ بیوی تو شرم و حیاء سے ڈوب ڈوب جاتی ہے۔ مولوی کو کچھ سنا چاہتی ہے مگر خاموش رہتی ہے کیونکہ معاملہ دین و مذہب کا ہے۔ میاں ذرا خاموشی توڑتے ہوئے پوچھتا ہے: ”حضرت! کوئی اور حل بھی نکل سکتا ہے؟“..... مولوی کا جواب آتا ہے: ”اس مسئلے کا

کوئی اور حل سوائے حلالہ کے نہیں ہے!“

قارئین کرام!..... اب پریشان حال دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں اور اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، وہ گھر کو چل دیتے ہیں، گھر میں اگر اس پریشانی میں بیٹھ جاتے ہیں۔ اچانک بیوی کے ذہن میں خیال آتا ہے اور وہ اپنا خیال اپنے خاوند کے سامنے رکھتی ہے۔ اسے کہتی ہے: ”ہم کسی اور مولوی کے پاس چلتے ہیں“..... ”کس مولوی کے پاس؟“ خاوند کہتا ہے۔ وہ کہتی ہے: ”بس میرے ذہن میں ایک مولوی آیا ہے۔ اس کے پاس چلتے ہیں“ اب وہ چل پڑتے ہیں اور میرے دفتر کے گیٹ پہ آکر گلی میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میاں شرم کے مارے کافی زور فاصلے پہ کھڑا ہو جاتا ہے اور لڑکی دروازے کے پاس کھڑی ہو جاتی ہے۔ دفتر کا ساتھی مجھے پیغام دیتا ہے۔ نیچے ایک نوجوان لڑکی آپ سے ملنا چاہتی ہے..... میں پریشان ہو جاتا ہوں۔ مجھ سے!!!! ارے بھی! کوئی ساتھ مرد بھی ہے؟ جواب ملتا ہے، دیکھا تو نہیں۔ بہر حال میں اپنے ساتھی کے ہمراہ نیچے اترا۔ کیا دیکھتا ہوں..... ایک فیشن ایبل نوجوان لڑکی اپنے میاں کے موٹر سائیکل کے پاس پریشان حال کھڑی ہے۔ مجھے دیکھ کر اس کا خاوند بھی جو زور پریشان کھڑا تھا، قریب آگیا۔ میں نے آمد کا سبب پوچھا تو انہوں نے اپنی پریشانیوں کا تذکرہ کیا۔۔۔۔۔ اور لڑکی نے کہا: ”میں نے آپ کے چند مضامین جو کہیں سے ہمارے گھر آئے تھے۔ ان کا مطالعہ کیا تھا، یہ پڑھ کر مجھے آپ لوگ بڑے اچھے لگے، دل میں یہ امید بندھی کہ ان شاء اللہ وہاں سے کوئی باعزت حل نکل آئے گا۔“ میں نے کہا: ”آپ کا مسلک کیا ہے؟“ کہنے لگے: ”اہلسنت والجماعت حنفی“ تب میں نے کہا: ”حنفی مذہب میں تو حلالہ ہے جس کے اندوہناک، کرناک اور شرمناک مناظر سے اللہ نے آپ کو بچا لیا ہے۔ یہ مذہب اللہ نے نازل نہیں کیا تبھی آپ پریشان ہوئے ہیں۔ آپ اس دین کے پیروکار نہیں جو اللہ نے اپنے آخری پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا اور وہ ہے ”قرآن وحدیث“ چنانچہ آپ کتاب وسنت کے حاملین بننے کا عہد کریں اور ہم فقہ حنفی کی بجائے کتاب وسنت سے مسئلہ کا حل نکال لیتے ہیں۔ خود اللہ تعالیٰ مسائل کے حل کا طریقہ یوں بتلاتے ہیں:

﴿ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ

بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ٥٩ ﴾ [النساء: ٥٩]

” (اے ایمان والو!) اگر کسی مسئلہ میں تم اختلاف کر بیٹھو تو اگر تو تم اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو تو اس مسئلہ کو اللہ اور اس کے رسول کے پاس لے جاؤ۔ یہ (طریق کار) بہت بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بڑا خوبصورت ہے۔“

قارئین کرام! دلچسپی کی بات یہ ہے کہ یہ آیت جو آپ نے ملاحظہ کی، یہ آیت بھی سورۃ النساء کی ہے جس کا معنی ہی ”عورتیں“ ہے اور اس سورت میں عورتوں کے مسائل کو حل کیا گیا ہے۔ اب میں نے ان میاں بیوی سے کہا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اس مسئلہ کا حل معلوم کرتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ میں تمہیں کتاب و سنت سے اس مسئلے کا حل بتاتا ہوں۔

ارشاداتِ ربانی :

تو آئیے پہلے اس مسئلے کا حل اللہ تعالیٰ سے پوچھیں، اللہ تعالیٰ کی آخری کتب قرآن کو کھولیں۔ جب ہم نے کھولا تو ہمارا مسئلہ سورۃ البقرہ میں یوں حل ہوتا ہے۔ ارشاد فرمایا :

﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَإِنْ سَاكَ بِمَعْزُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٍ بِإِحْسَانٍ﴾

[البقرہ ۲ : ۲۲۶]

(اے شوہر) ”طلاق“ دو مرتبہ ہے۔ پھر یا تو ایچھے طریقے سے (عورت کو گھر میں باکرہ) روک لو یا پھر اس کو خُسنِ سلوک سے رخصت کر دیا جائے۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ خاوند کو یہ حق دے دیتا ہے کہ وہ پہلی مرتبہ طلاق دینے کے بعد اور دوسری مرتبہ طلاق دینے کے بعد اپنی بیوی سے رجوع کا حق رکھتا ہے یعنی اس نے پہلی دفعہ طلاق دی اور پھر یہ سمجھا کہ اس کا یہ فیصلہ صحیح نہیں تھا تو رجوع یہ ہے کہ پھر بیوی کے ساتھ شوہر کی حیثیت سے رہنا شروع کر دے۔ لیکن عدت (تین حیض کا وقفہ) گزرنے سے پہلے پہلے ایسا کر سکتا ہے۔ پھر اس نے دوسری بار طلاق دی تو اب بھی اسے رجوع کا حق حاصل ہے۔ لیکن تیسری طلاق کے بعد رجوع کا کوئی حق نہیں رہتا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایات کے بموجب ابتداء ہجرت میں جاہلی دستور کے مطابق مرد عورتوں کو کئی کئی بار طلاق دیتے اور عدت کے اندر رجوع کرتے رہتے تھے۔ مقصد بیوی کو تنگ کرنا ہوتا تھا۔ اس صورتِ حال کو روکنے کے لیے یہ آیت نازل

ہوئی کہ رجعی طلاق (جس میں رجوع کی گنجائش ہو) زیادہ سے زیادہ دو مرتبہ ہے۔ اس کے بعد ﴿اِنْشَاءً بِمَعْرُوفٍ﴾ یعنی یا تو عدت کے اندر رجوع کرنا ہے یا پھر ﴿اَوْ تَسْرِيْعًا بِاِخْتِصَانٍ﴾ یعنی حسن سلوک کے ساتھ طلاق دے دینا ہے۔ یہ تفسیر مرفوعاً ثابت ہے اور ابن جریر نے اسی کو ترجیح دی ہے اور بعض نے ﴿اَوْ تَسْرِيْعًا بِاِخْتِصَانٍ﴾ سے یہ مراد لی ہے کہ وہ طلاق کے بعد رجوع نہ کرے حتیٰ کہ عدت گزارنے کے بعد وہ عورت خود بخود اس سے دلگ ہو جائے۔

مؤید برائن خاوند اپنی بیوی کو ٹوٹنے یا رجوع کا حق رکھتا ہے۔ اس کی دلیل قرآن مجید میں سورۃ بقرہ کے اندر ہی موجود ہے۔ ملاحظہ کیجئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ يَجْلِهِنَّ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾

اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو پھر ان کی عدت پوری ہو جائے تو ان کو (بگڑے یا)

خاوندوں کے ساتھ نکاح کرنے سے مت روکو۔ اگر دستور کے موافق آپس میں رضامندی ہو جائے۔

اس آیت کریمہ سے بات عیاں ہو گئی کہ طلاق رجعی جو دو مرتبہ ہے اس پیر میں اگر عورت کی عدت مکمل ہو چکی ہو اور وہ مرد و عورت دوبارہ آپس میں رضامندی کے ساتھ بسنا چاہیں تو انہیں نکاح کرنے سے منع نہیں کرنا چاہئے۔ اب اس آیت کریمہ کا ثبوت نزول بھی ملاحظہ کریں تاکہ مزید روشنی ہو جائے:

﴿لَا يَنْكِحُ الْمُحْصَنَاتُ الرِّجَالَ وَلَا الرِّجَالُ الْمُحْصَنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الضَّالِّينَ﴾
 ﴿وَالَّذِينَ يَتَّبِعُوا آيَاتِنَا يَجْعَلْنَا قُلُوبَهُمْ مَغْفُورَةً لِّخَطِيئِهِمْ إِنَّهُمْ لَأُولُو الْحُسْنَىٰ﴾
 ﴿وَالَّذِينَ يَتَّبِعُوا آيَاتِنَا يَجْعَلْنَا قُلُوبَهُمْ مَغْفُورَةً لِّخَطِيئِهِمْ إِنَّهُمْ لَأُولُو الْحُسْنَىٰ﴾
 ﴿وَالَّذِينَ يَتَّبِعُوا آيَاتِنَا يَجْعَلْنَا قُلُوبَهُمْ مَغْفُورَةً لِّخَطِيئِهِمْ إِنَّهُمْ لَأُولُو الْحُسْنَىٰ﴾

فَلَمْ يَجْلِهِنَّ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ

آخر الآية

ابو حنبلہ رحمہ اللہ نے اس آیت کے تحت فرمایا ہے: "وَالَّذِينَ يَتَّبِعُوا آيَاتِنَا يَجْعَلْنَا قُلُوبَهُمْ مَغْفُورَةً لِّخَطِيئِهِمْ إِنَّهُمْ لَأُولُو الْحُسْنَىٰ" (بخاری 5131 بیہقی 138/7) مجمع الکبیر للطبرانی 467/20 الجزء الثالث

والعشر من حديث ابن الطاهر القاضي مجاهد بن حماد الزهلي ص 29 ب رقم الحديث 26 (واللفظ له)

”یہ تاحسن بصری سے مروی ہے کہ معقل بن یسار تہجد نے اپنی بہن کا نکاح ایک آدمی کے ساتھ کیا۔ اس نے اسے ایک طلاق دے دی۔ (عدت گزر گئی) تو معقل بن یسار پھر کی بہن اس نے طلاق ہو گئی پھر وہ پیغام نکاح لے کر آیا تو معقل بیٹھ کر انکار کر دیا اور کہا کہ یہ ”میں نے اپنی معزز بہن کا نکاح تجھے دیا تھا۔ تو نے اسے طلاق دے دی۔ اب پھر پیغام نکاح لے کر آیا ہے۔ اللہ کی قسم! اب میں تجھے اس کا نکاح نہیں دوں گا۔“ جبکہ معقل بن یسار نے یہ بیٹھ کر کہیں لوٹا جاتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کی یہ آیت کفرس آتا رہی کہ: ﴿وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَتَلَفُوا أَجْلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ﴾ (آیہ 230) ”جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی عدت ختم کر لیں تو ان کو اپنے آپ سے روکنا نہ کرو۔“ کے ساتھ نکاح کرنے سے مت روکو۔“

اس کے بعد معقل تہجد سے کہا: ”ہاں میں۔“ تہجد اپنی ہمشیرہ کے ساتھ نکاح کر دیتا ہوں۔“

الطلاق مرتان:

مذکورہ بالا حدیث صحیح کے واقعہ سے معلوم ہوا کہ جب عورت کو اس کا شوہر ایک طلاق دے دیتا ہے اور خاوند عدت کے اندر رجوع نہیں کرتا تو اختتام عدت کے بعد اگر وہ مرد اور عورت باہم رضامندی سے رہنا چاہتے ہوں تو دوبارہ نکاح پر دہوا کر دوبارہ اپنا گھر آباد کر سکتے ہیں۔ اسی طرح دوسری مرتبہ بھی زندگی میں تعلقات کی کشیدگی ہو گئی اور مرد نے اپنی بیوی کو دوبارہ طلاق دے دی تو پھر اسی طرح عدت کے اندر رجوع کا حق ہے اور اختتام عدت کے بعد نئے نکاح سے جمع ہو سکتے ہیں۔ یہ دو حق اللہ تعالیٰ نے ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ (آیت 326) میں ذکر کیے ہیں۔ آیت کے سواں قرآن و سنت کی روشنی میں 326 تا 329

طلاق دینے کا مسنون طریقہ:

طلاق کا صحیح مسنون طریقہ یہ ہے کہ بیوی جب حیض سے قیام ہو کر غسل کرے تو

خاوند اس کے بستر پر جائے بغیر اسے ایک طلاق دے دے۔ پھر ہر حیض کے بعد دوسری اور تیسری طلاق دینے کی ضرورت نہیں، جیسا کہ عام طور پر کیا جاتا ہے۔ پہلی طلاق دینے کے بعد رجوع کیے بغیر دوسری طلاق دینا اور پھر تیسری بھی دے دینا۔ یہ تو ﴿تَسْبِيحُ يٰ اَحْسَنُ﴾ یعنی احسن طریقے سے عورت کو آزاد کرنے کے قرآنی حکم کے صریحاً خلاف، ناجائز اور حرام ہے۔۔۔۔۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ تین طلاقیں کا حق گویا تین تیر چلانے کا حق ہے۔ انہیں ہر ماہ چلانا ٹھیک نہیں بلکہ یہ زندگی بھر کے لیے ہیں۔ بس اتنا کافی ہے کہ ایک تیر چلایا یعنی ایک طلاق دے دی۔ پھر تین حیض کی مدت کے اندر اندر مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جب چاہے عورت سے رجوع کر لے اور عورت انکار نہیں کر سکتی کیونکہ رجوع کا حق مرد کو ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿وَبُعُولَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْا اِصْلَاحًا﴾

[البقرة : ۲۲۸]

”اور ان کے خاوندوں کو اس مدت کے اندر اپنی عورتوں کو واپس لوٹا لینے (رجوع) کا زیادہ حق ہے۔ اگر وہ اصلاح کرنے کا ارادہ کریں۔“

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جب پہلی طلاق کے بعد تین حیض کی مدت ختم ہو جائے گی تو اب عورت آزاد ہو گئی، وہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ مرد کو رجوع کا حق اب ختم ہو گیا۔ ہاں البتہ اگر دونوں عدت کے ختم ہونے کے بعد نئے سرے سے پھر ملنا چاہیں تو نیا نکاح کر کے مل سکتے ہیں۔ لیکن اب دونوں فریقوں کی رضامندی ضروری ہے۔ صرف خاوند کی رضامندی سے نیا نکاح نہ ہو سکے گا۔ یہ ہیں شرعی طریقے سے طلاق دینے کے فوائد۔

اسی طرح حمل کی حالت میں بھی مرد طلاق دے سکتا ہے اور حمل والی عورت کی عدت اس کا وضع حمل یعنی بچے کی پیدائش ہے۔ مرد کو چاہئے کہ طلاق دینے کے بعد عدت گزارنے کی مدت تک اپنی بیوی کو گھر میں ہی رکھے۔ اس لیے کہ ممکن ہے کہ اکٹھے رہنے سے دلوں میں ذوری ختم ہو جائے اور دونوں زندگی اکٹھے گزارنے کا فیصلہ کر لیں۔

قارئین کرام غور فرمائیے!..... اللہ کس قدر مہربان ہے اور دین اسلام کس قدر پُر رحمت ہے کہ طلاق کا یہ پُر وقار طریقہ بتلا کر دونوں کو موقع فراہم کیا جا رہا ہے۔ سوچنے کا لمبا وقت دیا جا رہا ہے کہ وہ کشیں نہیں بلکہ باہم جڑ جائیں۔ الگ نہ ہوں بلکہ باہم مل جائیں۔ اگر

اس میں شام کی ہلکی ہوا چل رہی ہے۔ آواز کے ساتھ ہی وہ سب سے پہلے اپنے گھر کی طرف بھاگتا ہے۔ وہاں اس کی بیوی اور دو بچے سو رہے ہیں۔ وہ ان کے پاس جھپٹتا ہے اور ان کے ہاتھوں میں چومنے لگتا ہے۔ اس کے دل میں ایک عجیب سی محسوس ہوتی ہے۔ اس کی بیوی اس کی طرف دیکھتی ہے اور اس کے ہاتھوں سے اس کے گالوں کو چومنے لگتی ہے۔ اس کے دل میں ایک عجیب سی محسوس ہوتی ہے۔ اس کی بیوی اس کی طرف دیکھتی ہے اور اس کے ہاتھوں سے اس کے گالوں کو چومنے لگتی ہے۔

فصل فی بیان احوال و حال

میں نے اس کے ساتھ ساتھ ایک اور بات بھی یاد رکھی کہ اس نے میری طرف سے جو باتیں کہیں، وہ سب میری ہی طرف سے کہی گئیں۔ اس لیے میں نے اس کے ساتھ ساتھ ایک اور بات بھی یاد رکھی کہ اس نے میری طرف سے جو باتیں کہیں، وہ سب میری ہی طرف سے کہی گئیں۔

[illegible]

میں نے اس وقت کو بھول گیا تھا کہ وہ ایک عورت تھی۔

[illegible][illegible]

شمس شیعہ محمدی کا حلالہ شکن فیصلہ جس نے امت مسلمہ کی بچیوں اور والدین کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑا دی لیکن مولویانہ جدید اور مقتیانہ دینیت نے اس فیصلہ کے خلاف آسمان سر پر اٹھالیا۔

اس حادثہ طلاق میں غصہ کا دخل ہے تو اس کو ٹھنڈا کر لیں۔ تیز اور سخت جملوں کے زخم ہیں تو وقت کی لمبائی کو مزہم بنالیں۔ حالات کا کوئی جبر ہے تو اسے دُور کر لیں۔ غلط نہیں یا بدگمیاں ہیں تو وہ اتنے لمبے وقت میں کھل کر سامنے آجائیں اور ختم ہو جائیں۔

غرض ان وجوہات کی بناء پر اللہ تعالیٰ دونوں کو مہلت دے رہا ہے۔ اس لیے تو طلاق کے لیے ﴿مَرَّتَانِ﴾ کا لفظ استعمال کیا ہے جس کا معنی دو مرتبہ ہے مگر یہ دو مرتبہ ایک مجلس میں نہیں بلکہ اس کے لیے دو الگ مجلسوں کا ہونا ضروری ہے اور ان دو مجلسوں کے درمیان ایک حیض کی مدت (تقریباً ایک ماہ) کے وقفے کا ہونا ضروری ہے۔ ﴿مَرَّتَانِ﴾ متنبیہ کا صیغہ ہے۔ اس کا واحد ”مَرَّةٌ“ ہے جس کا معنی ایک دفعہ یا ایک مرتبہ ہے۔ ﴿مَرَّتَانِ﴾ کا مطلب طلاق کے لفظ کو دوبارہ کہنا یا دہرانا نہیں ہے بلکہ دو دفعہ طلاق دینا ہے۔ لغت عرب میں ﴿مَرَّتَانِ﴾ کا معنی ”مَرَّةٌ بَعْدَ مَرَّةٍ“ ہے یعنی ایک دفعہ کے بعد دوسری دفعہ طلاق دینا ہے۔

”مرہ“ کا یہ معنی قرآن نے ایک دوسری جگہ پر بھی متعین کر دیا ہے۔ ذرا ملاحظہ ہو!

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنَكُمْ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَنْلَقُوا الْحِلْمَ مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَصُفُّونَ لِيَبَايِعَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ﴾

[النور: ۵۸]

”اے ایمان والو! تمہارے غلام اور جو تم میں لڑکے ہو ان کی بھی بائع نہیں ہوئے“ وہ تین الگ الگ وقتوں میں تمہارے پاس آنے کی اجازت لیا کریں۔ ایک تو فجر کی نماز سے پہلے اور دوسرے دوپہر کے وقت کہ جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو اور تیسرے عشاء کی نماز کے بعد۔ یہ تینوں وقت تمہاری خلوت اور پردہ کے ہیں۔“

سبحان اللہ! قرآن نے بات واضح کر دی کہ تین الگ الگ وقتوں کا ذکر کیا۔ انہیں خلوت اور پردے کے اوقات قرار دیا مگر ان تین وقتوں کے لیے ﴿ثَلَاثَ مَرَّاتٍ﴾ کا لفظ استعمال کیا جس کا معنی تین مرتبہ ہے۔ تو طلاق کے بارے میں بھی جو ﴿مَرَّتَانِ﴾ کا لفظ بولا، اس کا بھی یہ مطلب ہے کہ دو طلاقیں الگ الگ مجلس میں ایک حیض کی مدت سے (تقریباً ایک ماہ کے وقفے سے) دی جائیں۔

ابلی دانش کے لیے یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ﴿الْكَفَّالَتَيْنِ مَرَّتَانِ﴾ دو



حلالہ کے چہرہ

”مرد تہ طلاق کما“ (دو طلاقیں) نہیں کہا۔ اس انداز سے اللہ کی عطا صاف دکھائی دے رہی ہے کہ بیعت وقت دو یا تین طلاقیں دیتا اور انہیں بیعت وقت نافذ کر دینا اللہ کی حکمت اور بندوں پر اس کے فضل و رحمت کے منافی ہے۔

جدائی کی فیصلہ کن گھڑیاں :

سب سے پہلے ان دو طلاقیں کے تذکرہ کے بعد اب آئیے تیسری اور آخری طلاق کی جانب کہ جس کے واقع ہونے کے بعد نمایاں بیوی کے باہم ملنے کا چانس باقی نہیں رہتا، کیونکہ سہلت دے دی گئی، وقت دے دیا گیا، سوچ سمجھ لیا گیا۔ اب یہ کوئی کھیل تماشا نہیں ہے کہ مرد عورت کو بازپچہ، اطفال بنائے رکھے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں ہوا کرتا تھا کہ مرد کو طلاق دینے اور رجوع کرنے کا اختیار غیر محدود تھا۔ وہ جتنی چاہے طلاقیں دیتا رہے اور جتنی بار چاہے عورت سے رجوع کرتا رہے۔ وہ عورت پر ظلم کرتا رہے، نہ اسے بسائے اور نہ اسے آزاد کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ظلم کا راستہ بند کر دیا۔ ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ﴾ کہہ کر وقفے کے ساتھ دو طلاقیں کا اختیار دیا اور اگلی آیت میں فرمایا :

﴿ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ﴾

[البقرہ: ۲۲۰]

”پھر وہ خاوند اگر اس عورت کو تیسری طلاق بھی دے دے تو اب اس مرد کے لیے وہ عورت حلال نہیں رہتی یہاں تک کہ وہ کسی دوسرے سے نکاح نہ کرے۔ پھر اگر وہ (نیا مرد) اس عورت کو طلاق دے دے تو ان دونوں پر کوئی حرج نہیں کہ وہ باہم ملاپ (نکاح) کر لیں اگر دونوں یہ سمجھیں کہ اللہ کے حکموں پر چل سکیں گے۔“

یعنی تیسری طلاق کے بعد اب دونوں میاں بیوی کا معاملہ بالکل ختم ہو گیا۔ اب کبھی ملاپ نہیں ہو سکتا۔ صرف ایک شکل باقی ہے اور وہ محض اتفاق ہے جو ایسے ہزاروں کیسوں میں کوئی ایک بار رونما ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ طلاق یافتہ عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے، حق زوجیت ادا کرے۔ اس کے ساتھ پہلے سے یہ طے نہ ہو کہ ایک رات یا چند راتیں گزار کر یہ نیا خاوند اسے طلاق دے گا۔ ہاں البتہ اتفاق سے ان کی بھی آپس میں نہ بنے

اور وہ مرد بھی اسے طلاق دے دے یا وہ خاوند ویسے ہی فوت ہو جائے تو پھر یہ عورت اور پہلا مرد اگر چاہیں تو دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔ یہ ہے راہنمائی جو اللہ تعالیٰ اپنے قرآن میں کر رہے ہیں۔

اسوۂ رسول ﷺ کیا ہے؟

اب ہم یہی مسئلہ پوچھتے ہیں اللہ کے آخری نبی ﷺ سے۔ آپ کے پاس بھی ایک شخص آیا، اس کا نام زکاتہ تھا۔ وہ بھی ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے بیٹھا تھا اور اس کے بعد اللہ کے نبی ﷺ کے پاس آیا تھا۔ آپ نے اس کا مسئلہ کس طرح حل کیا؟ آئیے پوری تفصیل ملاحظہ فرمائیں :

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ زُكَّانَةَ أَنَّهَا طَلَّقَتْ اِمْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ فَحَزِنَ عَلَيْهَا حُزْنًا شَدِيدًا فَسْأَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ كَيْفَ طَلَّقْتَهَا فَقَالَ ثَلَاثٌ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ فَقَالَ لَهُ ﷺ اِنَّمَا بَلَكَ وَاحِدَةً فَوَاجِعُهَا (اِنْ شِئْتَ) فَوَاجِعُهَا.))

(مسند احمد: 265/1، بیہقی 339/7، مسند ابی یعلیٰ موصلی (2495) 65/3، فتح الباری 363/9)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ زکاتہ بنتو سے روایت کرتے ہیں کہ زکاتہ نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں انہی تین طلاقیں دے ڈالیں۔ اس کے بعد اپنے کیے پر سخت ترین غم لاحق ہو گیا (وہ اللہ کے نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے مسئلہ پوچھا) آپ نے اس سے پوچھا: ”تو نے کس طرح طلاق دی؟“ تو وہ کہنے لگا: ”ایک ہی مجلس میں انہی تین طلاقیں دے ڈالیں“ اس پر آپ نے اسے کہا: ”پھر تو یہ ایک ہی ہے“ لہذا (اگر چاہے تو) اس سے رجوع کر لے۔ چنانچہ زکاتہ نے اس کی طرف رجوع کر لیا۔

مزید برآں قاضی شوکانی رحمہ اللہ نے نیل الاوطار میں کہا: ”ایک ہی مجلس میں تین طلاق کے ایک ہونے کا جو جھگڑا ہے، یہ حدیث اس جھگڑے میں واضح نص (دلیل) ہے“ شیخ احمد شاکر مصری نے اس حدیث کی سند کو صحیح کہا۔ (بحوالہ تفسیر ذر منشور 2/668)

قارئین کرام! جب میں نے کتاب و سنت کے حوالے سے پریشان حال نو بیاہتا جوڑے کا مسئلہ حل کیا اور انہیں کہا کہ اس حدیث کی روشنی میں آپ رجوع کر سکتے ہیں۔ تو ان کے

اندر خوشی کی ایک تیز لہر دوڑ گئی۔ یوں وہ دعائیں دیتے کتاب و سنت کے حامل بنتے ہوئے رخصت ہو گئے۔ وہ خوش کیوں نہ ہوتے، وہ حلالے کی بے غیرت چھری تلے ذبح ہونے سے بچ گئے تھے، مجھے بھی وہی خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میرے ہاتھوں حلالہ کا بے شرم طوق ٹوٹ چکا تھا اور ان کے سروں سے پریشانی و ندامت کا بوجھ اتر چکا تھا۔ مجھے خوشی تھی اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے بھی یہ طوق توڑے اور ان کی سنت پہ عمل کرنے والے بھی انہیں توڑتے چلے جا رہے ہیں۔ کیا خوب فرمایا مولا کریم نے:

﴿يَا مُرْهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَهُم عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلِّ لَهُمُ الْقَلْبَيبَ وَ يُحَرِّمَ عَلَيْهِمُ الْخَبِيْثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ﴾ [الاعراف: ۷ تا ۸]

”اللہ کا رسول (ﷺ) انہیں معروف (نیکی) کا حکم دیتا ہے اور انہیں منکرات (بڑے کاموں) سے منع کرتا ہے اور ان کے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا ہے اور ان پر خبیث چیزیں حرام کرتا ہے اور ان کے بوجھ اور طوق جو ان پر پڑے ہوئے ہیں، اللہ انہیں ان سے دور کرتا ہے۔“ اسی آیت کی روشنی میں میں اس حقیقت کو آشکار کرتے ہوئے کہتا ہوں:

اللہ کی قسم! حلالہ منکر ہے

رب کعبہ کی قسم! حلالہ خبیث ہے

و اللہ! حلالہ غلیظ لہند کی گٹھڑی کا بوجھ ہے

بلند! حلالہ فاشی اور بے غیرتی کا طوق ہے

لعنت کا طوق کس کے گلے میں؟

رحمت دو عالم ﷺ نے اسے توڑ کر پاش پاش کر دیا ہے۔ ذرا ملاحظہ ہو آپ کا فرمانِ گرامی قدر:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَعَنَ اللَّهُ الْمُحِلَّيَّ وَالْمُحِلَّيَّ لَهُ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”حلالہ کرنے والے اور حلالہ کروانے والے دونوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔“

جلالہ کے چہرہ (59)

یہ حدیث سنن نسائی، ابن ابی شیبہ، داری میں بھی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے تلخیص میں لکھا ہے کہ اس حدیث کو امام ابن قطلان نے بخاری کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ علامہ البانی نے بھی اس کو ”ارواء الغلیل“ میں برقرار رکھا ہے۔

قارئین کرام! جلالہ کو حلال کرنے والے اللہ کے رسول ﷺ کی زبان مبارک سے لعنت زدہ ہو گئے اور اب دین کے نام پر اس فحاشی کو جائز قرار دینے والوں کے لیے ایک اور وعید بھی ملاحظہ فرمائیے۔ عقبہ بن عامر سے مروی ہے:

((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا أُخْبِرُكُمْ بِالنَّبَإِ الْمُسْتَعَارِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ هُوَ الْمُحْلِلُ لَعَنَ اللَّهُ الْمُحْلِلَ وَالْمُحْلَلُ لَهُ)).

”رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ مجتہدین سے خطاب ہو کر) فرمایا: ”کیا میں تمہیں ادھار کے سانڈھ کی خبر نہ دوں؟“ صحابہ مجتہدین نے کہا: ”کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے بتلایا: ”وہ (یعنی ادھار کا سانڈھ) حلالہ کرنے والا ہے۔ جلالہ کرنے والے اور کروانے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔“ (ابن ماجہ (1926) مستدرک حاکم 2/198، بیہقی 7/208)

جلالہ کو جائز قرار دینے والوں مذکورہ حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے صحیح الاسناد کہا۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کو اپنی کتاب ”ابطال الخلیل“ میں حسن کہا اور علامہ البانی حفظہ اللہ نے ”ارواء الغلیل“ میں حسن قرار دیا ہے۔

اصحاب رسول ﷺ کا طرز عمل:

اے جلالہ کو جائز قرار دینے والو!

تم نے اللہ کے قرآن کا فیصلہ بھی دیکھ لیا۔ اللہ کے نبی ﷺ کے فیصلوں کو بھی ملاحظہ کر لیا اور آئیے! اب ہم آپ کو سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق کے فیصلوں سے بھی آگاہ کر دیں۔

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ الْفُلَاقُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَوَّابِي بَكْرٍ وَبَيْنَتَيْنِ لِمَنْ خَلَّافَةُ عُمَرَ طَلَّاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةٌ فَقَالَ عُمَرُ: ...))

بُنَ الْخَطَّابِ إِنَّ النَّاسَ قَدْ اسْتَعْجَلُوا فِي أَمْرِ كَانَتْ لَهُمْ فِيهِ آثَاءُ
فَلَوْ أَمْضَيْنَاهُ فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ))

(صحیح مسلم 1/433*434 'مسند احمد 1/314)

”عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر اور عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں اکٹھی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی تھیں۔ پھر سیدنا عمرؓ نے کہا: ”جس کام میں لوگوں کو سوچ بچار کی ملت دی گئی تھی، اس میں (یعنی طلاق میں) انہوں نے جلد بازی سے کام لیا ہے اگر ہم ان پر (ان کو سزا دینے کیلئے) تینوں (طلاقوں کو) لازم کر دیں (تو کیسا رہے) چنانچہ انہوں نے اس فیصلے کو ان پر لازم کر دیا۔“

یاد رہے سیدنا عمرؓ کا یہ فیصلہ سیاسی تھا اور بطور سزا کے تھا۔ یہ بات احناف کی کتاب ذر مختار کے حاشیہ طوطاوی 2/115 پر مرقوم ہے۔ مزید برآں ابن قیمؒ کی کتاب اغانۃ اللہفان 1/351 میں مرقوم ہے کہ بعد میں سیدنا عمرؓ کو اپنے اس فیصلے پر ندامت ہوئی تھی اور جہاں تک حلالہ کی بات ہے تو اس کے بارے میں سیدنا عمرؓ نے واضح طور پر فرمایا: ”اگر میرے پاس حلالہ کرنے والے اور کروانے والے کو لایا گیا تو میں انہیں رجم کروں گا (مصنف ابن شیبہ) اسی طرح عبداللہ بن عمرؓ حلالہ کو زنا کہتے ہیں۔“ (نیہی: 209/7)

جسٹس شفیع محمدی کا حلالہ شکن فیصلہ:

قارئین کرام! ان سارے دلائل کے باوجود بعض حلالی مولویوں کو حلالہ کی ایسی لت پڑی ہے کہ وہ اس سے نہیں باز آسکتے، یہی وجہ ہے کہ جب سندھ ہائی کورٹ کے جسٹس شفیع محمدی نے اس حلالے کے خلاف کتاب و سنت سے دلائل دیتے ہوئے شرعی فیصلہ دیا اور وہ اخباروں میں چھپا تو حلالی مولویوں نے آسمان سر پر اٹھالیا۔ آپنے اب جسٹس محمدی کا فیصلہ ملاحظہ کریں اور دیکھیں کہ جو دلائل ہم نے کتاب و سنت سے پیش کئے۔ جسٹس صاحب کا فیصلہ ان دلائل کے عین مطابق ہے۔ سندھ ہائی کورٹ کے جسٹس مسٹر شفیع محمدی نے اپنے فیصلہ میں کہا:

”حلالہ سے بے شری و بے حیائی پھیلے گی۔ ایسے علماء کی کمی نہیں جنہوں نے حلالہ کی سخت مذمت کی مثلاً جسٹس مولانا پیر محمد کرم شاہ صاحب نے اس بارے میں کہا کہ ”باہتشاء چند حضرات (اکثر مولوی) بڑی معصومیت سے انہیں حلالہ کا دروازہ دکھاتے ہیں اور اپنے رسول

پیغمبر کی وہ حدیث فراموش ہو جاتی ہے کہ حلالہ کرنے والے پر بھی اللہ کی لعنت اور جس بے غیرت کے کہنے پر حلالہ کیا جائے اس پر بھی اللہ کی لعنت۔ اب علمائے ذی شان کے بتائے ہوئے حل کو اگر کوئی بد نصیب قبول کر لیتا ہوگا تو اسلام اپنے کرم فرماؤں کی ستم طرہی پر چیخ اٹھتا ہوگا۔“ مولانا مودودی مدظلہ نے بھی حلالہ کے بارے میں اپنی تفسیر تفسیم القرآن میں اسی سے ملنے جلتے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اسلام کی شادی، ہالی وڈ، ہالی وڈ یا لالی وڈ کے ہیرو ہیروئنوں یا کچھ جاننے پہچانے ممالک کے شہزادوں یا یورپ کی حواس باختہ حسینوں کے مابین رشتہ ازدواج کا نام نہیں بلکہ ایک مقدس رشتہ ہے جسے توڑنا اللہ کے نزدیک انتہائی ناپسندیدہ فعل ہے۔ ایسے معاہدے کو صرف شرعی طریقے سے ہی توڑا جاسکتا ہے۔ صرف طلاق، طلاق فعل کے لیے اگر کوڑوں کی سزا مقرر کردی جائے تو ایسا قانون یقیناً قابل تعریف ہوگا۔ اسلام مولویوں کی جاگیر نہیں۔“ (روزنامہ جنگ لاہور 4 جنوری 1996ء)

بازارِ حسن اور حلالہ سنٹرز کا باہمی تعلق :

جنس مجہزی کے اس فیصلے کے خلاف بہت سے مولویوں کے بیانات سامنے آئے۔ ان میں سے ایک مولوی صاحب کا بیان قابل ذکر ہے۔ یہ 7 جنوری 1996ء کے ”خبریں“ میں شائع ہوا۔ خبر ہے کہ حلالہ کے سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے دارالافتاء کا اجلاس امیر مفتی منیر احمد اخون کی صدارت میں ہوا جس میں کہا گیا کہ ”سورۃ البقرہ کی آیت 230 میں اللہ تعالیٰ نے خود حلالہ کی شرعی اجازت دی ہے۔“ انہوں نے مزید کہا کہ : ”حلالہ سنٹروں سے خائف رہنے کی بجائے بہتر ہوتا کہ جنس شفیع مجہزی صاحب پہلے سے موجود بازارِ حسن کو بند کرانے کے لیے کوئی مؤثر قانونی مشورے دیتے۔“

قارئین کرام! یہ بیان پڑھئے اور بے چارے اور قابل رحم مولوی صاحب کی عقل پر ماتم کیجئے۔ وہ فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 230 میں حلالہ کی اجازت دے رہے ہیں اور ساتھ ہی کہتے ہیں کہ حلالہ سنٹروں سے خائف رہنے کی بجائے جنس صاحب پہلے بازارِ حسن بند کروائیں۔ اب افسوس کی بات یہ ہے کہ مولوی صاحب یہ بات خود مان رہے ہیں کہ بازارِ حسن اور حلالہ سنٹرز کا بہر حال باہمی تعلق ضرور ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ان کے نزدیک پہلے بازارِ حسن بند کیا جائے پھر حلالہ سنٹروں کو بند کرنے پر غور کیا جاسکتا

ہے۔ یعنی یہ انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ حلالہ بڑا ہی تو ہے لیکن بازارِ حسن سے ذرا کم درجے کی ہے کیونکہ وہاں بھی کچھ وقت کے لیے فقہ جعفریہ یعنی شیعہ مذہب کے مطابق ”متعہ کا نکاح“ کرنے کی عزت ملتی ہے اور یہاں بھی چند گھنٹے یا ایک رات کے لیے فقہ حنفی کے مطابق ”حلالہ“ کرنے کی عزت ملتی ہے۔ ہائے افسوس! پھر یہ فقہ کا مقلد مولوی یہ بھی کہے کہ اس حلالہ سنتر سے عائف کیوں ہو اور پھر اس بد معاشری کی حلت کی نسبت اللہ کی طرف کر دے!..... ہم پوچھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے فرمان کے عملی مفسر تم ہی پیدا ہوئے ہو جو حلالہ سنتر قائم کر کے قرآن کی تفسیر کر رہے ہو۔ نادانو!..... تمہیں قرآن کی اس آیت سے حلالہ نظر آتا ہے؟ تمہیں قرآن کی اس آیت کی تفسیر اللہ کے رسول ﷺ کے فرمودات سے دکھائی نہیں دیتی؟ تمہیں سیدنا ابوبکرؓ، سیدنا عمرؓ اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم کے دور میں اس آیت کا عملی پہلو نہیں نظر آتا کہ وہاں حلالہ کا وجود ہی کیسے نظر نہیں آتا۔ بلکہ اسے تو حرام لعنتی اور فحش زدہ عمل کہا گیا ہے۔ واقعی تم نے اللہ کے نبی ﷺ کی بات کو سچ ثابت کر دیا۔ حلالہ سنتر کے لیے سانڈ پال لیے اور مذہب کے نام پر اسلام کی میٹھوں کی عزتیں پامال کر رہے ہو۔ کاش!..... تم اب بھی اپنی فقہ کی اندھی تقلید سے نکل جاؤ..... اسلام کو مزید دُسموا ہونے سے بچالو..... یاد رکھو! اللہ کے رسول ﷺ نے کہیں یہ نہیں کہا کہ ہر فرقہ اپنے اپنے امام کی بنائی ہوئی فقہ کی لازمی طور پر تقلید کرے۔ کوئی فقہ حنفی کے فتاویٰ کی رٹ لگائے تو کوئی فقہ جعفریہ کے فتاویٰ کی۔ اس طرح مسلمان ہمیشہ منتشر رہیں۔ کاش!..... وہم صرف سلف صالحین کی طرح صرف کتاب و سنت کی پیروی کو اپنا شعار بناو تو یوں اسلام بدنام نہ ہو۔

حلالے کی چھری سے ذبح ہو کر حوا کی بیٹی وہنی تو اوزن کھو بیٹھی :

لوگو! شریعت پر عمل کرنے سے دل کو قرار آتا ہے ذہن کو سکون ملتا ہے۔ دنیا میں بھی نیک اعمال پر عزت ملتی ہے اور آخرت میں تو جنت ملتی ہے۔ مگر یہ حلالہ آخر کیا ”نیک“ عمل ہے کہ جس کو کرنا پڑ جاتا ہے اس کا دل چاہتا ہے کہ مجھے زمین نکلے یا آسمان اُچک رہے مگر اسی بد معاشری سے بچ جاؤں اور پھر جس کی ہوس پرست مولوی، جان نہ چھوڑیں اس کا حال کبھی اس طرح سے ہونے لگتا ہے کہ میرا ایک انتہائی قریبی دوست (جس نے اسی شرم کی وجہ سے اپنا نام صیغہ ترازی میں

۱۔ اعلیٰ درجہ کے محکمات میں ایسے کئی امور ہیں جن کا احتیاج

بدلت کی طرف سے حالہ کو مرانی کے فروغ کا ذریعہ قرار دیا مگر کن بہت اُسے یوں کر عمل میں لایا جائے

[illegible][illegible][illegible][illegible]

رکھنے کو کہا ہے) مجھے بتلا رہا تھا کہ ہمارے خاندان والے خفی ہیں تو ہمارے عزیزوں کے گھر میں دو بھائی تھے۔ ایک بھائی غصے میں آکر اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے بیٹھا۔ مولوی صاحب کے ہاں مسئلہ پیش ہوا۔ انہوں نے کہا: ”حلالہ ہوگا..... اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔“ بالآخر گھر والوں نے فیصلہ یہ کیا کہ گھر کے اندر ہی اس مسئلہ کو نبٹا لیا جائے۔ چنانچہ دوسرے بھائی کے ساتھ حلالہ کر دیا گیا..... اس کے بعد بھی ایک دفعہ ایسا ہوا کہ اسی بھائی نے دوبارہ غصے میں آکر طلاق دے ڈالی اور پھر اپنی بیوی کو مولوی کے بتلائے ہوئے طریقہ پر عمل کرتے ہوئے دوبارہ حلالہ کے لیے اپنے بھائی کے سپرد کر دیا۔ رات گزری اور یوں دوبارہ حلالہ کی نذر ہونے والی بیچاری دماغی توازن قائم نہ رکھ سکی۔ وہ عفت و حیاء کا پیکر تھی، شرم و حمیت کا مجسمہ تھی، وہ دل ہی دل میں کہتی ہوگی یہ کون سی شریعت ہے، یہ کیوں نہ اسلام ہے کہ جس کا حوالہ دے کر مولوی نے میری عفت کو تار تار کر دیا۔ جو اسلام رحمۃ للعالمین ﷺ پہ آیا، کیا وہ اسلام ایسا ہے.....؟؟ نہ جانے وہ حوا کی مسلمان بیٹی کیا کیا سوچتی ہوگی۔ عملی پہلو نے اس کا اسلام پر عقیدہ متزلزل کر دیا تھا مگر نظریاتی پہلو سے وہ بول بھی نہ سکتی تھی۔ کہ یوں وہ مرتد ٹھہرتی..... الغرض یہ عجب کشمکش تھی اور اسی کشمکش میں وہ ذہنی توازن کھو بیٹھی اور پھر بالآخر وہ اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھی۔

سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا کا ایمان افروز قرآنی واقعہ:

ارے مولوی صاحب.....! قرآن سے حلالہ ڈھونڈنے والے! بد نصیب ہمارے پاس آ..... کہ ہم تجھے قرآن سنائیں۔ یہ اٹھائیسواں پارہ ہے ”سورہ مجادلہ“ ہے۔ قرآن پر الزام لگانے والے ہمارا مقصد تجھے صرف قرآن کا انداز بتلانا ہے۔ تفسیر ابن کثیر کے صفحات کھول لیجئے اور اللہ کے نبی ﷺ سے ایسا ہی ایک مسئلہ دریافت کرنے والی بی بی کے لیے اللہ کا انداز ملاحظہ کیجئے..... جی ہاں! ابھی ہم انداز بھی بتلاتے ہیں مگر پہلے یہ دیکھیں کہ وہ واقعہ کیا تھا جس کیلئے یہ بی بی اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئی۔

یہ خاتون سیدہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ فرماتی ہیں: ”اللہ کی قسم! میرے اور میرے خاوند اوس بن صامت کے بارے میں سورہ مجادلہ کی ابتدائی چار آیتیں اُتری ہیں۔ ہوا یوں کہ میں گھر پر ہی تھی۔ یہ بوڑھے اور بڑی عمر کے تھے۔ کچھ طبیعت کے بھی سخت تھے۔ ایک دن

باتوں میں، میں نے ان کی کسی بات کی مخالفت کر دی۔ انہیں کچھ جواب دے دیا۔ اس پر وہ بڑے غضبناک ہو گئے اور غصے میں کہنے لگے: ”تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے“..... پھر وہ گھر سے چلے گئے اور لوگوں کی مجلس میں کچھ دیر بیٹھے رہے۔ پھر واپس آئے اور میرے قریب ہونے لگے۔ میں نے کہا: ”اللہ کی قسم کہ جس کے ہاتھ میں خولہ کی جان ہے۔ تمہاری زبان سے جو الفاظ ادا ہوئے، ان کے بعد میری قربت تب تک ناممکن ہے جب تک اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ ہمارے حق میں نہ ہو جائے مگر وہ نہ مانے۔“..... اب میں یہاں سے اٹھی۔ اپنی پڑوسن کے ہاں گئی۔ اس سے چادر مانگ کر اوڑھی اور اللہ کے رسول ﷺ کے پاس پہنچ گئی۔ آپ کے سامنے اس واقعہ کو بیان کیا۔ چونکہ اس وقت کے رواج کے مطابق ایسا کہنے سے طلاق واقع ہو جاتی تھی۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: ”اب کیا ہو سکتا ہے۔ میرے علم میں تو تو اس پر حرام ہو گئی۔“ اس پر سیدہ خولہ کہنے لگیں: ”اگر ہم علیحدہ علیحدہ ہو گئے تو دونوں برباد ہو جائیں گے۔ میں اب اس لائق بھی نہیں رہی کہ مجھ سے اولاد ہو۔ ہمارے اس تعلق کو بھی زمانہ گزر چکا۔“ غرض وہ اس طرح کی باتیں آسمان کی طرف منہ کر کے کہتی جاتی تھیں اور روتی جاتی تھیں..... اور پھر کہنے لگیں: ”اے اللہ! میری فریاد تجھ سے ہے“

اب اللہ کے رسول ﷺ پر وحی کی کیفیت طاری ہوئی۔ جب وحی اتر چکی تو آپ نے فرمایا: اے خولہ! تیرے اور تیرے خاوند کے بارے میں قرآنِ کریم کی آیتیں نازل ہو گئی ہیں۔ پھر آپ نے رب کا پیغام یوں پڑھ کر سنا شروع کیا:

﴿ قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الْبَنِيِّ تَجَادَلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْكِي إِلَى اللَّهِ
وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوَرَكُمَا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ① الَّذِينَ يَظْهَرُونَ
مِنْكُمْ مَنْ يَسْتَأْنِيهِمْ مَاهُنَّ أُمَّهَاتُهُمْ إِنْ أُمِّهَتْهُمْ إِلَّا النَّبِيُّ وَلَدْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ
لَيَفْقُولُونَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا وَإِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ غَفُورٌ ② ﴾

[المجادلہ ۵۸ : ۲۱]

”میرے نبی! اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو تجھ سے اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑا کر رہی تھی اور اللہ کے ہاں شکایت کر رہی تھی۔ اللہ تم دونوں کی گفتگو کو سن رہا تھا۔ بلاشبہ اللہ

سننے والا دیکھنے والا ہے۔ تم میں سے وہ لوگ جو اپنی بیویوں سے ظہار کر لیتے ہیں (یعنی ماں بنا بیٹھے ہیں تو یوں کہنے سے) وہ ان کی مائیں نہیں بن جاتیں۔ ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنم دیا۔ ہاں البتہ وہ نامعقول اور جھوٹ بات ضرور کہتے ہیں اور بلاشبہ اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔“

قارئین کرام! غور فرمائیے! اللہ تعالیٰ نے اپنی بندی کا مسئلہ کس طرح حل کر دیا۔ جب وہ مایوس ہونے لگی، اللہ نے اس کی فریاد کو سُن لیا۔ حلالی مولوی! حلالے کا حیلہ اللہ نے نہیں بتلایا بلکہ واضح کر دیا کہ سیدہ خولہ کا خاوند غصے میں ایک بات کہہ گیا تو محض اس کے کہنے سے خولہ اپنے خاوند کی ماں نہیں بن گئی۔ ہاں البتہ یہ بات ضرور کہی گئی کہ بیوی کو ماں کہنے کی بات نامعقول ہے۔۔۔۔۔ اسی طرح کوئی تین طلاق بیک وقت دے۔ غصے میں آکر ہزار طلاق دے دے، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ فعل غلط ہے مگر وہ طلاق ایک ہی ہے۔

بہر حال اگلی آیتوں میں اللہ نے سیدہ خولہ کے خاوند کو نامعقول اور جھوٹ بات کے لیے سزا تجویز کی۔ اور یہ بات یاد رہے کہ سزا اسی کے لیے تجویز کی جس نے جرم کا ارتکاب کیا۔ اسی لیے ہم نے حلالی مولویوں سے کہا کہ ارے بھئی! یہ کہاں کا انصاف ہے کہ بیک وقت تین طلاق دینے کا جرم تو مرد نے کیا جبکہ حلالہ کی شکل میں تم نے سزا عورت کو دے ڈالی۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ حقیقت یہی ہے کہ حلالہ ”حلالہ“ نہیں بلکہ فرمانِ رسول ﷺ کے مطابق ”حرامہ“ ہے اور پھر اس حرام کاری پر جس کے لیے سزا تجویز کی گئی حاکم کی وہ بیٹی بے گناہ اور معصوم ہے۔ تو حلالہ کا حیلہ حرام کاری ہی نہیں بلکہ قانون کے نام پر قانون کا خون ہے اور عدل و انصاف کا قتل عام ہے۔

بیوی کو ماں سے تشبیہ دینے پر اللہ کا سزا سنانا :

اور اب آئیے وہ سزا ملاحظہ کریں۔ جو غلط بات کہنے کی وجہ سے اللہ نے سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا کے خاوند کے لیے تجویز فرمائی :

﴿وَالَّذِينَ يَظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ

مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَا﴾ [النساء ۵۸ : ۴]

”اور جو لوگ اپنی بیوی سے ظہار کرتے ہیں (ماں بنا بیٹھے ہیں) پھر اپنے کئے پر شرمندہ ہوتے

ہیں تو ان پر عورت کی قربت سے قبل غلام آزاد کرنا ضروری ہے۔“
 قارئین کرام! اللہ کے اس فرمان کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ نے سیدہ خولہ سے
 کہا: ”جاؤ! اپنے خاوند سے کہو کہ وہ ایک غلام آزاد کرے“ خولہ نے کہا: ”اے اللہ کے
 رسول ﷺ وہ غریب ہے اور اس کے لیے غلام آزاد کرنا ممکن نہیں۔“ اس پر آپ نے اللہ
 کا اگلا یہ حکم سنایا: ۰

﴿فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِنَامٌ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَا﴾

[المجادلہ ۵: ۵۶]

”وہ غلام کی ہمت نہ پائے تو وہ (عورت) کو ہاتھ لگانے سے پہلے دو ماہ کے متواتر روزے
 رکھے۔“

قارئین کرام! اس پر سیدہ خولہؓ کہنے لگیں: ”اللہ کی قسم! وہ بہت بوڑھا ہے روزے
 رکھنے کی اس میں طاقت نہیں۔“ یہ سن کر اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا اگلا آسان
 فیصلہ یوں سنایا:

﴿فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّينَ مَسْكِينًا﴾

”جو یہ بھی نہ کر سکے وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔“

سیدہ خولہؓ جیسا کہنے لگیں: ”میرے خاوند کے لیے اس کی بھی ہمت نہیں“ تب اللہ
 کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”اچھا میں ایک عرق (ٹوکرا) کھجوریں دے کر اس کی مدد
 کروں گا۔“

سبحان اللہ! کس قدر ہیں اللہ کی کرم نوازیاں اور کس قدر ہیں اس کے رسول ﷺ کی
 مہربانیاں حوا کی بیٹی پر۔ یہ بھی ملاحظہ کرتے جائیے اور حلالی مولویوں کی خود ساختہ حلالی شریعت
 کا انداز بھی دیکھتے جائیے اور غور کرتے جائیے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہاں حوا کی
 بیٹی کی کیا عزت اور مقام ہے اور حلالی مولوی کے ہاں کس طرح حلالہ سنٹر میں بے شرمی، بے
 حیائی اور بے غیرتی کی تیز چھری کا اہتمام ہے۔

جسٹ شفیع حمزہ نے بڑی اچھی بات کہی کہ بیک وقت تین طلاق دینے کے جرم میں
 مجرم کو کوڑوں کی تادیبی سزا مقرر کی جاسکتی ہے کیونکہ اس نے یہ کام غلط کیا ہے مگر۔۔۔۔۔ آہ
 اس کے غلط کام کی وجہ سے جاہل مولوی بے غیرتی کا حلالی چھرا لے کر حوا کی بیٹی کے پیچھے

پڑ گیا۔

حوا کی بیٹی کا مقامِ ذیشان :

ارے بھائی! تم کیا جانو؟ حوا کی بیٹی کا مقام! اگر اسے ملاحظہ کرنا ہو تو سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ دیکھ لو۔ ایک مرتبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانہ میں سوار ہو کر کہیں جا رہے تھے کہ ایک بوڑھیا نے سواری روک لی اور آپ خاصہ دیر تک توجہ سے اس کی باتیں سنتے رہے یہاں تک کہ جب اس کی ضرورت پوری ہو گئی تو وہ چلی گئی۔ لوگوں نے عرض کیا ”امیر المؤمنین! یہ کیا ہوا کہ ایک بوڑھیا کے روکنے پر آپ رک گئے اور آپ کے ساتھ بہت سے دوسرے لوگوں کو بھی رکنا پڑا“ فرمایا : ”جانتے ہو کہ یہ بوڑھیا کون تھی؟“ لوگوں نے کہا : ”نہیں“ فرمایا :

”یہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا تھیں جس کی فریاد اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں سے سنی۔ بھلا عمر کی کیا مجال تھی کہ اس کی بات نہ سنتا اگر وہ مجھے صبح تک بھی روکے رکھتی تو میں رکا رہتا اور درمیان میں صرف نماز ادا کرتے جاتا۔“

اللہ اکبر----- یہ ہے سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا کی عزت اور مقام۔ الغرض محمد عربیؐ کی سب زوحانی بیٹیاں اپنے ایسے مسائل میں ایسے ہی احترام اور اکرام کی مستحق ہیں۔ لاہور، کراچی، راولپنڈی اور دیگر کئی جگہوں پر تحقیق کرنے سے ہمیں ان مولویوں اور دیگر لوگوں کا پتہ چلا ہے کہ جن کے پاس ایسے ہی ستم رسیدہ لوگ حلالہ نکوانے کے لیے بیویاں چھوڑ گئے اور پھر وہ بیویاں انہی کی ہو کر رہ گئیں اور وہ رڈتے پیٹتے رہ گئے، ان کی زندگی جہنم زار بن گئی مگر پیوی نہ مل سکی۔

حلالہ کا حیلہ کہ جب مرغِ دُلہا بن گیا!!

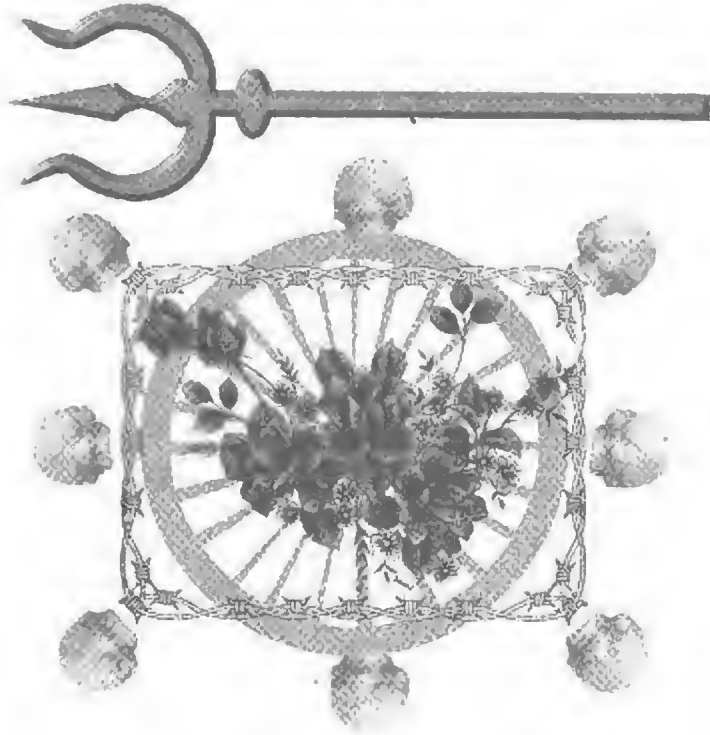
ایسے واقعات جب بڑھ گئے اور بعض لوگ باوجود فقہ کے پیرو کار ہونے کے اپنی غیرت کو بچانے پر قتل گئے----- تو ان کے لیے دو راستے تھے۔ ایک تو یہ کہ وہ کتاب و سنت کے مسلک کو اپنا کر تین طلاقیں کو فرمودہ رسولؐ کے مطابق ایک مان لیں، ایسا بے شمار لوگوں نے کیا اور صرف اپنی عزت کا تحفظ ہی نہ کیا بلکہ خفی مذہب کو چھوڑ کر قرآن و حدیث کے مسلک کو اپنا لیا۔ تقلید کی جکڑ بندی سے آزاد ہو کر اللہ اور اس کے رسولؐ کی براہ

ہمارا کام یہ ہے کہ قرآن و حدیث کے علم کے ساتھ..... کتاب و سنت کے نور کے ساتھ..... محمد عربیؐ پہ نازل ہونے والے دین کی دلیل کے ساتھ ان کی ساری جہالتوں اور غلطیوں کو ختم کریں۔ حوا کی بیٹی کی عزت کا تحفظ کیا جائے اور یہ کام ہم اللہ کی توفیق سے دعوت کے میدان میں محبت اور اخلاق کے ساتھ ہر سطح پر کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔
(ان شاء اللہ)



حلالہ کی شہری

حلالہ اور نیوگ



ہندوؤں میں ”نیوگ“ کے نام سے جاری حلالہ کی حیران کن تفصیلات

ہندوؤں میں ایک قبیح مذہبی فعل ہے جس کو نیوگ کہا جاتا ہے۔ یہ حلالہ سے مشابہہ ہے چونکہ مسلمان ہندوؤں کے ساتھ ہزار سال تک باہم مل جل کر رہے ہیں۔ اس لیے ان کی رسوم و رواج اور تہذیب و ثقافت اور تمدن میں رگٹے جا چکے ہیں۔ اب حلالہ جیسی قبیح رسم بھی ان کے ضمیروں کو نہیں جھنجھوڑتی کیونکہ ہندوؤں نے تہذیب کا اثر ابھی ان کے ذہنوں میں راسخ ہے۔ وہ ہندوؤں کے ساتھ رہے۔ ہندوؤں میں بد کاری کو بلا کسی کراہت کے نیوگ کے نام سے جاری و ساری دیکھتے رہے۔ اس لیے یہ ان کے لیے کوئی قابل مذمت اور حیران کن یا شرم ناک چیز نہ رہی، اس لیے کہ وہ اپنے روزمرہ کے معمولات میں اس کا مشاہدہ کرتے رہتے تھے لہذا وہ اس کے خلاف نہ صرف یہ کہ مداخلت نہ کر سکے بلکہ وہی نیوگ حلالہ کی صورت میں ان میں رائج ہو گیا جو کہ اب تک پوری شد و مدت سے جاری ہے۔ آپسے! دیکھتے ہیں کہ نیوگ کیا چیز ہے؟ ”نیوگ“ وہ قبیح قابل نفرت اور شرمناک عمل ہے کہ جس نے ہندوؤں کے سربہی شرم سے جھکا دیئے ہیں۔ جیسے مسلمانوں میں ”حلالہ کی اولاد“ ہونے کا طعنہ دیا جاتا بالکل اسی طرح ہندوؤں میں کسی مخاصمت کے موقع پر نیوگ کی اولاد ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے۔ جس طرح ہمارے ہاں کچھ لوگ حلالہ کی رغبت دلاتے ہیں بالکل اسی طرح دنیا کے تمام مذاہب میں سے ہندومت ہی ایسا نرالا مذاہب ہے جس کے دو فرقے آدمی اور عورت کو زنا کرنے کی زبردست رغبت دلاتے ہیں اور کسی نہ کسی شکل میں زنا کا نام تبدیل کر کے کھلی اجازت دیتے ہیں۔ ایک فرقہ ”بام مارگی“ ہے جس کے پیروکار جنوبی بھارت میں موجود ہیں۔ بام مارگی فرقہ میں ایک عورت کو کئی خاوند کرنے کی اجازت ہے۔ (اسی طرح حلالہ میں اگر کوئی عورت کسی جگہ نہیں بستی اور اس کو بار بار طلاق ہوتی ہے تو ہر خاوند کی طرف سے

طلاق ہونے کی صورت میں مسلمانوں میں سے بعض لوگ بھی ایک عورت کو مختلف اوقات میں کئی مختلف خاوند کرنے کی رغبت دیتے ہیں۔ لیکن اس سے بڑھ کر ہندوؤں کا ایک فرقہ آریہ سماج جو کہ خود کو روشن خیال اور ترقی یافتہ سمجھتا ہے، اس امر کی کھلم کھلا اجازت دیتا ہے کہ دونوں مرد اور عورت نیوگ کر سکتے ہیں۔ اب سنئے کہ نیوگ کیا بلا ہے۔ اس سلسلہ میں ذیل کے اقتباسات ہو ہوں دیانند جی کی مذہبی تصنیف ”ستیا رتھ پر کاش“ سے دیئے جاتے ہیں، دیانند جی لکھتے ہیں :

”اگر کسی شادی شدہ مرد و عورت کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تو وہ نیوگ کر کے اولاد پیدا کر سکتے ہیں۔ نیوگ کی صورت میں عورت اسی بیابے خاوند کے گھر میں رہتی ہے۔ اس بیابی عورت کے لڑکے جو نیوگ سے پیدا ہوں گے وہ اسی بیابے خاوند کے وارث ہوں گے۔ نیوگ شدہ عورت مرد کا تعلق کاریہ کے بعد چھوٹ جاتا ہے“ (ستیا رتھ پر کاش : ص 179)

ہندوؤں نے تو نیوگ کی صورت میں پیدا ہونے والے بچے کو پہلے اصلی خاوند کا قرار دیا ہے جبکہ حلالہ کے علمبرداروں کے ہاں بھی عام طور پر حلالہ کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچے کو پہلے خاوند کا ہی تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت حال معلوم ہونے کے بعد نیوگ کرنے والی ہندو عورت کا خاوند اور حلالہ کروانے والی عورت کا خاوند بھی اس عمل کے نتیجے میں دوسرے مرد کے نطفے سے پیدا ہونے والے بچے سے متفرق رہتے ہیں اور اس کو ڈھکے چھپے لہجے میں ”حرامی“ قرار دیتے ہیں اور ہمیشہ اسے اپنے اوپر بوجھ تصور کرتے ہیں۔

نیوگ کس کا ہوتا ہے؟ اور نیوگ سے اولاد!

دیانند جی اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :

”جس کی عورت یا مرد مر جاتا ہے یعنی (رنڈوی عورت اور رنڈوہ مرد) کا نیوگ ہو سکتا ہے، کنوارے کنواری کا نیوگ نہیں ہو سکتا۔“

”نیوگ شدہ عورت یا مرد دو چار سے زیادہ اولاد پیدا نہیں کر سکتے۔ جب نیوگ شدہ عورت کو حمل ٹھہر جائے تو اس دن سے عورت مرد کا تعلق قطع ہو جاتا ہے ہاں نیوگ شدہ عورت دو تین برس تک ان لڑکوں کی پرورش کر کے نیوگ شدہ مرد کو دے دے۔ ایک بہو عورت دو اولاد اپنے لیے اور دو دو دیگر چار نیوگ شدہ مردوں کے لیے پیدا کر سکتی ہے۔ اور ایک رنڈوا مرد بھی دو اولاد اپنے لیے اور دو اور دیگر چار بیوگان کے لیے پیدا کر سکتا ہے۔ اس طرح دس

اولاد پیدا کرنے کی اجازت دید میں ہے۔“

دیامندجی بتلاتے ہیں :

”وید شاستروں کے فرمان کے مطابق ہے، نیوگ میں زنا کاری اور شرم نہ مانی چاہیے“

(صفحہ 192)

ثابت ہوا کہ ”نیوگ“ ہندو مذہب کی طرف سے دو اجنبی مرد و عورت کے عارضی شادی کے نام پر باہم زنا کاری اور بد کاری کرنے کی اجازت کا نام ہے۔

”وید“ ہندوؤں کے نزدیک الہامی کلام پر مبنی مقدس کتب ہیں جنہیں وہ الہامی قرار دیتے ہوئے اسی سے نیوگ (زنا کاری) کرنے کو ثابت کرتے ہیں۔ جبکہ حلالی مولوی صاحبان بھی حلالہ کو قرآن سے ثابت کرنے کی ناپاک جسارت کرتے ہیں۔ مشہور ہندو سکالر ”دیا مندجی“ نیوگ“ کرنے کو باعث ثواب قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں :

”نیوگ کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ نیوگ کا اعلان ہونا چاہیے۔ مرد اور عورت کی

رضامندی ضروری ہے۔ جب عورت مرد کا نیوگ ہونا ہو تب اپنے خاندان میں عورتوں اور

مردوں کے سامنے ظاہر کریں۔“

اس کا مطلب یہ ہوا کہ عورت اعلان کرے کہ وہ فلاں مرد کے ساتھ ہم بستر ہوگی۔ اس لیے کہ پہلے خاوند سے بیوہ ہونے کی صورت میں کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ اسی لیے وہ فلاں مرد سے نیوگ کروائے گی۔

ہندو سکالر کی طرح حلالہ کروانے کی ترغیب دینے والے مولوی حضرات بھی حلالہ (زنا کاری) کرنے کو ثواب کا باعث قرار دیتے ہیں اور حدیہ کہ اس کو ہندوؤں کی طرح قرآن سے ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں۔ (جس کا بیان کتاب میں مفصل موجود ہے)۔

”نیوگ“ اور ”حلالہ“ میں مقصد بھی مشترک ہے یعنی حلالہ میں مقصد یہ ہوتا ہے کہ عورت کو کچھ مدت، مہینوں، ہفتوں یا دنوں تک کسی دوسرے مرد کے بستر کی زینت بنایا جاتا ہے تاکہ وہ پہلے اصل خاوند کے لیے حلال ہو جائے اور پہلے خاوند سے دوبارہ وہی تعلقات قائم کر سکے، اولاد بھی چاہے اور موجودہ اولاد کے مستقبل کو بھی بہتر بنائے..... جبکہ ہندوؤں کے نیوگ میں بھی مقصد یہ ہوتا ہے کہ عورت اپنے اصل حقیقی خاوند کو چھوڑ کر کسی دوسرے مرد کے پاس جائے راتیں گزارے، منہ کالا کرے، اخلاق باختگی کی آندھیاں چلائے

اور پھریوں اولاد حاصل کر کے پہلے خاوند کے پاس چلی آئے۔
یوں ہندوؤں کے حلالہ ”نیوگ“ اور ہمارے بعض مولویوں کے حلالہ کے مقاصد بھی
مشترک ٹھہرے۔

یہ ہے قارئین کرام ہندو تہذیب کی جھلک جس کے چمکارے نے ان کی آنکھوں کو
چند ہیادیا ہے۔ اس زنا کاری کو نیوگ اور حلالہ کا نام دے کر جائز قرار دیا گیا۔ اس پر آریہ
سماجی ہندو اور ہمارے کچھ نادان بھائی بھی ناز کرتے ہیں، اسے کہتے ہیں:
چہ دلاورے است دزدی کہ بکھت چراغ دارو

”چور کتنا ہوشیار ہے کہ ہاتھ میں دیا یا لیمپ لے کر چوری کو نکلا ہے“ پنجابی میں اسے کہتے
ہیں ”ایک چوری پھر چرائی“ زنا کا نام نیوگ اور حلالہ رکھنا ایسا ہوا کہ جیسے
طع برعکس نمنہ نام زنگی کافور

صرف نام بدلنے سے حقیقت نہیں چھپائی جاسکتی۔ آریہ سماج کی یہ نئی تہذیب ہے کہ
بیوہ عورت اولاد حاصل کرنے کے لیے جتنے رنڈوے آدمیوں کے پاس چاہے جاسکتی ہے۔ اور
رنڈو مرد جتنی بیوہ عورتوں کے پاس چاہے جاسکتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ دس سے زیادہ بچے
نہ پیدا کیے جائیں۔ یعنی بالفاظ دیگر جتنے عرصہ تک دس بچے پیدا نہ ہوں وہ جتنی بار چاہیں
روزانہ بدکاری کرتے رہیں۔ یوں وہ ایک دوسرے سے ہر وقت آزادانہ مل سکتے ہیں۔ یہ شرط
اس کے ساتھ ہے کہ: ”اگر حمل ہو جائے تو ایک سال تک نیوگ شدہ مرد اور نیوگ شدہ
عورت ایک دوسرے سے جدا رہیں گے“

کون کس سے نیوگ (عارضی شادی) کرے گا؟

دیانند جی معاشرے کی کوئی عورت کس طبقے کے مرد سے ملاپ کر سکتی ہے، کی
وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”یہ بھی ضروری ہے کہ ویش عورت ویش کھتری اور برہمن مرد کے ساتھ اور کھتری
عورت کھتری اور برہمن مرد کے ساتھ اور برہمن عورت صرف برہمن مرد کے ساتھ نیوگ
کر سکتی ہے۔“

دیانند جی نیوگ کی تائید میں شاستروں سے حوالے پیش کرتے ہیں۔ جو ہم ذیل میں درج

کرتے ہیں اور پڑھیے اور ویدک دھرم کی انوکھی تہذیب کا اندازہ لگائیے کہ آیا یہ تہذیب ہے یا انسانی اخلاق کی تخریب ہے۔ نیکو کاری ہے یا بد کاری ہے۔
اپنے خاوند کو چھوڑ دو سرے مرد تلاش کر :

دیانندی جی ص 195 پر رقطراز ہیں :

”اے بیوہ عورت! تو اس سرے ہوئے خاوند کی امید چھوڑ کر باقی مردوں میں سے دوسرے زندہ خاوند کو حاصل کر اور اس بات کا خیال اور یقین رکھ۔ اگر تجھ بیوہ سے نیوگ کرنے والے خاوند کے لیے نیوگ ہو گا تو پیدا شدہ بچہ اسی نیوگ کرنے والے خاوند کا ہو گا۔ اور اگر تو اپنے لیے نیوگ کرے گی تو اولاد تیری ہوگی۔ اور نیوگ کرنے والا مرد اسی اصول کی پابندی کرے“

صفحہ 196 پر نرید وضاحت یوں کرتے ہیں :

”اے عورت بانجھ! جو تیرا پہلا بیاتا خاوند بنتا ہے اس کا کنوارپن وغیرہ اوصاف وللا ہونے سے سوم ہوتا ہے۔ جو دوسرے نیوگ سے حاصل ہوتا ہے وہ گندوہر۔ جو دو کے پیچھے تیسرا خاوند ہوتا ہے وہ بہت حرارت رکھنے سے آگنی نام والا جو چوتھے سے لے کر گیارہویں تک نیوگ سے خاوند ہوتے ہیں وہ منش کے نام سے موسوم ہوتے ہیں“ (رگ وید: 85-40)
اب حساب سمجھ لیجئے۔ اس منتر کی رو سے گیارہویں مرد تک عورت نیوگ کر سکتی ہے۔ ویسے مرد بھی گیارہویں عورت تک نیوگ کرتا ہے۔

مرد کی زندگی میں ہی نیوگ ہو سکتا ہے
بے شری کی حد ہو گئی!

دلیوٹ بیوی اور دلیوٹ خاوند :

ہندوؤں کی مقدس کتاب رگ وید کس طرح اپنی عورت کو (حلالہ کی طرح) دوسرے مرد کے پاس جانے کا حکم دے رہی ہے، ملاحظہ ہو :

”جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے قائل نہ ہو۔ تب اپنی عورت کو (یوں) اجازت دے کہ ”اے نیک بخت..... اولاد کی خواہش کرنے والی عورت! تو مجھ سے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کر..... کیونکہ اب مجھ سے تو اولاد نہیں ہو سکے گی۔ تب عورت دوسرے کے ساتھ نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے۔ لیکن یہ (نیوگ کرنے والی عورت) اس بیابے عالی حوصلہ خاوند کی

خدمت میں کمر بستہ رہے۔ (یعنی اب دوسرے سانڈھ کی ناز برداریوں میں ہی ہر وقت مصروف نہ رہے کچھ وقت پہلے خاوند کو بھی دے) ویسے ہی عورت بھی جب بیماری وغیرہ میں پھنس کر اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو تب اپنے خاوند کو اجازت دے کہ ”اے مالک! آپ اولاد کی امید مجھ سے چھوڑ کر کسی دوسری بیوہ عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کیجئے“

(رگ وید: 10-10-10)

حلالہ میں بھی بالکل یہی معاملہ ہے کہ دیوٹ خاوند اپنی بیوی کو دیوٹ بناتے ہوئے دوسرے مرد کے پاس بھیجتا ہے جو اس عورت کو روندتا ہے، فوجتا ہے، اپنی حیوانی خواہش کی تکمیل کرتا ہے اور پھر جب دل بھر جاتا ہے تو واپس اس کے خاوند کے پاس بھیج دیتا ہے کہ لو اب یہ میرے قابل تو نہ رہی البتہ تمہارے لیے میں نے خوب ”حلال“ کر دی ہے۔ یہی حال ہندومت میں ہے کہ وہ حصولِ اولاد کا بہانہ بنا کر دس دس سال یا اس سے بھی زائد عرصہ تک زنا کاری کرتے رہتے ہیں۔ بالکل اسی طریقہ پر حلالہ نے بھی حرامہ بن کر کتنے ہی خاندانوں کو ایک عرصہ سے حرام کاری میں مبتلا کر رکھا ہے۔ کتنی ہی بچیاں ہیں جو حلالہ کی قربان گاہ پر حلال کرنے کے لیے لے جائی گئیں لیکن ان کو ”حلال“ کیا گیا نہ ہی واپس کیا گیا اور وہ آج تک اسی کرائے کے سانڈھ کے شکنجے میں جکڑی ہیں اور پر مارنے کی بھی سکت نہیں رکھتیں اور یوں قیدی پرندے کی طرح آج تک قفس (پنجرے) کی آہنی دیواروں سے سر ٹکڑا ٹکڑا کر عزت و ناموس کی پامالی کی بنا پر لہو لہان ہو کر سسک سسک کر مر رہی ہیں۔ یوں وہ مر کر جی رہی ہیں اور جی جی کر مر رہی ہیں..... دوسرے لفظوں میں حلالہ کی چھری سے ذبح ہو جانے کے بعد وہ مرجانے کی خواہش کر رہی ہیں جو پوری نہیں ہو رہی..... بالکل یہی حالت ہندوؤں کے حلالہ یعنی نیوگ میں ہوتی ہے کہ جب عورت دوسرے مرد کے پاس جاتی ہے تو یا تو عورت اپنے خاوند کو چھوڑ دیتی ہے یا جان چھڑوانے کے لیے اس کو قتل کروا دیتی ہے یا عورت اگر ایسا نہ بھی چاہے تو نیا مرد اس چڑیا کو اپنے ہاتھ سے دوسرے کے ہاتھ میں چلے جانے کے خدشے کے پیش نظر ہمیشہ قید کر لیتا ہے۔ یوں اس عورت کے بچے اور خاوند زندگی بھر اس کی واپسی کی راہ تکتے چل بٹتے ہیں..... اور یہی حال حلالہ میں ہے..... کتنی ہی لڑکیاں ہیں جن کو حلالہ کے علمبرداروں نے آج تک واپس نہیں کیا..... یوں ان بچیوں کے بسن، بھائی آج تک ان کی واپسی کی راہیں تکتے تکتے مایوس ہو چکے ہیں اور وہ اس حرام کاری کا شکار ہونے

کے بعد کہتے ہی حرام بچوں کی مائیں بن کر حلالے جیسے کلنک کو ماتھے پر لگائے اس معاشرے میں زندگی کے دن پورے کر رہی ہیں۔ اور والدین اپنی بچی کے ساتھ یہ ظلم ہوتے دیکھ کر اندر ہی اندر گھل گھل کر، گھٹ گھٹ کر، کڑھ کڑھ کر اور اندر ہی اندر ریزہ ریزہ ہو کر دوسری دنیا کو سدھار جاتے ہیں۔

.... مگر رنڈی بازی نہ کریں :

بہر حال وید مت کی یہ آگیا ہے کہ اولاد جس طرح ہو سکے۔ پیدا کی جائے۔ اصل عبارت از ستیا رتھ پر کاش مصنفہ دیانند جی صفحات 200، 201 مطبوعہ آریہ پستکالیہ لاہور یکم اپریل 1930ء ملاحظہ ہو، کہتے ہیں :

”اگر حاملہ عورت سے ایک ایک سال مرد سے یا دائم المریض مرد کی عورت سے نہ رہا جائے۔ تو کسی سے نیوگ کر کے اس کے لیے اولاد پیدا کرے۔ لیکن رنڈی بازی یا زنا کاری کبھی نہ کریں“

اسے کہتے ہیں چتر دیا کہ زنا کرو مگر اسے زنا نہ کہو۔ بد کاری کرو۔ مگر اسے نیو کاری کہو۔ حرام کرو مگر اسے جائز کہو، بے شرم خاوند کو عالی حوصلہ کہو، حلالہ کے قبیح فعل پر وارد ہو نیوالی لغت کو رحمت کہو..... جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔ یہی بات حلالہ کے وکیل مولوی کہتے ہیں کہ مہینہ دو مہینہ یا کم از کم تین دن تک حلالہ کرتے رہنے میں تو ثواب ہے لیکن اگر زیادہ عرصہ ایسا کیا تو یہ ناپسندیدہ ہے..... اور ہندوؤں کی طرح یہ بھی کہتے ہیں کہ حلالہ کو زنا کاری نہ کہو۔ بالکل یہی بات دیانند جی کہتے ہیں کہ ”رنڈی بازی یا زنا کاری کبھی نہ کریں“ یعنی وہ روک رہے ہیں تو اس بات سے کہ نیوگ کو زنا کاری نہ کہیں کیونکہ اس کا حکم تو مقدس کتاب ”وید“ میں ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔

نیوگ اور حلالہ دونوں باعث آجر و ثواب ہیں :

نیوگ کے عقیدے نے ہندوؤں کے سر شرم سے جھکا دیئے ہیں، وہ اس موضوع پر کھل کر کسی سے بات نہیں کر سکتے۔ جب وہ کسی مسلمان سے بات کرتے تو وہ جواب میں اس کو طعنہ دیتا کہ تمہارے مذہب نے تو ”نیوگ“ کے نام پر زنا کاری، بد کاری کی تبلیغ کی ہے اور اس کو باعث آجر و ثواب قرار دیا ہے، تو ہندو شرمندگی سے لاجواب ہو جاتے..... لیکن

اس کے بعد وہ وقت بھی آیا جب ہندوؤں نے مسلمانوں کو طعنہ دیا کہ ہم نے اگر صرف اولاد نہ ہونے کی صورت میں لاولد کے لیے محض اولاد کے حصول کے لیے اس کو جائز قرار دیا تو تم نے بھی تو حلالہ کے بے غیرت فعل کو اپنا عقیدہ بنا رکھا ہے۔ تمہارے مولوی کہتے ہیں کہ اس کا حکم ہمیں قرآن نے دیا ہے اور یہ کہ یہ باعث اجر فعل ہے..... یہ سنتا تھا کہ مسلمانوں کے سر شرم سے جھک گئے..... آج بھی ہندوؤں سے جب اسلام کی حقانیت اور ہندومت کے باطل مذہب ہونے پر بات ہوتی ہے تو وہ فوراً حلالہ کا طعنہ دیتے ہیں۔

اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ آج ہی حلالہ کا طوق گلے سے اتار پھینکا جائے اور اسلام کو مزید رسوا ہونے سے بچایا جائے۔ یہ کاوش یہ تحریر بھی اسی ضمن میں ایک کوشش ہے۔

ہوس پرست کون ہے؟ ہندویا مسلمان؟

ہندو یہ الزام دیتے ہیں کہ حلالہ کی طرح کثرت ازواج یعنی چار شادیاں کرنا بھی مسلمانوں کی ہوس پرستی کی نشانی ہے..... جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ الزام سرا سر غلط ہے کیونکہ اسلام نے تو یہ ایک ایسا طریقہ بتلایا ہے جس پر چل کر انسان بد کاری سے دامن بچا کر اس مختصر اور عارضی زندگی میں سرخرو ہوتا ہے۔ ایک سے زائد شادیاں اس کو زنا کاری اور بد کاری سے بچاتی ہیں اور کبھی ایک سے زائد شادیاں کرنے کے کچھ اسباب بھی ہوتے ہیں..... ان باتوں نے قطع نظر اگر تنقیدی نظر سے دیکھیں تو ایک سے زائد شادیاں حلالہ کی طرح ہوس پرستی کا مظہر ہیں تو پھر یہ الزام خود سب سے پہلے خود ہندوؤں پر ہی صادق آتا ہے کیونکہ وہی سب سے زیادہ شادیاں کرتے ہیں۔ اس کی شہادت بھی ہم آپ کے سامنے ایک مشہور ہندوستانی ادیب اور حکومت ہندوستان کے ذمہ دار کی زبان سے پیش کرتے ہیں۔

ملاحظہ ہو خوشونت سنگھ برطانوی اعلان کرتے ہوئے کہ رہا ہے :

”غیر مسلمانوں میں مسلمانوں کی شادی اور طلاق کے بارے میں کافی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ غیر مسلم یہ یقین رکھتے چلے آ رہے ہیں کہ مسلمان مردوں کو چار شادیوں کی اجازت ہے اور وہ یہ لازماً کرتے ہیں۔ غیر مسلم یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان صرف تین بار ”طلاق“ طلاق“ طلاق“ کہہ کر اپنی بیوی سے جان چھڑا لیتے ہیں جبکہ ان باتوں کی کوئی اصل نہیں ہے۔ ہندوؤں“

سکھوں، عیسائیوں کی نسبت میرے مسلمان دوستوں کی تعداد زیادہ ہے۔ مسلمان دوستوں میں سے کسی کی بھی ایک سے زیادہ بیویاں نہیں ہیں مگر میں چند ہندوؤں اور سکھوں کو جانتا ہوں جن کی ایک سے زیادہ بیویاں ہیں۔ میں اس حقیقت سے بھی آگاہ ہوں کہ ہندوؤں اور سکھوں میں مسلمانوں کی نسبت طلاق کی شرح زیادہ ہے۔ میرے مشاہدات و تاثرات کی تصدیق ”انڈین سٹیٹسٹکل انشٹیٹیوٹ“ کے ڈاکٹر کانتی پراسد کے مرتب کردہ اعداد و شمار بھی کرتے ہیں۔ ان اعداد و شمار کے مطابق 72 فی ہزار غیر مسلم ایک سے زیادہ بیویاں رکھتے ہیں جبکہ صرف 15 فی ہزار مسلمان ایک سے زیادہ بیویاں رکھتے ہیں۔ ”کیمیٹی آف دی سٹیس آف وومن ان انڈیا“ نے بھی 1975ء میں ایک رپورٹ شائع کی تھی۔ اس رپورٹ کے مطابق کثرت ازدواج کے واقعات بھارت کے قبائلیوں میں زیادہ ہیں جو 15.25 فیصد ہیں، اس کے بعد بودھوں میں 7.97 فیصد، اس کے بعد عین مت میں 6.75 فیصد، اس کے بعد ہندوؤں میں 5.8 فیصد جبکہ مسلمانوں میں صرف 5.7 فیصد ہیں۔

تحریر: خشونت سنگھ، ترجمہ: ابو الحسن، بنگرہ: ہندوستان ٹائمز، 27 جون 1998ء
اگر ہندوؤں کی ہوس پرستی کا مزید اندازہ لگانا ہو تو ان کی مذہبی کتب اور ان کے دیوتاؤں کے قصے پڑھے جاسکتے ہیں جن میں سوائے ہوس پرستی اور کسی غیر محرم عورت کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کے اور کچھ نظر نہ آئے گا۔



حلالہ کی فحری

حلالہ تاریخ کے آئینے میں



حلالہ کی حقیقت و حیثیت تاریخ، مختلف
مکاتب فکر اور قانون دانوں کے نزدیک

حنفی حضرات کہتے ہیں کہ حلالہ کے مسئلہ پر اجماع امت ہے اور یہ کہ یہ کوئی بڑی چیز نہیں بلکہ یہ شریعت کا ایک مسئلہ ہے۔ علمائے دین اور صلحائے امت اس کی ضرورت کو سمجھتے ہوئے اس کی اجازت دیتے آئے ہیں اور اس کو اچھا سمجھا جاتا ہے۔ قارئین! آئیے تاریخ قدیم و جدید کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں کہ حلالہ کو دور نبوت سے لے کر اب تک کیا مقام دیا جاتا ہے اور اس کے متعلق اصحاب رسول، تابعین و تبع تابعین اور علمائے متقدمین و متاخرین کیا موقف رکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو :

”دونوں کو رجم کر دوں گا“ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ :

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے : ”اگر میرے پاس حلالہ کرنے والے اور کروانے والے کو لایا گیا تو میں انہیں رجم کروں گا۔“ (ابو بکر ابن ابی شیبہ)

”دونوں میں جدائی کرادی“ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ :

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے کسی عورت سے اس غرض سے نکاح کیا کہ اسے پہلے خاوند کے لیے حلال کرے، تو انہوں نے ان دونوں میں جدائی کرادی۔ یہی بات سیدنا علی، سیدنا عبداللہ بن عباس اور کئی ایک صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تفسیر ابن کثیر 1/195 (اللیب الرفاعی)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حلالہ کو زنا کہتے تھے۔ (بیہقی 208/7)

حرمت حلالہ پر تابعین رضی اللہ عنہم کے فیصلے :

حسن بصری، ابراہیم نخعی، قتادہ رضی اللہ عنہم سے بسند صحیح مروی ہے کہ یہ حضرات فرماتے تھے ”اگر ناسمج، منکح، منکوحہ میں سے کسی نے بھی تحلیل کی نیت کی تو نکاح درست نہیں اور عورت طلاق دینے والے کے لیے حلال نہ ہوگی اور اگر نکاح علی وجہ التحلیل (یعنی حلالہ کرنے کی غرض سے) ہو گیا تو عورت و مرد کے درمیان تفریق کر دی جائے گی۔ نیز منقول ہے کہ ایک بار حسن بصری سے حلالہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا: ”اللہ کی حدود کی آگ کی میخ نہ بن“ اور فرمایا: ”مسلمان حلالہ کرنے والے کو تیس (یعنی جفتی کرانے کا ساندھ، بھینسا، بکرا، وغیرہ) کہتے تھے۔“

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ حلالہ کرنے والے کو ملعون کہتے تھے، اور سعید بن مسیب اور امام طاؤس بھی۔ اور امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”اگر زوج ثانی سے زوج اول کے لیے عورت کے حلال ہو جانے کی نیت سے نکاح کیا ہے تو نکاح فاسد قائل فسخ ہے اور شوہر پر مقررہ واجب ہو گا اور اگر زوج ثانی سے ہم بستری بھی ہو چکی ہو، تب بھی پہلے شوہر کے لیے عورت حلال نہ ہوگی۔“

اور مؤطا امام مالک میں ہے کہ :

”دونوں کے درمیان ہر حال میں تفریق کر دی جائے گی“ اور محشی کہتے ہیں :

”یعنی اگر یہ عزم و ارادہ ہو کہ وطی (جملع) کے بعد طلاق دے دے گا تو وہ عقد ہی فاسد ہو جائے گا اور اگر طلاق دینے کی شرط لگا دی تو پھر بالادوی وہ نکاح فاسد ہے اور امام احمد رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے۔“

(عبد الرزاق) عطاء رضی اللہ عنہ تابعی سے سوال ہوتا ہے کہ ”عمداً حلالہ کرنے والے پر کوئی سزا ہے؟“ آپ نے فرمایا: ”انی لأزنی فیہ اذنب“ ”میرے خیال سے تو اسے سزا دینی چاہئے“ پھر فرمایا :

”اگر سب نے اسی پر اتفاق کر کے اسے طے کر لیا ہے تو سب گنہگار ہیں گو انہوں نے نکاح میں مہر بڑا باندھا ہو۔ قتادہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے کہ: ”اس حلالہ سے عورت حلال نہیں ہوتی۔“ عطاء رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہے کہ: ”اگر حلالہ کے بعد اصل میاں بیوی مل گئے ہیں تو ان میں

حلالہ کے چہرہ

پھر سے جدائی کرادی جائے

ارادے سے ہی..... :

امام حسن بصری فرماتے ہیں : ”تینوں میں سے کسی ایک نے نکاح حلالہ کا ارادہ کیا تو دونوں نکاح شرعاً باطل ہیں۔“

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا جاتا ہے کہ : ”عورت کو معلوم بھی نہ ہو اور کوئی شخص اس ارادے سے اس سے نکاح کر لے۔“ تو آپ نے فرمایا : ”نار جنم سے داغنے کا آلہ نہ بن، اللہ سے ڈر، اللہ کی حدوں کو نہ توڑ۔“

امام مالک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما :

امام مالک بن انس، امام لیث بن سعد، امام سفیان ثوری، امام ابو عبیدہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم سب کا یہی مذہب ہے۔ بلکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں : ”ان دونوں میں فرقت کرادی جائے گی، یہ نکاح فسخ کر دیا جائے گا اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : ”اس ارادے سے نکاح کرنے والا ملعون ہے۔ ایسے نکاح سے یہ عورت اس کے اگلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہونے والی۔“ امام ابو ایوب، امام ابن شیبہ رحمۃ اللہ علیہما وغیرہ کا بھی یہی قول ہے۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ ”اعلام الموقعین“ اور دیگر کتابوں میں ذکر کرتے ہیں کہ ”حلالہ کا نکاح کسی ملت میں مباح نہیں تھا۔ نہ یہ مباح ہے نہ آئندہ مباح ہوگا اور نکاح حلالہ نہ کسی صحابی نے کیا اور نہ ہی اس کا فتویٰ دیا، افسوس ہے کہ اس زمانہ کے نام نہاد مسلمانوں پر یہ لوگ حلالہ کا نکاح کرتے اور کراتے ہیں اور وہ عورت جو نکاح حلالہ کرتی ہے، گویا یہ عورت دو آدمیوں سے زنا کراتی ہے، ایک حلالہ کرنے والے سے دوسرے پھر اپنے پہلے خاوند سے۔“ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”کتاب الکبائر“ میں اس مسئلہ کے متعلق ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک لمبا فتویٰ نقل کیا ہے۔

امام ابراہیم نخعی فرماتے ہیں : ”اگر پہلا خاوند یا دوسرا خاوند یا عورت تینوں میں سے کسی ایک کی نیت حلالے کی ہو تو دوسرے کا نکاح باطل ہے اور وہ عورت پہلے خاوند کے لیے ہرگز حلال نہیں، زوج ازل کے لیے اس عورت سے نکاح کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔“

حلالہ کر چھو۔

اگر نکاح کر بھی لیا تو یہ زنا کاری میں شمار ہوگا۔ شرعی نکاح ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اسلام میں اس طرح کے نکاح کا ثبوت نہیں ملتا۔“

”متعہ کی طرح حرام ہے“ امام شافعی رحمہ اللہ کا فیصلہ :

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : ”جب نکاح میں حلالہ کرنے کی شرط لگا دی گئی تو نکاح باطل ہو گیا کیونکہ اس نکاح میں ایسی شرط ہے جو نکاح کو بے مقصد بنا دیتی ہے۔ جس طرح نکاح متعہ حرام ہے اسی طرح نکاح حلالہ بھی حرام ہے“ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو کسی عورت سے شادی کرے اور اس کے جی میں یہ ہو کہ پہلے خاوند کے لیے اسے حلال کرے گا اور وہ عورت اسے نہ جانتی ہو تو آپ نے جواب دیا : ”وہ حلالہ کرنے والا ہے اور اگر اس نے حلالہ کرنے کا ارادہ کیا تو وہ ملعون انسان ہے۔“

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا فیصلہ :

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس موضوع پر سیر حاصل علمی بحث کی ہے اور حلالہ کے لیے اختیار کیے جانے والے حیلوں کا بھی رد کیا ہے۔ جس کا ذکر ان کے مشہور فتاویٰ ابن تیمیہ کی جلد نمبر 3 میں ملتا ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

”نبی اکرم ﷺ کے دور اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں اس نکاح تحلیل (کہ عورت کو پہلے مرد کے لیے حلال کرنے کی غرض سے عارضی و مشروط اور موقت نکاح رچانے) کا کوئی وجود نہ تھا۔ اور نہ ہی یہ ثابت ہے کہ ان پاکیزہ ہستیوں میں سے کسی نے نکاح تحلیل کے ساتھ کسی عورت کو اس کے پہلے خاوند کی طرف لوٹایا..... بلکہ یہ خفیہ طور پر کیا جاتا تھا اس لیے نبی کریم ﷺ نے حلالہ کرنے اور جس کے لیے کیا جا رہا ہے ان دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔“

مزید وضاحت کرتے ہیں :

جب سود کا معاملہ آتا ہے تو اس میں سود کھانے والے، کھلانے والے، اس پر بننے والے دونوں گواہوں اور اس سودی کاروبار کے لکھنے والے پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت اور پھٹکار ہے۔ لیکن جب حلالہ ایسے ملعون کام کا تذکرہ ہوتا ہے تو آپ صرف حلالہ کرنے والے

اور جس کیلئے کیا جا رہا ہے کو اللہ تعالیٰ کی لعنت و پھٹکار کا مستحق سمجھتے ہیں۔ اس میں گواہوں اور حلالہ کا معاملہ لکھنے والے شخص پر کیوں لعنت وارد نہیں؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں خاوند دخول سے پہلے پہلے حق مراد کر دیا کرتا تھا یوں اسے عقد نکاح میں لکھنے کی نوبت ہی نہ آتی تھی۔ (باقی رہا حلالے ایسا کیمینہ کام) تو اس میں حلالہ کرنے والا اور جس کے لیے کیا جا رہا ہے دونوں اس رذیل کام کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ عورت (جسے حلالہ کی چھری سے ذبح کرنا ہوتا ہے) اس سے اولیاء اور دیگر گواہان کو اس طے کیے جانے والے معاملہ کا پہلے کوئی پتہ تک نہیں ہوتا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے محلل (حلالہ کرنے والا) اور محلل لہ (جس کے لیے اس عورت کو حلال کیا جا رہا ہے) کو لعنت کا مستحق ٹھہرایا ہے چونکہ دونوں اللہ کی حدود کو توڑتے ہوئے ایک حرام کام کا ارتکاب کرتے ہیں تو دونوں ہی مجرم ہیں.....

”مکاری اور دھوکے بازی کا نکاح ہے“ امام ابو حنیفہؒ کے استاد کا فتویٰ :

امام ابو حنیفہؒ کے استاذ امام ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں :
 ”اگلے خاوند کی“ نئے نکاح کرنے والے کی یا عورت کی اگر نیت حلالہ کی ہے تو یہ نکاح باطل ہے اور پہلے خاوند کے لیے یہ عورت حلال نہ ہوگی۔“ مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ :
 ”نکاح کسی مکاری اور دھوکے بازی کا نہ ہو۔“ امام شعبیؒ تو اس مسئلہ میں اتنا پر زور فتویٰ دیتے ہیں کہ اگر بوقت نکاح یہ ارادہ نہ بھی ہو لیکن بوقت طلاق اگر یہ ارادہ ہو تو بھی جائز نہیں۔ عطاء تابعیؒ سے پوچھا جاتا ہے کہ ”کسی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں پوری کر دیں اس کے بعد کسی شخص کو اس پر رحم آیا اور اس کے مشورے کے بغیر اس کے کسے بغیر اس نے اس عورت سے نکاح کر لیا کہ پھر طلاق دے دوں گا“ تاکہ یہ پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جائے، تو کیا یہ ہو سکتا ہے؟“ آپ نے فرمایا : ”اِنْ كَانَ فَرَّوْخَهَا لَيْلَهَا لَمْ يَحِلَّ لَهٗ“ کہ اس صورت میں حرام ہی ہے حلال نہ ہوگی۔ جابر بن زیدؒ فرماتے ہیں کہ : ”اگر کسی نے اس ارادے کو دل میں رکھ کر نکاح کیا ہے گواگلے خاوند کو خبر بھی نہ ہو۔ تاہم یہ ٹھیک نہیں اس سے اگلے خاوند کو پھر اس عورت سے نکاح کرنا ہرگز حلال نہ ہو گا۔“

”عورت حلال نہیں ہوتی“ امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں کا فیصلہ :

امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد قاضی ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک علی وجہ التحلیل (یعنی کسی شخص سے تھوڑی مدت کے لیے صرف اس لیے عورت کا نکاح کر دیا جائے کہ وہ پہلے طلاق دینے والے خاوند کے لیے اس طرح حلال ہو جائے گی) کیے ہوئے نکاح سے عورت پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہوتی۔“ (ماواظہ ہو ہدایہ 2/4000 کتب الطلاق)

فقہ حنفی اور علمائے احناف کے فیصلے

کتب فقہ ہدایہ ج 2 ص 380 و مختار شامی ج 2 ص 540، کنز الدقائق بحر الرائق (ج 4 ص 58) شرح وقایہ مع حاشیہ عمدۃ الرعاۃ (ج 2 ص 18) وغیرہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے، ان کتابوں میں نکاح کی مذکورہ بالا صورت یعنی نکاح بشرط طلاق و تحلیل کو مکروہ تحریمی..... (مکروہ تحریمی) لکھا ہے، اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ یہ صورت عملاً حرام ہے۔ نیز شامی وغیرہ میں یہ بھی وضاحت و صراحت ہے کہ یہ فعل نہ صرف دوسرے خاوند کے لیے حرام ہے بلکہ پہلے خاوند اور عورت کے لیے جن کی خاطر یہ سب کیا جا رہا ہے ایسا کرنا حرام ہے۔

”نکاح موقت متعہ ہے“ امام ابن الہمام حنفیؒ کا فتویٰ :

شرح ہدایہ علامہ ابن الہمام امام ابو یوسف کے قول اور ان کی دلیل کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

نکاح موقت محدود وقت کے لیے نکاح معنا متعہ بلکہ متعہ (بی) ہے، اگر یہ نکاح بشرط طلاق و تحلیل صحیح ہوتا تو اس پر لغت نہ کی گئی ہوتی، اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جسے امام حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور مسئلہ بالا طریقہ نکاح تو ہم (یعنی صحابہ کرامؓ) رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اسے زنا شمار کرتے تھے۔ (فتح القدیر شرح ہدایہ ج 4 ص 35)

”یہ بے غیرتی ہے“ امام بدر دین حنفی کا فیصلہ :

امام بدر دین العینی اپنی کتاب البیانہ شرح الہدایہ میں حلالہ کے مستوجب لعنت ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

”عورت کو حلال کرنا کی غرض سے عارضی خاوند کا اہتمام کرنا عصمت وری ہے اور یہ عارضی خاوند ایسے ہی ہے جیسے جائدار مادہ پر کسی دوسرے کے ترک عاریتاً لا کر چڑھا دیا جائے اور یہ بڑی گھٹیا حرکت ہے اور یہ اس لیے ہے کہ وہ عورت پہلے کے لیے حلال ہو جائے اور یہ بے غیرتی ہے۔“

قریباً ہی الفاظ ملا علی قاری حنفی اپنی کتاب مرقاة شرح مشکوٰۃ جلد 7 ص 443 پر تحریر کرتے ہیں۔ یعنی محفل سے مراد وہ شخص ہے جو مطلقہ ثلاثہ کے ساتھ اس لیے نکاح کرے تاکہ وہ عورت پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جائے اور حدیث شریف میں ہے کہ حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے ان دونوں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔

”کرائے کا ٹٹو ہے“ مولانا احمد سعید دہلوی کا فیصلہ :

مشہور حنفی عالم مولانا احمد سعید دہلوی سورہ بقرہ کی آیت 230 کی تفسیر میں لکھتے ہیں :

”نبی کریم ﷺ نے حلالہ کرنے والے شوہر کو ((النِّسِیْنِ الْمُسْتَعَاذِ)) فرمایا ہے یعنی مستعار ساندھ، امام احمد اور ترمذی نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے : ”نبی کریم ﷺ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ لعنت کرے اس پر جو حلالہ کرے اور اس پر جس کے لیے حلالہ کرایا جائے۔“

”دونوں لعنتی ہیں“ مولانا عبدالحق حقانی :

مولانا عبدالحق حقانی جو احناف کے بہت بڑے عالم دین ہیں، اپنی مشہور تفسیر، تفسیر حقانی میں سورہ بقرہ آیت 230 کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :

”اللہ تعالیٰ اس آیت میں طلاق کے متعلق پانچواں حکم بیان فرماتے ہیں، وہ یہ کہ اگر اس نے تیسری طلاق بھی دے دی تو اب رجوع کرنے کا حق اول خاوند کو باقی نہ رہا، بالکل اس کے اختیار سے باہر ہو گئی۔ اب جو یہ شخص اس عورت سے ملاپ کرنا چاہے تو اس کو یہ

اس وقت حلال ہوگی کہ جب کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے گی اور وہ اس سے صحبت کر کے طلاق دیوے۔ سو اب اگر ان کو یہ گمان ہو کہ ہم باہم سلوک و محبت سے گزران کریں گے اور حقوق زوجیت پر قائم رہیں گے تب رجوع کرنا یعنی بعد عدت کے پھر نکاح کرنا درست ہے مگر یہ شخص جس سے کہ حلالہ کے لیے نکاح ہوا ہے شرط نہ کرے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی صورت میں دونوں پر لعنت کی ہے۔ بلکہ اس شخص کو اختیار ہے طلاق دے یا نہ دے اس میں ”سر“ یہ ہے تاکہ خاوند اول تین طلاق دینے کی پوری سزا پا کر پھر کبھی ایسی لغو حرکت کا قصد نہ کرے۔“

(1) اخبار المبعیۃ 16 دسمبر 1931 (2) کفایت المفتی جلد 6 : ص 361، 362

”گناہ‘ حرام اور لعنت ہے“ مولانا اشرف علی تھانوی کا فیصلہ :

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ اپنی مشہور تصنیف بہشتی زیور میں لکھتے ہیں :
”اب اگر دوسرے مرد سے اس شرط پر نکاح ہوا کہ صحبت کر کے چھوڑ دے گا تو اس شرط اور اقرار کر لینے کا کچھ اعتبار نہیں۔ اس دوسرے شوہر کو اختیار ہے چھوڑ دے یا نہ چھوڑ دے اور یہ اقرار یعنی چھوڑنے کی شرط و اقرار کر کے نکاح کرنا بہت گناہ اور حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت ہوتی ہے۔“ (بہشتی زیور حصہ چہارم ص 20)

”میاں بیوی راضی ہوں تو تب بھی نکاح نہیں کر سکتے“ مفتی شفیع :

علماء دیوبند کے مشہور عالم مفتی محمد شفیع فرماتے ہیں :
”اگر اس شخص نے تیسری طلاق بھی دے ڈالی جو شرعاً پسندیدہ نہ تھی تو اب نکاح کا معاملہ بالکل ختم ہو گیا، اس کو رجوع کرنے کا کوئی اختیار نہ رہا اور چونکہ اس نے شرعی حدود سے تجاوز کیا کہ بلاوجہ تیسری طلاق دے دی تو اس کی سزا یہ ہے کہ اب اگر یہ دونوں راضی ہو کر پھر آپس میں نکاح کرنا چاہیں تو وہ بھی نہیں کر سکتے۔ اب ان کے آپس میں دوبارہ نکاح کے لیے شرط یہ ہے کہ یہ عورت (عدت طلاق پوری کر کے) کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اور حقوق زوجیت ادا کر کے دوسرے شوہر کے ساتھ رہے، پھر اگر اتفاق سے وہ دوسرا شوہر بھی طلاق دے دے (یا مرجائے) تو اس کی عدت پوری کرنے کے بعد پہلے شوہر سے نکاح

ہو سکتا ہے، آیت کے آخری جملے کا یہی مطلب ہے۔“

(معارف القرآن جلد اول : ص 558، 559)

”ایسا کرنے والا مجرم ہے“ مولانا حفظ الرحمن قاسمی کا فیصلہ :

مولانا حفظ الرحمن قاسمی دیوبندی (فاضل دیوبند) اپنے مقالہ ”تطبيقات ثلاثہ کا مسئلہ“ میں مسئلہ مذکورہ کے متعلق لکھتے ہیں :

”جب وہ دینی ناواقفیت اور جذبات کی شدت سے مجبور ہو کر تین طلاق دیتے ہیں تو صحیح حکم کے ظاہر ہونے کے بعد سخت تاؤم ہوتے ہیں اور دنیا بھر کی حیلہ جوئی اور چارہ گری تلاش کرتے ہیں، ایسی غلط تدبیریں اختیار کرتے ہیں کہ وہ عورت اس کے نکاح میں بغیر تحلیل کے آجائے یا باقی رہ جائے۔ اس سے متعدد خرابیاں رونما ہوتی ہیں۔ اگر طلاق دینے والا خفی مسلک رکھتا ہے اور اسی پر قائم رہنا چاہتا ہے تو لامحالہ تحلیل کی شکل اختیار کرتا ہے، شرط باندھ کر دوسرے سے نکاح کرتا ہے کہ تم کل طلاق دے دینا، اس طرح وہ شریعت کے نزدیک مجرم ٹھہرتا ہے۔

ہمارے ائمہ میں سے صرف ابو حنیفہ کے نزدیک حلی (حلالہ نکالنے) سے بیوی زوجِ اول کے لیے حلال ہوتی ہے، ورنہ امام محمد و ابو یوسف کے نزدیک دیگر ائمہ کی طرح علی وجہ التحلیل کیا ہوا نکاح غلط ہے اور اس سے عورت زوجِ اول کے لیے حلال نہیں ہوتی۔ ویسے خود امام صاحب بھی تحلیل کو مکروہ تحریمی قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ہدایہ جلد 1 صفحہ 673 میں ہے۔ مؤطا امام مالک کے حاشیہ میں ہے، امام شافعی و ابو یوسف کا کہنا ہے کہ : ”اگر اس شرط پر نکاح کیا گیا کہ ہم بستر کے بعد اس عورت کو طلاق دے دی جائے تو نکاح باطل ہے۔“

بریلوی مکتبہ فکر

”کتاب اللہ کے ساتھ کھیلنا ہے“ پیر کرم شاہ بھیرودی کا موقف :

پیر صاحب بریلوی مسلک کے ترجمان اور مشہور عالم ہیں۔ وہ حلالہ کے مسئلہ پر بحث

کرتے ہوئے اپنا موقف یوں پیش کرتے ہیں :

”لوگوں میں شرعی اداکام کے ظلم کا فقدان ہے۔ انہیں یہ پتہ ہی نہیں کہ تین طلاقیں ایک ساتھ دینا کتنا بڑا جرم ہے۔ یہ ”تلعب بکتاب اللہ“ کے مترادف ہے۔ وہ غیظ و غضب کی حالت میں منہ سے بک جاتے ہیں۔ انہیں تب ہوش آتا ہے کہ جب انہیں بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے ایک جنبش لب سے اپنے گھر کو برباد کر دیا۔ اس کی رفیقہ حیات اور اس کے ننھے بچوں کی ماں اس پر قطعی حرام ہو گئی، اس کی نظروں میں دنیا تاریک ہو جاتی ہے، یہ ناگمانی مصیبت اس کے لیے ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ پھر وہ علماء صاحبان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں جو باسثناء چند حضرات بڑی معصومیت سے انہیں حلالہ کا دروازہ دکھاتے ہیں۔ اس وقت انہیں اپنے غیور رسول ﷺ کی یہ حدیث فراموش ہو جاتی ہے : (اَللّٰهُ الْمُحْضِلُ وَالْمُخْلِلُ) حلالہ کرنے والے پر بھی اللہ کی لعنت اور جس (بے غیرت) کے لیے حلالہ کیا جائے اس پر بھی اللہ کی لعنت۔ ان علماء ذی شان کے بتائے ہوئے حل کو اگر کوئی بد نصیب قبول کر لیتا ہو گا تو اسلام اپنے کرم فرماؤں کی ستم ظریفی پر چیخ اٹھتا ہو گا۔“

(مجموعہ مقالات عصیہ : ص 243)

یہی موقف انہوں نے اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں اختیار کیا ہے۔

”باعث صد نفرین صورت ہے“ پیر کرم شاہ الازہری کا فیصلہ :

بریلوی مکتب فکر کے چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت پیر کرم شاہ الازہری ضیاء القرآن 153/1'159/1 حاشیہ نمبر 298 پر ﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا.....﴾ کے تحت رقمطراز ہیں :

”یہاں سے تیسری طلاق اور اس کے حکم کا بیان ہے۔ یعنی اگر تیسری طلاق بھی اس نے دے دی تو اب جب تک وہ کسی دوسرے خاوند سے بالکل اسی طرح بسنے کی نیت سے نکاح نہ کرے جیسے اس نے پہلے خاوند کے ساتھ کیا تھا، پھر وہ دوسرا خاوند ہم بستری کرنے کے بعد کچھ مدت گزرنے پر اپنی مرضی سے اسے طلاق نہ دے دے۔ اس وقت تک وہ پہلے خاوند کے نکاح میں نہیں جاسکتی۔ یہ ہے قرآن کریم کا واضح ارشاد جس میں تاویل کی گنجائش نہیں!

آج کل اس کا حل حلالہ کی باعث صد نفرین صورت میں تلاش کر لیا گیا ہے۔ اس کے متعلق نبی کریم ﷺ کا یہ حکم پیش نظر رہے :

”حلالہ کرنے والے پر بھی اللہ کی پھٹکار اور جس (بے غیرت) کے لیے حلالہ کیا جا رہا ہے اس

پر بھی اللہ کی پھکار۔“

مجموعہ مقالاتِ علمیہ جیسی علمی دستاویز میں ان کا ایک فتویٰ بھی شامل ہوا ہے، فرماتے ہیں :
 ”بعض علماء مثلاً ”ابجدیث“ کی رائے یہ ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق سے بھی ایک ہی
 رجعی طلاق واقع ہوتی ہے۔ زمانے کے بدلتے ہوئے حالات میں علمائے ازہر نے بھی اسی بات
 کو ترجیح دی ہے۔ (ص : 244)

پیر صاحب نے باب میں اپنا خیال ظاہر کرنے سے قبل مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر
 دلچسپ علمی بحث کی ہے۔ بالآخر اپنی رائے ان الفاظ میں ظاہر فرمائی ہے :
 ”ناجیز کی ناقص رائے میں بھی بحالات موجودہ علمائے مصر اور علمائے جامعہ ازہر کے فتویٰ کے
 مطابق ہی عمل کرنا بہتر ہے۔“

(مجموعہ مقالاتِ علمیہ : 247)

”بدذوقی اور حرام کاری ہے“ ایچ ایم انصاری کا موقف :

موصوف اس سے قبل جمعیت علمائے پاکستان کے رہنما اور مولانا نورانی و نیازی صاحبان
 کے خاص ساتھی رہ چکے ہیں۔ اس کے بعد وہ تنظیمِ اسلامی کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات بنے۔
 انہوں نے حلالہ کے مسئلہ پر اپنے موقف کو واضح کرتے ہوئے سندھ ہائی کورٹ کے فیصلے پر
 معترض علماء کے موقف کو نامناسب قرار دیتے ہوئے کہا :

”اگر ”حلالے“ کا مقصد طلاق یافتہ عورت کو پہلے خاوند کے لے جائز قرار دلوانا ہے تو
 یہ بات صریح ناجائز، بدذوقی اور حرام کاری کے مترادف ہے۔ اسلام نے تین طلاقیں کے بعد
 مرد پر تدغین لگا کر مطلقہ عورت کو کسی بھی دوسرے شخص سے شادی کا حق دیا ہے۔ دین کے
 احکام کھیل تماشا نہیں، زیر بحث مسئلے میں قرآن کے واضح احکامات کو سیاق و سباق سے الگ
 کر کے غلط انداز میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ طلاق یافتہ عورت کو فطری انداز میں نکاحِ ثانی کے
 بعد خدا نخواستہ دوسری بار طلاق کا صدمہ سہنا پڑے تو اس کے بعد عورت اگر چاہے تو اپنے
 پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے۔ مگر اس کو ”حلالے“ کا نام دینا کسی طرح بھی درست نہیں۔“

(روزنامہ صداقت لاہور، 10 جنوری 1996ء)

جماعت اسلامی

”سازشی نکاح ہے“ مولانا مودودی مرحوم کا فیصلہ :

جماعت اسلامی کے مؤسس اور مشہور عالم دین مولانا مودودی مرحوم اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں :

”احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص محض اپنی مطلقہ بیوی کو اپنے لیے حلال کرنے کی خاطر کسی سے سازش کے طور پر اس کا نکاح کرائے اور پہلے سے یہ طے کرے کہ وہ نکاح کے بعد اسے طلاق دے دے گا، تو یہ سراسر ناجائز فعل ہے۔ ایسا نکاح، نکاح نہ ہو گا بلکہ محض ایک بدکاری ہوگی اور ایسے سازشی نکاح و طلاق سے عورت ہرگز اپنے سابق شوہر کے لیے حلال نہ ہوگی۔ سیدنا علی اور ابن مسعود اور ابو ہریرہ اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم کی متفقہ روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس طریقہ سے حلالہ کرنے اور کرانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔“

”متعہ کی طرح حرام ہے“ مولانا امین احسن اصلاحی مرحوم کا فیصلہ :

عصر حاضر کے مشہور عالم اور مفسر اور مولانا مودودی مرحوم رحمہ اللہ کے ساتھی مولانا امین احسن اصلاحی اپنی تفسیر تدر قرآن میں لکھتے ہیں :

”اصل یہ ہے کہ لفظ نکاح شریعت اسلامی کی ایک معروف اصطلاح ہے جس کا اطلاق ایک عورت اور مرد کے اس ازدواجی معاہدہ پر ہوتا ہے جو زندگی بھر کے نباہ کے ارادے کے ساتھ زن و شوہر کی زندگی گزارنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ اگر یہ ارادہ کسی نکاح کے اندر نہیں پایا جاتا تو وہ فی الحقیقت نکاح ہی نہیں ہے بلکہ وہ ایک سازش ہے جو ایک عورت اور ایک مرد نے باہم مل کر کر لی ہے۔ نکاح کے ساتھ شریعت نے طلاق کی جو گنجائش رکھی ہے تو وہ اصل اسکیم کا کوئی جزو نہیں ہے بلکہ یہ کسی ناگہانی افتاد کے پیش آ جانے کا ایک مجبورانہ مداوا ہے۔ اس وجہ سے نکاح کی اصل فطرت یہی ہے کہ وہ زندگی بھر کے سنجوگ کے ارادے کے ساتھ عمل میں آئے۔ اور متعہ اسلام میں قطعی حرام ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اس نیت سے

کسی عورت سے نکاح کرے کہ اس نکاح کے بعد طلاق دے کر وہ اس عورت کو اس کے پہلے شوہر کے لیے جائز ہونے کا حیلہ فراہم کرے تو شریعت کی اصطلاح میں یہ حلالہ ہے اور یہ بھی اسلام میں متعہ ہی کی طرح حرام ہے۔ جو شخص کسی کی مقصد برآری کے لیے یہ ذیل کام کرتا ہے وہ درحقیقت ایک قرم ساق یا بھڑوے یا جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کرایہ کے سائڈھ کارول ادا کرتا ہے اور ایسا کرنے والے اور ایسا کرانے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔

”متعہ سے بھی بدتر ہے“ مفتی محمد عبدہ کا فیصلہ :

عالم اسلام کے مشہور مفکر اور عالم دین مفتی محمد عبدہ مصری رقمطراز ہیں:

”إِنَّ نِكَاحَ التَّحْلِيلِ شَرٌّ مِنَ الْمُتْعَةِ وَأَشَدُّ فَسَادًا وَعَارًا۔“

”نکاح حلالہ متعہ سے بھی بدتر ہے اور زیادہ فساد و ننگ کا باعث ہے۔“

تنظیم اسلامی پاکستان

”دونوں لعنتی ہیں“ جناب ڈاکٹر اسرار احمد کا فیصلہ :

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے اس مسئلہ میں اپنا موقف واضح کرتے ہوئے کہا کہ :

”حلالہ نہ قرآن و سنت سے ثابت ہے اور نہ ہی فقہائے اُمت نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ حدیث نبوی کی رو سے حلالہ کرانے والا اور کرنے والا دونوں لعنتی ہیں۔ مسجد دارالعلوم باغ جناح میں نماز جمعہ سے قبل ”اجتاد کا طریق کار“ کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قرآن و حدیث سے حلالہ کا کوئی جواز ثابت نہیں جبکہ پانچویں صدی تک فقہاء کی متفقہ رائے حلالہ کے عدم جواز پر ہی مبنی ہے۔ تین طلاقیں بیک وقت دی جائیں یا الگ الگ مواقع پر اس سے حلالے کا کوئی تعلق نہیں۔“

(روزنامہ نوائے وقت لاہور : 13 جنوری 1996ء)

شیعہ مکتبہ فکر کا موقف

”یہ دیوانے ہیں“ جناب شاہد نقوی :

اس سلسلہ میں ہم شیعہ مکتبہ فکر کے عالم جناب شاہد نقوی کا موقف آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔ جو شیعہ مکتبہ فکر کے ہی ترجمان ماہنامہ العارف لاہور میں شائع ہوا۔ حلالہ کے متعلق اپنا موقف واضح کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں :

”مذہب امامیہ کی رو سے حلالہ کی نوبت ہی نہیں آتی۔ اس لیے کہ کوئی دیوانہ مرد ہی ایسا ہوگا جو وقفہ وقفہ سے طلاق دے کر اور طلاق مؤثر ہونے کے بعد عقد جدید کرتا رہا ہو۔ اور تیسری مرتبہ یعنی طلاق بائن کے بعد بھی وہ اس عورت کا خواستگار رہے اور انتظار کرے کہ : ”دوسرا شخص اس عورت سے شادی کرے اور جب وہ اپنی مرضی سے طلاق دے گا تو پھر اس سے شادی کرے اور اسی طرح کوئی دیوانی عورت ہی ایسی ہوگی جو اس قسم کے شوہر کی زوجیت سے خارج ہونے کے بعد پھر اپنے اختیار سے اس جیسے شخص سے عقد جدید کرتی رہے۔ اور طلاق بائن کے بعد کسی دوسرے شخص سے شادی کرنے کے بعد اس سے بھی طلاق لے کر اپنے پہلے خاوند سے شادی کرے۔“ (ماہنامہ العارف فروری 1996ء)

مذکورہ بالا احادیث اصحاب رسول تابعین و تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین، محدثین اور مختلف مکتبہ ہائے فکر کے علماء کی صراحت سے واضح ہو گیا کہ ایک مجلس کی تین اکٹھی طلاقیں ایک ہی طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اور اسے تین طلاقیں شمار کر کے حلالہ کروانے کا فتویٰ دینا قرآن و حدیث اور آثارِ صحابہ کے خلاف ہے اور سراسر بے غیرتی اور حیا سوزی پر مبنی ہے۔ دین اسلام میں حلالہ جیسے لعنتی عمل کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

ادارہ دارالدعوة السلفیہ لاہور نے کچھ عرصہ قبل ”مجموعہ مقالات علمیہ“ کے نام سے ایک اہم دستاویزی کتاب شائع کی جو بلاشبہ ایک عظیم اور اہم دستاویز ہے جس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بیک وقت کی تین طلاق کے زیر عنوان پوری دنیا کی تقلیدی سوچ تیزی سے تبدیل ہو رہی ہے اور اس بارے میں اسلامی دنیا کے اندر اتنی زیادہ پیش رفت ہو چکی ہے کہ اب کسی بھی منصف مزاج غیر متعصب اور نیک دل مسلمان کو اپنے جامد اور بے جان

تقلیدی ذہن کو حدیث رسول پاک ﷺ کے مطابق تبدیل کرنے میں کوئی مشکل باقی نہیں رہی۔

مصری حکومت کا فیصلہ :

اس دستاویز کے بموجب سب سے پہلے 1929ء میں حکومت مصر نے جامعہ ازہر کے علماء کے فتویٰ کی روشنی میں بیک وقت وی گئی تین طلاقوں کو ایک باقاعدہ قانون کے ذریعہ ایک رجعی طلاق قرار دے دیا اور پوری جرأت سے جلد سوچ کی ہولناک حکمتوں میں ایک ایسا مینارہ نور تعمیر کر دیا جسے بجا طور پر حکومت مصر کا شرف ہی کہا جائے گا۔

دوسرے مسلم ممالک کا فیصلہ :

1929ء میں جب حکومت مصر نے ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک رجعی طلاق قرار دے کر اپنی تقلیدی سوچ کو اجتہاد کے تابع کر دیا تو حکومت مصر کے اس اقدام سے جیسے پوری اسلامی دنیا میں بھونچال کی سی صورت پیدا ہو گئی اور بڑے بڑے جلد تقلیدی ذہن بھی اپنے مقام سے ہل گئے۔

☆ اسی دستاویز کے بموجب مصر کے بعد 1935ء میں حکومت سوڈان نے بھی ایک قانون کے ذریعہ مصری حکومت کی تائید کر دی۔

☆ 1951ء میں حکومت اردن نے اپنے ہاں یہ قانون رائج کر دیا۔

☆ 1952ء میں حکومت شام نے

☆ 1958ء میں مراکش نے

☆ 1959ء میں عراق نے اور

☆ 1961ء میں حکومت پاکستان نے بھی اپنے ہاں یہ قانون نافذ کر دیا۔

نکاح صحیح لیکن نکاح کرنے والے گنہگار :

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب یہ مؤقف کہ : ”شرط فاسد ہے لیکن نکاح صحیح ہے اور زوج ازل کے لیے حلال ہو سکتی ہے“ حدیث کے خلاف غلط اور باطل ہے اس کے لیے کوئی بھی شرعی دلیل موجود نہیں۔ جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ امام صاحب کے دونوں شاگردوں

کا موقف بھی امام صاحب کے خلاف ہے۔ صاحبین کے نزدیک حلالے والی عورت پہلے خاوند کی طرف نہیں لوٹ سکتی۔ مولوی صدیق ہزاروی نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف صحیح ثابت کرنے کے لیے یہ دلیل پیش کی :

”آیت کریمہ میں دوسرے آدمی کو محلل قرار دیا گیا ہے۔ اب اگر اس کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور پھر طلاق کی صورت میں عورت پہلے خاوند کے لیے حلال قرار نہ پائے تو اس کو محلل کہنے کا کوئی مقصد نہیں رہتا۔ یہ نکاح صحیح ہوگا البتہ یہ لوگ گناہ گار ہوں گے۔“

حقیقت یہ ہے کہ اندھی تقلید کی وجہ سے علماء جب جیلوں اور بہانوں کے دروازے کھولنے پر آتے ہیں تو پھر قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ کا حلیہ بگاڑتے ہوئے خوفِ الہی کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ قرآن مجید کی جس آیت کریمہ کی طرف مولوی صدیق ہزاروی نے یہ بات منسوب کی کہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ میں دوسرے آدمی کو محلل کہا ہے۔ اگر اس پر غور کریں تو اس صورت کا زیر بحث مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اور اپنے مضمون میں کئی مفسرین کی تفسیروں کے حوالے سے جو بات درج کی ہے وہ اس صورت میں قطعاً مختلف ہے۔ قرآن مجید کی آیت میں اگر ان کے بقول بشرط تحلیل نکاح کو جائز رکھا گیا ہے تو میرے بھائیو! کیا جائز کام کرنے پر لعنت مرتب ہوتی ہے۔ اور انسان گناہ گار ہوتا ہے۔ جبکہ مولوی صاحب اقراری ہیں کہ : ”نکاح صحیح ہے البتہ ایسا کرنے والے لوگ گناہ گار ہوں گے۔“

ربا حدیث میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دوسرے شخص کو محلل قرار دیا تو یہ اس وجہ سے نہیں کہ اس کے اس غلط فعل کرنے سے وہ عورت کو پہلے خاوند کے لیے حلال کر سکتا ہے۔ بلکہ اس لیے محلل کہا ہے کہ اس نے عورت کو پہلے خاوند کے لیے حلال کرنے کا قصد کیا ہے اور یہی وجہ ہے اسے محلل کہنے کی۔ یہی معنی اوپر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بیان کردہ احادیث میں ہے۔ اس بات کو سمجھانے کے لیے میں آیت قرآن کریم پیش کرتا ہوں۔ غور کیجئے :

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿ إِنَّمَا النَّسَبُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحَلِّتُونَ عَمَّا وَ

يُحَرِّمُونَ عَمَّا ۖ (آلۃ النورہ ۶ - ۷)]

”مہینے کا آگے پیچھے کرنا کفر میں زیادتی ہے۔ کافر اس وجہ سے گمراہ ہوتے ہیں۔ ایک سال تو

اس مہینہ میں لڑنا حلال کر لیتے ہیں اور ایک سال اس میں لڑنا حرام کرتے ہیں۔“
اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو ﴿مُجَلَّنُونَ﴾ اور ﴿مُحَرَّمُونَ﴾ قرار دیا ہے، تو کیا کفار کے یہ فعل کرنے سے واقعی حلت و حرمت ثابت ہو جاتی تھی یا کہ ان کے زعم باطل میں یہ حلال و حرام سمجھے جاتے تھے؟ جس طرح کفار کو حلال کرنے والے اور حرام کرنے والے کہنے سے کسی چیز کی حلت و حرمت ثابت نہیں ہوتی بلکہ کفر کا غلط مقصد و ارادہ ہی مراد ہوتا ہے، اسی طرح حلالہ کرنے والے کو محلل کہہ دینے سے عورت پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہوتی بلکہ اس بنا پر اسے محلل کہا کہ اس نے اسے حلال کرنے کا ارادہ و قصد کیا ہے۔ یہی مفہوم ائمہ لغت اور شارحین حدیث نے بیان کیا ہے۔ النہایہ فی غریب الحدیث والاثر ص 431/1 پر ہے :

”اس کو محلل اس لیے کہا گیا کہ اس نے حلال کرنے کا قصد کیا ہے جیسا کہ سودا خریدنے کا ارادہ کرنے والے کو مشتری کہا جاتا ہے۔“

یہی معنی امام بغوی نے شرح السنہ 101/9 پر لکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

”جس شخص نے قرآن مجید کی حرام کردہ اشیاء کو حلال گردانا، وہ قرآن پر ایمان نہیں لایا۔“

(ترمذی باب فغائل قرآن)

اس حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے قرآن کی حرام کردہ اشیاء کو حلال کرنے والے کے لیے ”مُتَحَلِّلٌ“ کا لفظ استعمال کیا تو کیا اس کو ”مُتَنَجِّلٌ“ کہہ دینے سے واقعی قرآن مجید کی حرام کردہ اشیاء حلال قرار پائیں گی؟

مندرجہ بالا توضیح سے معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا بیان کیا گیا استدلال لفظ ”محلل“ سے باطل ہے۔

حلالہ کو جائز اور قابل عمل بنانے کا حیلہ اور طریقہ :

بعض حضرات نے حلالہ کو جائز رکھنے کے لیے طرح طرح کے حیلے اور بہانے بنا رکھے

ہیں۔ ملاحظہ کیجئے فقہ حنفی کی کتاب فتاویٰ کبیری اور الکفایہ میں ہے :

”تین طلاقیں کے بعد جب حلالہ کے لیے عورت کا نکاح کسی دوسرے مرد سے کر دیا جائے اور عورت کو یہ ڈر ہو کہ دوسرا خاوند اسے طلاق نہیں دے گا تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ عورت کہے : ”میں نے اپنے آپ کو تیرے نکاح میں اس شرط پر دیا کہ طلاق کا معاملہ

میرے ہاتھ میں ہوگا جب بھی میں چاہوں۔“ تو مرد اس بات کو قبول کرے تو نکاح جائز ہے اور معاملہ عورت کے ہاتھ میں ہوگا۔“

مذکورہ بالا فقہی نکتہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ان بھائیوں کے ہاں جو مرقہ حلالہ ہے۔ اسے یہ بالکل جائز سمجھتے ہیں اور اس بدکاری کو جاری رکھنے کے لیے طرح طرح کی تاویلیں ان کے ہاں فقہ حنفیہ میں موجود ہیں۔ ان بھائیوں کے ہاں تو حلالہ اگر اس غرض سے کیا جائے کہ حلالہ کرنے والا یہ قصد کرے کہ یہ عورت میرے پہلے بھائی کیلئے حلال ہو جائے تو اس کی اس نیت پر اسے آجر ملے گا۔

(ملاحظہ کیجئے فتح القدیر شرح ہدایہ 34/4، البحر الرائق شرح کنز الدقائق 58/4، فتاویٰ شامی 540/2 حاشیہ شرح وقایہ، اردو دان حضرات ملاحظہ کریں، نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ 49/2 اور تقریر ترمذی اردو متحدہ فقہی مثنوی کی جلد سوم 399/3)

حلالہ اور متعہ!!

حلالہ اور متعہ تقریباً دونوں ایک ہی ہیں جیسا کہ امام بغوی نے شرح السنہ 101/9 پر لکھا ہے اور قاضی ابویوسف جو فقہ حنفیہ کے سرماج ہیں۔ ان کے نزدیک حلالہ واقعی نکاح ہے اور فاسد ہے۔ (ملاحظہ کیجئے الجوهرة الثمينة شرح قدوری 129/2، فتح القدیر 34/4، فتاویٰ شامی 540/2 وغیرہ)

فقہ جعفریہ کے نزدیک متعہ بڑی بابرکت چیز ہے اور اس کے بہت سے فضائل ہیں جیسا کہ شیعہ کی تفسیر منہج الصادقین اور برہان المتعہ میں مرقوم ہے کہ:

”ایک بار متعہ کرنے والا سینہ تا حسین علیہ السلام کے درجہ پر و دوبار کرنے والا سینہ تا حسن علیہ السلام کے درجہ پر اور چار بار متعہ کرنے والا نبی ﷺ کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔“ (نحوذ باللہ من ذلک)

اور حنفیہ کے نزدیک پہلے بھائی کے لیے حلال کرنے کی غرض سے۔ یہ تمام دونوں صورتوں میں طے شدہ مدت کے لیے نام نہاد نکاح کیا جاتا ہے اور دونوں صورتوں میں بدکاری کو خوب فروغ ملتا ہے۔

منعمہ کا ذکر قرآن میں ہے 'اس سے پیدا ہونیوالا بچہ پاکباز ہوتا ہے: علامہ ساجد نقوی

مجموعہ کی کتاب قانون و عدالت کی تیس سوڑتوں اور ان میں اس کی جملہ تہماتیں لکھیں گے۔

جو شخص حد کو جائز قرار دیتا ہے وہ اسلام دشمن ہے اور لاشی کو فواحش قرار دیتا ہے: اہل خانہ

بسم الله الرحمن الرحيم

۱۰۔ کے خلاف لکھا جائے کہ جس نے رسوا ملوثی جائے 'تھہ کر نوالے پر مدد ملنے کی جائے: عبدالحق محمد زیدی

479

[illegible]

سیدہ امینہ و خواتین کے نزدیک رہا اور وہ سیدہ کنوینٹ میں رہیں۔

مسلک دینی سے نکل کر جو کوائف ہی اور جان کر کھلے دہلی قرآن

[illegible][illegible]

عجیب ستم ظریفی ہے کہ وہی علماء جو متعہ کے خلاف بڑھ چڑھ کر بیان دیتے ہیں جب حلالہ کہ جس کو علماء نے متعہ کی مانند اور متعہ قرار دیا ہے، کا ذکر آتا ہے دم سادھ لیتے ہیں بلکہ بعض اوقات اس کے دفاع کے لیے کمر کس کر میدان میں نکل آتے ہیں۔ زیر نظر ایک خبر اسی بات کی نشاندہی کر رہی ہے۔ اس خبر میں علامہ ساجد نقوی دعویٰ کر رہے ہیں کہ متعہ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والا بچہ پاکباز ہوتا ہے اور اس کو باقی بچوں کی طرح متعہ کرنے والے کی جائیداد وراثت سے حصہ بھی ملے گا۔

”لعت سے مراد رحمت ہے“ :

رسول اللہ ﷺ سے منسوب ایک اور جھوٹی تاویل :

ان بھائیوں کے حیلوں اور بہانوں کے لیے حلالہ کی تاویل فاسد پر مبنی یہ حوالہ بھی مد نظر رکھیں۔ فقہ حنفیہ کی مشہور درسی کتاب کنز الدقائق کی شرح مستخلص الحقائق ص 126 پر اللہ کے نبی ﷺ کی اس حدیث جس میں آپ نے واضح طور پر فرمایا کہ :

((لَعَنَ اللَّهُ الْمُحْلِلَ وَالْمُحْلِلَ لَهُ.....))

”حلالہ کرنے والے اور کروانے والے دونوں پر اللہ کی لعنت ہو۔“

کی تاویل یہ لکھی گئی ہے کہ :

”وَإِنْ كَانَ يَشْرِبُ التَّحْلِيلَ فَيَحْتَمِلُ أَنْ أَرَادَ بِالْعَنِ الرَّحْمَةَ۔“

(مستخلص الحقائق شرح كنز الدقائق - ص 126)

اگر یہ حدیث ”نکاح بشرط تحلیل کے متعلق ہے تو اس میں اس معنی

کا احتمال ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ”لعت“ کا لفظ بول کر ”رحمت“ فرمادی ہے!!

ان بھائیوں کی اس دیدہ دلیری پر غور کیجئے کہ اللہ کے نبی ﷺ کی طرف سے قرار دی گئی ”لعت“ کو ”رحمت“ میں بدل دیا یعنی حلالہ کرنے والا اور کروانے والا دونوں رحمت کے مستحق ہیں.....! اس منطق کو مان لیا جائے تو پھر اور بھی بہت سے چور دروازے کھل سکتے ہیں۔ مثلاً حدیث میں آتا ہے :

((لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَكْبَلَ الزَّيْتِ وَأُمُوكَلَهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدِيهِ وَقَالَ خُبْرُ

سَوَاءً.)) [مسلمہ 1958]

”رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، کھانے والے، سود لکھنے والے اور اس کے گواہ بننے

والوں پر لعنت کی ہے اور فرمایا (کہ جرم میں) یہ سب برابر (کے شریک) ہیں۔“

سود خور حضرات کہہ سکتے ہیں کہ فقہ حنفی ہمیں سود کھانے کی اجازت دیتی ہے۔ ممکن

ہے اللہ کے نبی ﷺ نے لفظ ”لعت“ کا استعمال کیا ہو اور مراد ”رحمت“ لی ہو۔

((لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْخَمْرِ عَشْرَةَ عَاصِرَ هَاوٍ مُعْتَصِرَ هَاوٍ وَشَارِبَهَا

وَحَامِلَهَا وَالْمُحْمَوْلَةَ إِلَيْهَا وَسَاقِيَهَا وَبَائِعَهَا وَالْمُشْتَرِيَّ لَهَا

وَالْمُشْتَرَى لَهُ)) [ترمذی]

”رسول اللہ ﷺ نے شراب کے بارے میں دس افراد پر لعنت کی ہے۔ شراب پھونکنے (کشید کرنے) والا، پھونکنے (کشید کر دینے) والا، پینے والا، اس کو اٹھانے والا، جس کی طرف اسے اٹھایا جائے۔ شراب پلانے والا، بیچنے والا، اس کو خریدنے والا اور جس کے لیے اس کو خریدا جائے۔“

شرابی حضرات کے لیے ناظر موقعہ ہے کہ کہہ دیں، ممکن ہے اللہ کے نبی ﷺ نے لفظ ”لعنت“ ہی استعمال کیا ہو لیکن مراد ”رحمت“ کی ہو۔ اسی طرح دیگر امور ملعونہ کے بارے میں بھی اس طرح کے احتمالات پیدا کر کے جواز کی گنجائش نکالنے والے نکال سکتے ہیں۔ فقہ حنفیہ میں اس طرح کے بے شمار حیلے موجود ہیں جو مختلف امورِ حرمہ (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے حرام کئے گئے کام) سرانجام دینے کے لیے بڑے معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

آخر میں صرف اتنی عرض ہے کہ ہمارے بعض بھائی یعنی حنفی علماء کتاب و سنت سے کوئی دلیل نہ ہونے کے باوجود صرف اس لیے ایک حرام چیز کو بھی تاویل کر کے حلال کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ ان کی اندھی تقلید کا تقاضا ہے۔ مقلدوں نے اپنے اپنے اماموں کے ناموں پر فرقے کھڑے کر دیئے اور پھر اپنے امام کی ہر بات کو صحیح ثابت کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔۔۔۔۔ حالانکہ یہ نبی ﷺ کا مقام ہے کہ ان کی ہر بات کو صحیح سمجھا جائے، یہ مقام امتیوں کو دینے کا نتیجہ ہے کہ آج ہم خرافات میں ڈوب گئے ہیں اور انہی خرافات کی وجہ سے دشمنانِ اسلام کو مسلمانوں پر طعن کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صرف کتاب و سنت کے روشن اور سیدھے راستے پر چلائے۔ آمین

(آپ کے سوال قرآن و سنت کی روشنی میں : ص 333 تا 339)



حلالہ معروف قانون دانوں کے کٹہرے میں

جنس شفیق محمدی کے بعد اب میں آپ کے سامنے ملک کی بڑی عدالتوں کے مشہور قانون دانوں کی آراء اور موقف رکھتا ہوں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ یہ طبقہ بھی حلالہ جیسے فعل کو شیطنیت و حرام کاری و زناء سے تعبیر کرتا ہے اور اس سے بیزار ہے۔ سب سے پہلے مشیر شرعی عدالت جناب ڈاکٹر اسلم خاکی کا موقف ملاحظہ ہو :

ڈاکٹر اسلم خاکی مشیر وفاقی شرعی عدالت :

وفاقی شرعی عدالت کے فقہی مشیر اور اسلامی قانون کے استاد ڈاکٹر اسلم خاکی نے مسئلہ طلاق و حلالہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ :

”بیک وقت تین طلاق کے بعد رجوع ممکن ہے اور عدت کے بعد بھی بغیر حلالہ کے میاں بیوی دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔ خوشاب کے ایک خاوند کی طرف سے بیک جنبش تین طلاق دیئے اور پھر اسے دوبارہ آباد کرنے کے واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اسلامی قانون اور سنت نبوی ﷺ کے مطابق بیک وقت تین طلاق کا اثر ایک طلاق کے برابر ہوتا ہے جس میں عدت کے دوران خاوند رجوع کر سکتا ہے، جبکہ عدت کے بعد بغیر حلالہ کے ”نکاح جدید“ سے وہ دوبارہ بطور میاں بیوی آباد ہو سکتے ہیں۔ البتہ بعض فقہاء بیک وقت تین طلاقیں کو تین طلاق ہی گردانتے ہیں اور بغیر حلالہ کے بطور میاں بیوی آباد ہونے کو ناجائز

قرار دیتے ہیں اور اس کی بنیاد وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ قرار دیتے ہیں۔ (ڈاکٹر اسلم خاکی نے کہا) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حکم بطور حاکم کے اور تعزیری نوعیت کا تھا نہ کہ دین کا جزو۔ بطور حاکم وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کئی ایسے احکامات جاری کیے جو عارضی نوعیت کے اور سیاسی نکتہ نظر سے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بعد ان سب احکام کی تعمیل نہیں کی گئی۔ کہ جو لوگ کسی وقتی امر کے حکم کو سنت پر دائم فوقیت دیتے ہیں، وہ اسلام کے مزاج سے ناواقف ہیں اور اندھی تقلید کا شکار ہیں۔ ڈاکٹر اسلم خاکی نے علماء کے فتوے پر سخت افسوس کا اظہار کیا ہے جس میں انہوں نے کہا کہ خوشاب کے تین طلاق کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خاوند نے بیک وقت تین طلاق دیں اور بعد میں رجوع کر لیا۔ (ڈاکٹر اسلم خاکی نے کہا) اگر انہوں نے عدت کے بعد رجوع کیا ہے تو بغیر حلالے نکاح کر کے بطور میاں بیوی آباد ہو سکتے ہیں۔“

(روزنامہ خبریں لاہور 7 جولائی 1993ء)

معروف قانون دان و سابق صوبائی وزیر جناب خالد رانجھا :

معروف قانون دان صدر لاہور بار ایسوسی ایشن و سابق صوبائی وزیر ڈاکٹر خالد رانجھا نے

کہا کہ :

”اسلام دین فطرت ہے اور حلالہ انسانی فطرت کے خلاف ہے۔ اسلام میں حلالہ کو پسند نہیں کیا گیا، پاکستان کے عائلی قوانین میں بھی حلالہ ممنوع ہے امت محمدیہ کا ایک بڑا گروپ فقہ جعفریہ حلالہ کو مرے سے تسلیم نہیں کرتا، اس کا مطلب ہے کہ اہمیت حلالہ کے معاملہ میں متفق نہیں۔“

(روزنامہ جنگ لاہور 7 جنوری 1996ء)

سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس جناب نسیم حسن شاہ :

”نوائے وقت“ سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ :

”1961ء کے فیملی لاز آرڈیننس کے تحت حلالہ ضروری نہیں اس قانون کے تحت

طلاق کے بعد حلالہ کے بغیر شادی کی جاسکتی ہے۔“

(روزنامہ نوائے وقت 5 جنوری 1996ء)

جزل نواز بھٹی :

حکومت پنجاب کے سابق اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نواز بھٹی نے کہا کہ :
اسلام میں رشتہ ازدواج کو بہت اہمیت حاصل ہے اور نکاح سے ایک مقدس رشتہ
استوار ہوتا ہے جسے توڑنا کبھی پسندیدہ فعل قرار نہیں دیا گیا۔ اس رشتہ کو صرف شرعی طریقہ
سے ہی توڑا جاسکتا ہے۔ (انہوں نے کہا کہ) مسلم فیملی آرڈیننس نے بڑی واضح دفعات مسیحا کی
ہیں۔ حلالہ کو کبھی بھی احسن فعل قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس کا کوئی قانونی و اخلاقی جواز
نہیں ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 5 جنوری 1996ء)

ماہر قانون جناب ڈاکٹر حمید احمد ایاز :

قانونی و آئینی امور کے ماہر ڈاکٹر حمید احمد ایاز ایڈووکیٹ نے کہا کہ :
حلالہ کے بارے میں جنس شفیق محمدی کا فیصلہ قرآن و سنت کے عین مطابق ہے اور
اسے ملکی قوانین کی تائید و حمایت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ طریقہ کے
علاوہ طلاق کا کوئی اور طریقہ صحیح نہیں ہے۔ ایک وقت تین طلاقیں کا مروجہ طریقہ احکام
شریعت کے خلاف ہے اور کسی مفتی کو قرآن مجید کے مقرر کردہ اصولوں سے انحراف کی
اجازت نہیں دی جاسکتی۔“

(روزنامہ نوائے وقت لاہور : 10 جنوری 1996ء)

حلالہ کرنے اور کرانے والا دونوں یعنی ہیں: ڈاکٹر اسرار
 جمہوری نظام کو اسلام تسلیم نہیں کرتا: پارلیمنٹ اجتہاد کر سکتی ہے
 ڈاکٹر اسرار اسلام کی رو سے حلالہ کرانے والا اور کرانے والا
 (پھر) جمہوری نظام کو اسلام تسلیم نہیں کرتا: پارلیمنٹ اجتہاد کر سکتی ہے
 (پھر) جمہوری نظام کو اسلام تسلیم نہیں کرتا: پارلیمنٹ اجتہاد کر سکتی ہے

حلالہ طلاق پر قدغن تھی: جدید اجتہاد نے یہ نظام ختم کر دیا ہے: نسیم حسن شاہ
 61 کے قانون کے تحت طلاق کے بعد بغیر حلالہ شادی کی جاسکتی ہے
 حلالہ جائز اور ثابت ہے - اختلاف اس شرط پر نکاح کرنے پر ہے: علماء
 (پھر) جمہوری نظام کو اسلام تسلیم نہیں کرتا: پارلیمنٹ اجتہاد کر سکتی ہے
 (پھر) جمہوری نظام کو اسلام تسلیم نہیں کرتا: پارلیمنٹ اجتہاد کر سکتی ہے

ڈاکٹر اسرار امیر تنظیم اسلامی پاکستان اور سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس نسیم حسن شاہ کا جنس



حلالہ فلمی دنیا کو بھی ہضم نہ ہو سکا



شوہر (فلمی دنیا) میں حلالہ کا مقام اور اس سے
فرار کی عبرتناک اور الم ناک داستانیں

حلالہ کے ساتھ غیرت و حمیت کا پہلو لازم و ملزوم ہے، حلالہ کی نیت اگر کوئی کسی طرح ڈائریکٹ یا ان ڈائریکٹ یعنی اس کے کسی عزیز ہی کی طرف کر دے تو غیرت سے جوش و جذبات میں آ جانا اور عزت کے تحفظ کا مسئلہ کھڑا ہو جانا ایک فطری امر ہے۔ کوئی ایسا فرد نہیں کہ جس کو اس قبیح فعل میں ملوث ہونے یا اس کی زوجہ یا کسی عزیزہ کو حلالہ کی لعنت کا طوق گھلے میں ڈالنے کے لیے کہا گیا ہو تو وہ مرنے مارنے پر تیار نہ ہو گیا ہو۔ اگر کوئی اس قعر مذلت میں گر پڑا تو جان لو کہ اس کی غیرت اس سے رخصت ہو گئی۔ تبھی تو اس نے اس گندگی میں اپنے ہاتھ بھرے ہیں، اس لیے کہ یہ اصول ہے کہ :

((إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ الْأُولَى إِذَا لَمْ تَسْتَحْ فَاصْنَعْ مَا

سُئِلْتَ.)) (بخاری)

”جب تجھ سے حیاء ہی جاتی رہے تو پھر جو چاہے کرتا پھر۔“

شوہر جس کو فلمی دنیا بھی کہا جاتا ہے وہاں فلموں، تھیٹروں، ڈراموں وغیرہ کے اسٹیجوں پر کام کرنے والوں اور والیوں کو لوگ عرف عام میں ڈوم، مراٹی، بھانڈا یا کنجر اور کنجریاں جیسے مذموم ناموں سے جانتے ہیں اور ان کو بے حیاء اور بے غیرت کہتے ہیں..... لیکن مشاہدہ میں یہ بات آئی ہے کہ جب کبھی زندگی کے کسی موڑ پر کسی اداکار اور اداکارہ کو بھی حلالہ کا مرحلہ آن پڑا تو اس کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ وہ کسی اور کی آغوش میں آجائے۔ عرف عام میں کنجر کے نام سے پکارے جانے والے ان افراد کو بھی جب حلالہ کے لیے کہا گیا تو انہوں نے بھی فطری غیرت و حمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے برملہ منہ توڑ جواب دیا کہ ”وہ حلال تو ہو جائیں گے لیکن حلالہ جیسی بے غیرتی و بے حمیتی کا طوق گھلے میں نہ ڈالیں گے۔“ آئیے ان

لوگوں کی عملی زندگی سے بطور نمونہ چند مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں، ملاحظہ ہو :

حلالے کیلئے موزوں افراد کی تلاش :

اخبارات اور رسائل و جرائد میں حلالے کے اشتہارات شائع ہونے لگے۔ کہ فلاں مشہور عورت، فنکارہ، مغنیہ، طالبہ وغیرہ کو حلالہ کے لیے ایک مسکین اور شریف مرد کی ضرورت ہے۔ لہذا اسی طرح کا اشتہار مشہور اداکارہ سنگیتا کے بارے میں بھی شائع ہوا۔ جب اس کے خاوند نے اس کو طلاق دے دی تو اس وقت کے مشہور رسالے ”ماہنامہ دھنک“ نے سنگیتا کے ساتھ حلالہ کرنے کے لیے موزوں افراد کی تلاش کے نام پر باقاعدہ اشتہار دیا جس کی عبارت کچھ یوں تھی :

حلالہ ؟

”سنگیتا اور ہمایوں قریشی کی طلاق کے بعد ان دونوں کے ہمدردوں اور بھی خواہوں میں ایک دد شروع ہو گئی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ یہ دونوں کسی وقت اپنے فیصلے پر پہنچیں گے اور رجوع کرنے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ ایسے سادہ اور مسکین لوگوں کی تلاش کی جا رہی ہے جو اس صورت میں سنگیتا کے ساتھ حلالہ کر سکیں۔ دھنک کے قارئین سے بھی اپیل کی گئی ہے کہ اگر وہ اس نیک کام کے لیے تیار ہوں تو اپنی درخواستیں ارسال کریں۔“

اس اشتہار کے بعد سینکڑوں افراد نے اپنی ”بے لوث“ خدمات پیش کیں۔ جن کو اگلے ہی شمارے میں شائع بھی کیا گیا۔ اور ان حلالہ کی خدمت سرانجام دینے کے خواہش مند لوگوں کے سوال کا مذکورہ اداکارہ کی طرف سے جواب کچھ یوں تھا کہ :

”جناب! آپ بھی لائن میں لگے رہیں، شاید آپ کی باری آجائے۔“

نیل شاہ کا ملنگ حاضر ہے :

میگزین میں حلالہ کرنے کی خواہش رکھنے والوں سے درخواستیں طلب کئے جانے کا اشتہار (اعلان) پڑھ کر ایک ہنا کٹا ملنگ بھی خط کے ذریعہ ماہنامہ دھنک کے دفتر آن ٹکا۔ اس نے بتایا کہ :

”میں رسالہ میں چھپنے والے ”اعلان حلالہ“ کی بابت آیا ہوں اور میں نہ صرف سنگیتا سے

حلالہ کرنا چاہتا ہوں بلکہ اداکارہ کو یہ آفر بھی پیش کرتا ہوں کہ وہ حلالہ کا عرصہ میرے ساتھ گزار کر دیکھ لیں، اگر میں ان کو پسند آجاؤں تو پھر میں ان کو مستقل طور پر اپنی بیوی بنانے کے لیے بھی تیار ہوں!“ (اس ملنگ نے اپنی بات کو واضح کرتے ہوئے بتایا کہ) میں کوئی عام ملنگ نہیں ہوں بلکہ ”میں ہنسلیم کی سرکار“ حضرت نعل شاہ کا ملنگ ہوں اور وسیع جائیداد کا بھی مالک ہوں۔ یوں میں سنگیتا کی ہر خواہش پوری کر سکتا ہوں۔ اور اگر وہ فلم بنانا چاہیں تو ان کی فلموں میں سرمایہ بھی لگاؤں گا۔ یوں ہم مل کر فلمیں بھی بنائیں گے جس کی بنا پر ان کا شوق بھی پورا ہوتا رہے گا اور اگر وہ مستقل شادی کا ارادہ نہ رکھتی ہوں تو کم از کم حلالہ کرنے کی سعادت مجھ کو ہی بخشیں۔ میں ہر طرح سے ان کا ”خیال“ رکھوں گا اور ان کی ہر ”خواہش“ پوری کروں گا۔“

اداکارہ کا ذاتی ڈرائیور بھی.....

یہ تو جہلم سے نعل شاہ کا ملنگ تھا کہ جو اپنی گندی ذہنیت کا الفاظ کی شکل میں اظہار کر رہا تھا لیکن اس اداکارہ کا وہ ذاتی ڈرائیور بھی کسی سے پیچھے نہ رہا کہ جس پر اداکارہ کو بہت زیادہ اعتماد اور بھروسہ تھا۔ اس نے بھی سنگیتا کے نام حلالہ کرنے کی خواہش پر مبنی درخواست لکھی، اس نے اپنی درخواست میں اس خواہش کا اظہار کیا کہ.....

”بی بی جی! گھر کی بات ہے گھر میں ہی رہے تو اچھا ہے۔ کیا ضرورت ہے مولویوں کے پاس حلالہ کروانے کے لیے جانے کی..... میں جو ہوں!!..... یعنی آپ یہ شرف مجھ کو بخشیں، میں آپ کا ڈرائیور ہوں۔ اس طرح آپ ”مولوی حلالہ“ کے پاس جانے سے بھی بچ جائیں گی۔ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوگی اور نہ لوگوں کو باتیں بنانے کا موقع ملے گا.....“

استغفر اللہ..... اندازہ لگائیں کہ جب ”باڑ“ ہی باغ کو کھانا شروع کر دے تو پھر باغبان بے چارہ کیا کرے۔ جس کو گھر کا محافظ سمجھ کر رکھا گیا ہو اگر وہ ہی عزت کا دشمن بن جائے تو پھر دنیا میں عزت کی حفاظت ناممکن ہو جاتی ہے۔ یہی اس اداکارہ سنگیتا کے ساتھ ہوا کہ جس گھر میں یہ اداکارہ رہتی تھی، اس گھر ہی کا ایک فرد اور اس کا ذاتی ڈرائیور کہ جس پر وہ سب سے زیادہ اعتماد کرتی تھی۔ وہ بھی ہوس بھری آس لگائے اپنی شیطانی خواہش پوری کرنے کے لیے منتظر بیٹھا تھا۔

الغرض اگلے شمارے کے لیے اسی طرح کی بے شمار واجیات فضول اور گندے ذہنوں

کی گندی سوچوں پر مبنی درخواستیں موصول ہوئیں۔ جو یہ ثابت کر رہی تھیں کہ حلالہ کی گندگی نے کس طرح قوم کو گندا کر چھوڑا ہے اور اخلاقی و مذہبی اقدار کا جنازہ نکال کر رکھ دیا ہے۔

اڑھائی سو حلالے کرنے والا مولوی :

مختصراً بتانا یہ مقصود ہے کہ حلالہ جیسی قبیح اور گندی رسم کو مولوی حضرات کی طرف سے اسلام کا لبادہ اوڑھانے اور اس کے جائز ہونے کا سرٹیفکیٹ دینے کے نتیجے میں..... ان حیاء سوز مناظر پر مبنی فضاء کا قائم ہونا ایک منطقی اور بدیہی امر تھا۔

چاہئے تو یہ تھا کہ یہ حضرات اس کے آگے بند باندھتے، عوام کو اس کے خطرناک اثرات اور معاشرتی تباہی جیسے اندوہناک حقائق سے روشناس اور آگاہ کرتے، لیکن انہوں نے کیا کیا؟؟..... ”بہتی گنگا میں ہاتھ دھو لو“ کے مصداق وہ خود بھی اس قعر مذلت میں کود پڑے۔ انہوں نے مذہب کی پاک چھتری تلے خود ہی ناپاک حلالے کرنے شروع کر دیے۔ وہ اپنے پاس آنے والے بھولے بھالے لوگوں کو بڑی معصومیت سے حلالے کی راہ دکھلاتے..... اور پھر اس ”خدمت“ کے لیے وہ خود اپنے آپ کو پیش کر دیتے ہیں!..... یوں وہ حق کی بیٹی کا استحصال کر کے اس کا باقاعدہ طے شدہ معاوضہ بھی لیتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں بارہا یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ مولوی کی طرف سے حلالے کا شکار ہونے والی عورت کا مذہب پر سے ہی اعتبار اٹھ جاتا ہے کہ مذہب کا علمبردار تو ”مذہب ہوس“ کا پیروکار بن کر اس کے سامنے انسانیت و اسلامیت کا جنازہ نکال چکا ہوتا ہے۔ اس طرح وہ سیدھی سادھی عورت یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ اگر اس بے غیرتی اور بے حیائی کا نام اسلام ہے تو میں باز آئی ایسے اسلام سے!!! استغفر اللہ

یہ حلالہ اب ایک منافع بخش صنعت اور کاروبار کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ اس امر کی نشاندہی کرتے ہوئے ماہنامہ ”سربراہ“ اپنے اپریل 99ء کے شمارہ میں صفحہ 31 پر لکھتا ہے :

”حلالہ ایک کاروباری صورت اختیار کرتا چلا جا رہا ہے۔ بہت سارے ایسے ”مولوی“ ہیں جو معاوضہ لے کر حلالہ کرتے ہیں۔ (یوں) ایک رات کے بعد دوسرے خاوند کے لیے شرعاً جائز ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری کر دیتے ہیں۔ اس کاروبار میں ایک بڑی مسجد کے بڑے خطیب بھی

شامل ہیں جو نہ صرف لوگوں کو حلالہ کی راہ دکھاتے ہیں بلکہ خود بھی نکاح کر کے حلالہ کرتے ہیں۔ (ان مولوی صاحب کے کیے گئے حلالوں) جن کا شمار دو سے اڑھائی سو کے درمیان ہے۔ (یعنی وہ اب تک مختلف عورتوں کے ساتھ اڑھائی سو حلالے کر چکے ہیں) مشاہدہ میں یہ بات آئی ہے کہ حلالہ کے خواہش مند جب اپنی پریشانی کے عالم میں ان مخصوص مولویوں سے ملتے ہیں تو انہیں نہایت اچھے طریقے سے یہ راہ دکھائی جاتی ہے، انہیں ”سولت“ فراہم کی جاتی ہے۔ معاوضہ لے کر نکاح کیا جاتا ہے اور پھر اگلے دن طلاق دے کر حلالہ کو شرعاً جائز قرار دے دیا جاتا ہے۔ یہی نہیں کہ یہ صرف کاروباری انداز اختیار کرتا چلا جا رہا ہے بلکہ ایک مذاق اور کھیل کی سی حیثیت بھی اختیار کرتا چلا جا رہا ہے..... (ان مولوی حضرات کے حلالہ کے لیے بنائے گئے قوانین کے مطابق) ”حلالہ کی شرائط میں یہ بات بھی شامل ہے کہ عورت خلوت صحیحہ میں دوسرے مرد کے ساتھ ”وقتی“ کے عمل سے گزرے۔ اگر یہ سارا عمل ٹھیک نہیں ہوا تو پھر حلالہ بھی شرعاً جائز نہیں ہوا۔ اس عمل سے بچنے کے لیے معاوضہ دیا جاتا ہے کہ یوں نکاح طلاق اور پھر تصدیق نامہ جاری کروا لیا جاتا ہے۔

کچھ ہمارے جاہل لوگ بھی ایسے ہیں کہ وہ ان مذہبی بہروپیوں سے حلالہ کروانا باعث اطمینان اور سند سمجھتے ہیں اور یہ ”نیک کام“ عقیدت سے کرواتے ہیں۔ بعض مولویوں نے مدارس جہاں بچوں کو اسلام کی تعلیم کی صدائیں 24 گھنٹے بلند ہوتی ہیں، ان مدارس کو بھی تپاؤ کرنے سے گریز نہیں کیا بلکہ ان کو حلالہ سنہرے کسے تو زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔“

ہوس پرستی کی انتہا اور حلالہ کے مزے...!! :

محترم رانا شفیق پسروری صاحب اپنی کتاب ”حلالہ کی شرعی حیثیت“ میں حلالہ کرنے کے شوقین مولویوں کے متعلق لکھتے ہیں :

”بعض لوگوں نے تو اپنے مدارس اور دارالافتاء میں حلالہ کے لیے باقاعدہ کمرے خاص کر رکھے ہوتے ہیں۔ ہمارے ایک بزرگ دوست نے بتلایا کہ میں ایک معروف روزنامے کے مفتی صاحب کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک بہت بڑی تاریخی مسجد کے خطیب کا فون آگیا، مفتی صاحب نے ریسیور اٹھانے کی بجائے اس کا وہ بٹن دبا دیا جس کے دبنے سے دوسرے لوگ بھی گفتگو کر سکتے ہیں، چنانچہ سلام دعا کے بعد خطیب صاحب نے مفتی صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ رات انہوں نے جو حلالہ بھیجا تھا اس سے بہت لطف اٹھایا ہے۔ بلکہ انہی دونوں ”بزرگوں“ کے متعلق مشہور ہے کہ ان دونوں میں ایک مجبور عورت کے باعث (حلالہ کرنے

کے معاملہ میں، جھگڑا بھی ہوا۔“

”حلال ہو جاؤں گی حلالہ نہیں کرواؤں گی :“

قارئین کرام!..... تو بات چل رہی تھی شوہر یعنی فلمی دنیا میں حلالہ کی.... حقیقت یہ ہے کہ حوا کی بیٹی کی سرشت میں حیاء اور غیرت رکھ دی گئی ہے۔ اس لیے غیرت تو اس قبیح فعل سے ہر طرح سے راہ فرار ڈھونڈتی ہے..... وہ تو اس کاٹن کر ہی لرز جاتی ہے..... لیکن کچھ مولوی حضرات ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ”کیا کریں اب تو حلالہ کروانا ہی پڑے گا کیونکہ شریعت کا یہی حکم ہے“ استغفر اللہ۔ یوں وہ عورت اور اس کے ورثاء کو مذہب کی غلط ترجمانی کی زنجیروں میں اس پرندے کی طرح جکڑ دیتے ہیں جو اپنی مرضی سے پر بھی نہیں مار سکتا.... لیکن اس کے باوجود بعض مثالی فلمی دنیا سے بھی ایسی ملتی ہیں کہ جب معاشرے میں اداکارہ، فنکارہ اور طوائف کے نام سے پکاری جانے والی عورت بھی اس قبیح فعل سے بغاوت کرنے کے لیے سینہ سپر ہو جاتی ہے۔ حالانکہ اس کا نام معاشرہ میں ایک گلی بن چکا ہوتا ہے۔ ایسی ہی ایک مثال چند سال قبل ایک اداکارہ کے رد عمل کے نتیجے میں سامنے آئی، جب اس کو طلاق ہو گئی تو اس کے نتیجے میں اسے حلالہ کروانے کے لیے کہا گیا..... تو..... وہ کانپ کر رہ گئی..... لرز گئی..... تڑپ اٹھی..... اس کا رنگ فق ہو گیا..... شرم وحیا اور شرمندگی کے ملے جلے جذبات سے اس کے عصاب تن گئے اور اس نے بغیر کسی جھجک کے دو ٹوک انداز میں جواب دیا کہ : ”میں حلال تو ہو جاؤں گی لیکن حلالہ ہرگز نہ کرواؤں گی۔“

”جج صاحب! مجھے مولوی حلالہ سے بچائیں!“

اس گندے کاروبار میں اکثر ایک خاص طبقہ کے مولوی حضرات ہی ملوث ہوتے ہیں۔ وہ مسلم معاشرے کی بے انتہا مظلوم کلیوں کو مسل چکے ہیں۔ اس وجہ سے اب ان کا نام ہی ”مولوی حلالہ“ مشہور ہو چکا ہے۔ طلاق کا مسئلہ کھڑا ہو جانے کی صورت میں عورتیں ”مولوی حلالہ“ کا تصور کر کے ہی کانپ اٹھتی ہیں۔ اسی طرح کی ایک مثال نوبہ ٹیک سنگھ میں رونما ہونے والے واقعہ کی حاضر ہے جس کے متعلق روزنامہ پاکستان اپنی رپورٹ کچھ یوں دیتا ہے :

”جج صاحب! مجھے ”مولوی کے حلالہ“ سے خوف آتا ہے۔“ یہ بات ایک مقامی خاتون

تین طلاقیں

شیخ عبدالحقیم چشتی

سوال میں نے انصاف بھی پر تحریر کر دی ہے کہ وہاں میں ہمارا بھی یہی کوئی طلاقیں دیکھیں، بعد میں اس انصاف بھی کو بھڑکا دیا، یہی کوئی تحریر نہیں دی گئی لہذا اب صلیح کی کوئی مداخلت ہے یا نہیں؟

جواب میں مرتبہ طلاق کے الفاظ استعمال کرنے کے بعد مصافحت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی، چاہے یہ الفاظ کسی کے دہاڑے میں آکر کیے گئے ہوں اور بعد میں اس تحریر کو منسوخ کر دیا گیا ہو اور یہی تک یہ تحریر پہچانی گئی ہو، بہر حال اللہ رب العزت کے علم میں ہر قسم صورتحال ہے، نہ کہ وہ صورت میں طلاق شرعیہ کے علاوہ کوئی ممانعت اور کوئی صورت نہیں ہے۔

”جج صاحب مولوی کے“

حلالہ سے خوف آتا ہے

شوہر مجھے باقی کتنا تھا اس پر طلاق لے

لی، اب حلالہ کیلئے دھمکیاں دیتا ہے

سابق شوہر پر خلاف قانون کا دعوئی

نوبہ لک ٹک (ڈسٹرکٹ رور سے) جج صاحب مجھے ”توفیق“ کے حلالہ سے خوف آتا ہے۔ یہ بات ایک مقامی قانونی بینڈ بنی لی ہے اپنے سابقہ غلط شیخ کے خوف، لڑکھڑاہٹ سے ہے۔ بینڈ بنی لیا ہے کہ اگر اس کا غلط واسے باقی کر کے لڑکھڑاہٹ کرے تو جج سے اس نے اپنے غلط پر شیخ سے طلاق حاصل کی ہوئی ہے لیکن طلاق کے بعد جو سبقت غلط واسے مولوی ”حلالہ“ کے سرزد کر دیتے لی دھمکیاں دے کر لڑا دھکا دیتا ہے جس سر بھگتی کی جگہ توفیق ”حلالہ“ کے پاس نہ بھاؤں گی مگر وہ انصاف سول جج نے مدعا علیہ کو پیش نہ کر سکتا ہے کہ اگر لڑکھڑاہٹ ہے تو

دائیں طرف کی خبر میں ایک اخباری مولوی بڑے خلوص سے ہفت روزہ اخبار جہاں 14 تا 20 اگست 2000ء میں ایک شخص کو مشورہ دے رہے ہیں کہ وہ اپنی بیوی کا حلالہ کروائے کہ اس کے علاوہ اب کوئی صورت نہیں کہ مسئلہ سلجھ سکے جبکہ دوسری خبر (بائیں جانب) میں ایک ذکیاری عورت جج سے التجا کر رہی ہے کہ جج صاحب مجھے مولوی کے حلالہ سے خوف آتا ہے، میں حلالہ نہیں کروا سکتی، مجھے ذلت سے بچائیے ورنہ میں مرتو جاؤں گی لیکن مولوی حلالہ کے پاس نہ جاؤں گی۔ کتنی ہی اُست مہدیہ کی بیٹیاں اسی طرح حلالہ کی ذلت سے بچنے کے لیے موت کو ترجیح دیتی ہیں لیکن ان کی مشاکون ہے؟

بشیراں بی بی نے اپنے سابقہ خاوند شفیع کے خلاف دائر دعوے میں کی ہے۔ بشیراں بی بی نے مزید کہا کہ: ”اس کا خاوند اسے ”بابی“ کہہ کر پکارا کرتا تھا جس کی وجہ سے اس نے اپنے خاوند محمد شفیع سے طلاق حاصل کی ہوئی ہے لیکن طلاق کے باوجود سابقہ خاوند اسے ”مولوی حلالہ“ کے سپرد کردینے کی دھمکیاں دے کر ذرا دھمکا رہا ہے۔ میں مرجاؤں گی لیکن مولوی ”حلالہ“ کے پاس نہ جاؤں گی۔“ محمد عبدالناصر سول جج نے مدعا علیہ کو پیش عدالت ہونے کا حکم دیا ہے۔

(روزنامہ پاکستان، لاہور 27 جولائی 1998ء)

جب نوکر کی چاندی ہو گئی :

چند برس پہلے کی بات ہے کہ کراچی کا ایک عبرت بھرا واقعہ اخبارات کے ذریعے ہفتوں تک پورے ملک کی دلچسپی کا سامان بنا رہا۔ اس کی مختصراً تفصیل بھی پڑھتے جائیں۔ ایک شخص نے جو حکومت کے کسی محکمہ میں اعلیٰ افسر متعین تھا۔ اپنی بیوی کو تین طلاق کہہ دیں اور اس طرح اس نے بزعم خود آنکھ جھپکنے میں ہی اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کر لیا۔ اب پشیمانی ہوئی، مولوی صاحب سے مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے حلالہ کا راستہ بتایا۔ عورت نے بات سنی تو کانپ گئی، وہ غیرت مند بھی تھی اور معاشرہ میں بھی اونچے مقام پر فائز تھی، بات سن کر دم بخود رہ گئی کہ کیا اب اسے چند گھنٹوں کے لیے اپنے آپ کو کسی دوسرے مرد کی خلوت کے سپرد کرنے کی مجبوری قبول کرنا ہوگی۔ اس کے ماں باپ اور بہن بھائی بھی یہی کہتے تھے کہ: ”مسئلہ کی بات ہے، اب یہ تلخ گھونٹ پینے کے سوا چارہ نہیں۔ اس نے بھی مسئلہ کے سامنے سر جھکا دیا، تاہم وہ اپنے دل کو اس صورت حال سے ہموار نہ کر سکی۔

صلاح یہ ٹھہری کہ اس کا نکاح اپنے کسی گھریلو ملازم سے کر دیا جائے جس سے اگلی صبح ہی طلاق حاصل کر کے اسے اپنے پہلے شوہر کے لیے حلال بنا لیا جائے۔ پھر اس قرارداد کے مطابق عمل ہو گیا، خادم خاوند بن گیا اور مالکہ نے بیوی بنا قبول کر لیا۔

عورت پیش آنے والے لمحات کے تصور سے بے حال بھی تھی، غم سے نڈھال بھی تھی اور غصہ سے وقف اضطراب بھی تھی۔ پھر اچانک ہی کسی غیر شعوری رہنمائی سے اس نے ایک فیصلہ کر لیا اور آنے والی وحشت اثر سماعت کے لیے تیار ہو بیٹھی۔

رات ہوئی تو اس نے اپنے ہونے والے شوہر کو اپنی خلوت میں طلب کیا۔ وہ حکم سن کر اندر تو آ گیا مگر اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کی مالکہ آج اس کی بیوی ہے..... اور وہ اس

کا شوہر ہے..... وہ ڈرا ڈرا..... سہا سہا..... سٹا سٹا..... اور گھبرایا گھبرایا سا تھا۔ آگے بڑھنے کی ہمت نہیں تھی..... مگر حکم کی تعمیل کی..... عورت نے جب اس کی حالت دیکھی تو آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھام لیا..... اور بڑے پیار سے کہنے لگی: ”گھبراؤ نہیں..... پریشانی والی کوئی بات نہیں..... تم سچ کچ ہی آج سے میرے شوہر ہو اور میں تمہاری بیوی ہوں..... اور سنو مجھے اگرچہ ایک بے غیرت شخص نے چند گھنٹوں کے لیے تمہارے سپرد کیا ہے مگر میں نے اب تمہیں مستقل طور پر ہی قبول کر لیا ہے..... اب وہ بے غیرت اس گھر میں کبھی قدم نہیں رکھ سکے گا..... آج سے اس کو بھی کے مالک تم ہو۔

ایک بات اور سنو!..... وہ صبح کو تمہارے پاس لکھا لکھایا طلاق نامہ لے کر آئے گا، تاکہ اس پر تم سے دستخط لے، مگر تم اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دینا اور کہنا کہ: ”مجھے اپنی بیوی سے کوئی شکایت نہیں ہے، اس لیے میں اسے ہرگز طلاق نہیں دوں گا۔ باقی معاملہ میں سنبھال لوں گی۔“

بات یہ تھی کہ یہ کوٹھی اس صاحب بہادر کو ان کے سسرال سے ملی تھی مگر وہ اس کی عورت کے نام پر ہی تھی اور یہ صاحب صرف اس عورت کا شوہر ہونے کے رشتہ سے ہی اس کی کوٹھی کے مالک تھے لیکن کوٹھی کی حقیقی مالکہ اس کی بیوی ہی تھی۔

پھر ایسا ہی ہوا صبح ہی صبح وہ صاحب ایک کانڈ لے آئے اور اسے اپنے اسی افسرانہ لہجے میں مخاطب کیا اور کہا: ”اوئے!..... اس کانڈ پر دستخط کر دو“ مگر اب وہ ”اوئے“ کی بجائے ”جناب“ بن چکا تھا، کہنے لگا: ”یہ کانڈ کیسا ہے مسٹر..... اور تم مجھ سے کس بات پر دستخط لینا چاہتے ہو“ اپنے گھریلو ملازم کے انداز گفتگو میں یہ تبدیلی پا کر صاحب بہادر آگ بگولہ ہو گئے اور دانت پیس کر کہنے لگے:

”مسٹر“ کے بچے..... اس کانڈ پر دستخط کرو، یہ طلاق نامہ ہے اور تمہارے دستخطوں کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنی رات والی بیوی کو طلاق دے رہے ہو۔“

نئے خاوند کا لہجہ مزید پراعتماد ہو گیا اور اس نے کہا: ”مجھے اپنی بیوی سے کوئی شکایت نہیں ہے، میں اس کو ہرگز طلاق نہیں دوں گا“

اس جواب پر صاحب بہادر غصہ سے مغلوب ہو کر اٹھے اور دو چار گالیاں سنا کر بولے ”فوراً دستخط کرو ورنہ.....“

اور وہ اس ”درنہ“ کے آگے ابھی کچھ کہہ نہ پائے تھے کہ پردہ کے پیچھے سے ایک غضب ناک نسوانی آواز گونجی!

”بے غیرت“ کینے اور ذلیل انسان! فوراً میرے گھر سے نکل جاؤ درنہ ملازموں سے کہہ کر تمہاری تواضع کراؤں گی..... کینے آدمی! تم نے اپنی مرضی سے مجھے جس شخص کے سپرد کر دیا تھا میں نے اسے دل و جان سے قبول کر لیا ہے۔ اب وہی میرا شوہر ہے۔ تم سے میرا تعلق بالکل ٹوٹ چکا ہے، میری کوٹھی ہے فوراً نکل جاؤ۔“

انہوں نے جواب دیا ”لیکن وہ تو مسئلہ کی بات تھی۔“ عورت بولی : ”تمہارے اس مسئلہ کو چولے میں ڈالتی ہوں جو تم جیسے ذلیل شخص کے لیے میری عزت اور میری آبرو کی حرمت کو پامال کرنے لگے۔“ یہاں سے فوراً نکل جاؤ، اب اس کوٹھی کا مالک بدل چکا ہے۔“ اور پھر صاحب بہادر منہ لٹکائے باہر نکل گئے یعنی ص

اٹلی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوانے کام کیا اب یہ تو معلوم نہیں کہ اس باغیرت خاتون نے طلاق کی عدت گزر چکنے کے بعد اپنے اس غلط نکاح کی تجدید کر کے اپنے معاملے کو سیدھا کر لیا تھا یا نہیں مگر اس نے ایک دلچسپ عبرتناکی ضرور تاریخ کے حوالے کر دی۔

اور حلالہ ٹل گیا!!

”حکیم عبدالرحمن خلیق“ آف نارودال اپنی مشہور کتاب ”بارہ مسائل“ میں لکھتے ہیں : ”چند برس قبل کی بات ہے کہ ہمارے ہاں کے ایک بریلوی المسک خفی شخص کی بیٹی کو اس کے خاوند نے ذرا سے گھریلو جھگڑے پر تراخ سے کہہ دیا : ”تجھے میری طرف سے تین طلاق ہیں۔“

اور پھر گھر میں قیامت کا سماں تھا، کوئی اس دیوار کے ساتھ لگ کر رو رہا تھا کوئی دوسری دیوار سے پیچشم غم چٹا کھڑا تھا۔ لڑکی الگ بین کر رہی تھی، لڑکی کا باپ اپنی جگہ تصویر غم بنا بیٹھا تھا۔

سب کہتے تھے : ”ہائے! اب کیا ہوگا؟ تین طلاق تو تین طلاق ہی ہوتی ہیں“ گھر والوں کا کھانا جینا چھوٹ گیا اور مولوی صاحبان کے پیچھے بھاگنے، دوڑنے لگے کہ

کوئی صورت نجات پیدا ہو مگر وہ اپنے جس مولوی کے پاس بھی جاتے وہ حلالہ کا راستہ ہی بتاتا۔

انہوں نے ایک مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ حلالہ کیا ہوتا ہے؟ اور جب مولوی صاحب نے حلالہ کی تفصیل بتائی تو لڑکی کے باپ کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی کہ یہ کیونکر ممکن ہے۔ میں اپنی لڑکی چند گھنٹوں کے لیے کسی دوسرے مرد کے سپرد کر دوں، لا حول ولا قوت۔ پھر وہ مایوس ہو کر گھر واپس لوٹا اور غم کی شدت سے بے سکت ہو کر گر گیا۔ کسی نے اسے مشورہ دیا کہ رونے کے بجائے کسی اہل حدیث عالم دین سے رابطہ پیدا کرو، امید ہے کہ تمہارے درد کا درماں تمہیں وہاں سے ضرور مل جائے گا۔ وہ بڑا متعصب شخص تھا، مگر مرتا کیا نہ کرتا دو اور آدمی ساتھ لے کر میرے پاس آیا اور چشم غم اپنی داستان درد و غم سنائی۔

میں نے کہا: ”آپ حنفی المسک ہیں اور حنفی فقہ نے اس مسئلہ کا بڑا صاف اور آسان حل بتا رکھا ہے اس کو کیوں اختیار نہیں کرتے؟“

کہنے لگا: ”کیا حل ہے؟“ میں نے کہا: ”حلالہ“..... اس کی تو آنکھیں جھک گئیں اور کہنے لگا کہ: ”یہ تو بڑی ہی بے غیرتی کی بات ہے“ عرض کیا: ”بے غیرتی ہے یا بے حیائی“ آپ کے بزرگ اس صورت حال کا یہی علاج بتاتے ہیں۔“

بڑے غمناک انداز میں بے حال سا ہو کر کہنے لگا: ”اللہ کی قسم! یہ کام تو ہم سے نہیں ہوگا، اللہ کے لیے ہماری آبرو بچانے کی آپ کوئی سبیل نکالیں“

میں نے کہا: ”سبیل تو موجود ہے لیکن ہمارے مسلک کا تجویز کردہ عمل کر کے آپ حنفی نہیں رہ سکیں گے۔“ کہنے لگا: ”مگر عزت تو رہ جائے گی“ عرض کیا: ”پھر آپ جسے حقہ پانی بند کرنا کہتے ہیں، خیال ہے کہ آپ کی حنفی برادری آپ کا حقہ پانی بند کر دے گی۔“

کہنے لگا: ”ہم اپنی برادری کو جانتے ہیں آپ میری بچی کی آبرو کو زسوا ہونے سے بچانے کی راہ نکالیں، یہ برادری ہم سے حقہ پانی پیتی پلاتی ہی رہے گی۔“ میں نے کہا: ”پھر سوچ لو“

کہنے لگا: ”بس سب کچھ سوچ لیا ہے“

اب میں نے پوچھا کہ: ”تین طلاق کو کتنا عرصہ گزرا ہے؟“ کہنے لگا: ”پورے آٹھ روز کی بات ہے۔“

عرض کیا: ”تو کوئی بات نہیں“ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے بموجب یہ ایک ہی رجعی طلاق ہے۔ عدت کے اندر اگر فریقین آپس میں صلح کر لیں تو کسی حلالہ وغیرہ کی ضرورت نہیں پڑتی، گھر جا کر ان کی صلح کرا دو۔ پھر آپ لوگ خفی رہے یا نہیں، یہ آپ جانیں اور آپ کی فقہ، مگر وہ دونوں ضرور راضی خوشی زندگی بسر کر سکیں گے۔ تاہم انہیں یہ سختی سے نصیحت کرو کہ معمولی معمولی باتوں پر طلاق پر اتر آنا نامناسب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بغیر کسی ناگزیر صورت کے طلاق کو پسند نہیں کیا، بچی کو کہو کہ وہ اپنی زبان کی حفاظت کرے اور اس کے خاوند کو تاکید کر دو کہ وہ بھی اپنے مزاج پر قابو رکھے۔“

پھر ان دونوں کی صلح کرا دی گئی اور ان کی برادری فی الواقع ہی ان کے خیال کے مطابق ان کی برادری ہی بنی رہی۔“

حلالہ کا تصور بھی سخت کرنا تک ہے :

قلمی سٹوڈیوز اور ٹیلی ویژن اسٹیجوں پر اداکاری سے وابستہ خواتین بھی جن کو مخلوط مجالس میں غیر نسوانی آداب حیات کے ساتھ فن کے نام پر غیر مردوں سے آزادانہ خلا ملا پر کبھی اعتراض نہیں ہوا۔ اگر انہیں بھی زندگی کے کسی موڑ پر کبھی حلالہ کا حادثہ درپیش ہوا تو اس ظالم کے خونیں پنچہ میں جکڑے جانے کے خوف سے ان کا بھی رنگ اڑ گیا اور وہ آنے والی اذیت ناک اور شرمناک ساعتوں کے تصور سے ہی چیخ اٹھیں۔

ٹیلی ویژن اداکارہ ”بندیا“ کا المیہ :

ٹیلی ویژن اسٹیج کی ایک اداکارہ روبینہ کو جو اپنے مداحوں اور قلمی زبان میں اپنے پرستاروں میں ”بندیا“ کے نام سے شہرت رکھتی ہیں، ان کو حلالہ کا مرحلہ آن پڑا، اور وہ تو ان کی شائد کوئی نیکی کام آگئی کہ بروقت امداد پہنچ جانے سے وہ اپنی عصمت کو بچا لینے میں کامیاب ہو گئیں مگر حلالہ کا سن کر ان کی جو حالت ہوئی وہ انہی کی زبان سے سننے کے لائق ہے۔ وہ اپنے ایک اخباری بیان میں کہتی ہیں :

”جب میں حلالہ کا سوچتی تو میری جان ہی نکل جاتی کہ گیارہ برس تک اپنے شوہر کے انتظار میں بیٹھے رہنے کے بعد بھی کیا اب مجھے اس کی طرف واپس لوٹنے کے لیے اپنے آپ کو کسی دوسرے مرد کے سپرد کرنا ہوگا؟“ (روزنامہ پاکستان لاہور 15 فروری 1991ء)

ہندیا کی یہ وحشت اور کرینا کی بالکل طبعی بات تھی مگر اسی کرینا کی کا درد سرائخ ان کے لیے مزید بھی سخت کرینا کی کا موجب بنا کہ جو نئی کرایہ کے ساندھوں کو پتہ چلا کہ ہندیا کو حلالہ کے لیے کسی موزوں مرد کی تلاش ہے تو خود ہندیا کے مطابق ہی :

”رات دن انہیں ہزاروں ٹیلی فون کالز اور خطوط موصول ہونے لگے۔“

ان ٹیلی فون کالوں اور خطوط کے ذریعہ لوگ ہندیا سے جو کچھ کہہ رہے تھے یہ کہانی بھی ہندیا کی زبان سے ہی سن لیجئے وہ بیان کرتی ہیں :

ایک صاحب نے لکھا :

”شکر ہے آپ نے حلالہ کا فیصلہ کر لیا ہے اور میں آپ سے اپنی رغبت کی وجہ سے بجا طور پر سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر آپ مجھے فراموش نہیں کریں گی۔“

ایک شخص کا کہنا ہے کہ :

”میں برسوں سے آپ کا مداح ہوں اور اب حلالہ کے موقع پر میں آپ سے اس حلالہ کا زیادہ حقدار ہوں“

ایک صاحب کی پیشکش ہے کہ :

”اگر آپ مجھے اپنے ساتھ حلالہ کا شرف عطا فرمادیں تو میں آپ کے فلمی کاروبار میں روپیہ لگانے پر آمادہ ہوں۔“

”ایک صاحب نے مجھے نکاح حلالہ کے بعد چاند میں جا کر ہنی مون منانے کی پیشکش کی ہے!!“

وہ بتاتی ہیں کہ میرے لیے بے چین دل رکھنے والے ایک شخص نے مجھے تسلی دیتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ :

”یہ مولوی لوگ اس حلالہ میں رکاوٹ ڈالنے کی بہت کوشش کریں گے! لیکن آپ فکر نہ کریں ہم کوئی نہ کوئی صورت ضرور نکال لیں گے“

خُ آہ شرم تم کو مگر نہیں آتی

یہاں یہ امر بھی بالکل واضح ہے کہ ہندیا کے یہ سارے شائقین یہ بھی جانتے ہیں کہ ہندیا سے ان کا یہ جنسی تعلق ایک آدھ یا چند ملاقاتوں سے آگے نہیں بڑھے گا کیونکہ یہ خفی

حلالہ ہمیشہ مشروط ہوتا ہے مگر یہ امر بموجب ہے کہ اس کے باوجود انہیں ان کی جنسی آوارگی نے نفس کے ہاتھوں کس درجہ بے قابو بنا رکھا ہے۔

عجیب گردریں امروز بود فردائے

شمینہ پیرزادہ حلالہ کی قربان گاہ پر!!

جناب عثمان پیرزادہ اور ان کی بیگم شمینہ پیرزادہ دونوں ہی اداکار ہیں خبر کے مطابق کچھ عرصہ پہلے نیلیویشن اسٹیج پر یہ دونوں میاں بیوی ”دریا“ نام کے ایک ڈرامہ میں اکٹھے ہی اپنے ”کمال فن“ کا مظاہرہ کر رہے تھے اور اتفاق سے ان کو ڈرامہ میں بھی میاں بیوی کا کردار ہی سپرد ہوا تھا۔ ڈرامہ کی کہانی کے مطابق ایک مرحلہ پر شوہر اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ ڈرامہ بہت کامیاب تھا اور بہت پسند کیا گیا اور پھر بات آئی گئی ہوگئی۔

اب یہ دونوں میاں بیوی تو اپنے فن کا معاوضہ وصول کر کے اپنے گھر جانیٹھے مگر اگلے ہی روز بعض مفتی صاحبان لٹر لنگواکس کر میدان میں اتر آئے کہ پیرزادہ نے جس عورت کو ڈرامہ میں طلاق دی ہے چونکہ وہ اس کی حقیقی بیوی بھی تھی، اس لیے یہ طلاق ان دونوں کے نکاح کو بھی مؤثر ہوئی ہے اور اس کے بعد وہ میاں بیوی کے رشتہ سے منسلک نہیں رہ سکے۔ مفتی حضرات نے اپنے فتویٰ میں اگلا راستہ بھی متعین کر دیا کہ اب اگر پیرزادہ شمینہ سے ازدواجی رشتہ قائم رکھنا چاہتے ہیں تو اس کی صورت یہ ہے کہ شمینہ کسی دوسرے مرد سے ”حلالہ“ کرائے۔ پھر اس نئے خاوند سے طلاق مل چکنے کے بعد حسب قاعدہ پیرزادہ اس سے دوبارہ نکاح کریں، تب وہ اس سے ازدواجی تعلق کا حق حاصل کر سکیں گے۔ ان کا پہلا رشتہ ٹوٹ چکا ہے، اب حلالہ کے بغیر ان کا آپس میں ملنا حرام ہے۔

مفتی کا یہ فتویٰ اداکار جوڑے پر بجلی بن کر گرا اور وہ دونوں ہی ازدواجی حیثیت سے بے دم ہو کر رہ گئے، تاہم انہوں نے اس فتویٰ کو اس عذر سے مسترد کر دیا کہ وہ (ڈرامہ) تو ایک کھیل تھا اور کھیل کے ایک کردار نے جسے خاوند فرض کر لیا گیا تھا، کھیل کے ایک کردار کو جسے اس کی بیوی فرض کیا گیا تھا، طلاق دے دی، اس طلاق کا ہمارے نکاح پر کیا اثر پڑ سکتا ہے اور ایسی صورت میں حلالے کا کیا سوال ہے؟

نتیجہ یہ ہوا کہ اداکار جوڑے نے اپنی ازدواجی زندگی کو بدستور ہی صحیح قرار دیا اور وہ

بدستور ہی میاں بیوی بنے رہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگرچہ میاں نے کھیل میں اپنی بیوی کو طلاق دی تھی مگر چونکہ وہ اصلاً بھی میاں بیوی ہی تھے، اس لیے یہ کھیل کی طلاق بھی ان کے نکاح کو مؤثر تھی اور ان کا نکاح باقی نہیں رہ گیا تھا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق نکاح، طلاق اور رجعت تین امور ایسے ہیں کہ ان کے احکام کھیل تماشا اور ہنسی مذاق میں بھی مؤثر ہو جاتے ہیں۔ ویسے بھی یہ بات ناقابل فہم نہیں ہے کیونکہ اگر غصے کے عالم میں دی گئی طلاق مؤثر ہو جاتی ہے اور یہ سوال نہیں اٹھتا کہ وہ تو غصے کی بات تھی، ٹھیک ایسے ہی ہنسی مذاق کی طلاق بھی طلاق کی حیثیت ہی رکھتی ہے۔ لیکن فتویٰ میں خرابی یہ تھی کہ مفتی صاحب نے جو چھوٹے ہی پیرزادہ کی بیوی کے لیے دوسرے مرد کی خلوت کو آباد کرنے کا حکم صادر کر دیا تھا تو یہ بالکل غلط تھا۔ اس طلاق میں خفی حلالہ والی کوئی بات نہیں تھی۔ اداکارہ عورت نے یہ تو اچھا کیا کہ مفتی صاحب کے کہے جھٹ سے اپنے آپ کو کسی دوسرے مرد کی خلوت کی رونق نہیں بنایا مگر حلالہ کے اذیت ناک تصور سے انہوں نے ازدواجی تعلقات کو سیدھا رکھنے کی کوئی جائز صورت بھی اختیار نہیں کی۔

خفی مفتی کا یہ حکم بلاشبہ غلط تھا کہ ثینہ اب ”حلالہ“ کرائے اس کے بغیر وہ پیرزادہ کی بیوی کے بطور نہیں رہ سکتی۔ مگر یہ بات ضرور صحیح تھی کہ ثینہ کو رجعی طلاق ہو چکی ہے۔ پس اداکار جوڑے کو خود مفتی نہیں بننا چاہئے تھا اور اس طلاق کو جو بہر حال مؤثر ہو چکی تھی، اپنی صوابدید سے غیر مؤثر قرار دے کر اس پر اصرار مناسب نہیں تھا۔

حلالے کی فحش چھری تلے جب ایک مقلد خفی ذبح ہوا :

28 فروری 1993ء کے روزنامہ خبریں لاہور کی دلچسپ اور عبرت انگیز خبر ملاحظہ ہو :

”حلالہ“ دو دل ہمیشہ کے لیے اکٹھے ہو گئے سابقہ شوہر منہ دیکھتا رہ گیا!!!“

”عارضی شادی نے دلوں میں محبت کے ایسے جذبات پیدا کر دیئے کہ دو دلوں نے ہمیشہ

کے لیے اکٹھے رہنے کا فیصلہ کر لیا۔ مجسٹریٹ سعید اختر انصاری کی عدالت میں گزشتہ روز 164

ض ف کے تحت بیان دیتے ہوئے ”ش“ نے کہا: ”اس کی پہلی شادی ایک شخص اسلام کے

ساتھ ہوئی تھی۔ دونوں کی ازدواجی زندگی اچھی گزر رہی تھی مگر ان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہو سکی۔

اس وجہ سے اس کی ساس اسے حیلے بہانے سے ستاتی رہتی اور لڑتی جھگڑی رہتی اور اس نے اپنے بیٹے کو مجبور کر کے طلاق دلوادی۔ کچھ عرصہ پہلے اسلام نے اپنے دوست نعیم سے کہا کہ وہ شکیلہ سے شادی کر لے اور بعد میں اسے طلاق دیدے کیونکہ وہ دوبارہ شکیلہ سے شادی کرنا چاہتا ہے اور حلالہ کے بغیر اب وہ اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔ شادی کے بعد شکیلہ اور نعیم دونوں نے ہمیشہ کے لیے اکٹھے رہنے کا فیصلہ کر لیا۔ جب اسلام نے نعیم سے مطالبہ کیا کہ اب وہ شکیلہ کو طلاق دیدے تو اس نے انکار کر دیا اور دوسری طرف شکیلہ نے مجسریٹ کے سامنے اپنے بیان میں نعیم سے علیحدہ ہونے سے انکار کر دیا۔

قارئین کرام! یہ ہے حلالے کا نتیجہ جو ظاہر ہوا اور یہ بالکل صحیح رزلٹ ہے۔ ایک غیرت مند عورت سے ایسے ہی فیصلے کی توقع ہو سکتی ہے۔۔۔ اس طرح ہی کا ایک واقعہ ایک عورت کے بارے میں مشہور ہے کہ جب اسے خاوند نے بیک وقت تین طلاقیں دیں اور پھر رجوع کرنے کے لیے مولوی نے حلالے کا فتویٰ دیا تو عورت نے مولوی سے کہا: ”ارے مولوی! بیک وقت تین طلاقیں دینے کا گناہ اور غلطی تو خاوند کرے مگر حلالہ میرا ہو! یہ کہیں کا انصاف ہے؟ حلالہ تو اسی کا ہونا چاہیے جس نے گناہ کیا ہے۔“ اب مولوی یہ جواب سن کر پانی پانی ہو گیا۔

بعض لوگ جو غیرت مند ہوتے ہیں اور ہر انسان فطری طور پر غیرت مند ہوتا ہے تو پھر وہ حنفی مولوی سے حلالے کا سن کر مزید مولویوں کے پاس جاتا ہے اور بالآخر کوئی اللہ کا بندہ اہلحدیث عالم کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ جب وہ اسے کتاب و سنت کا مسئلہ بتاتا ہے تو وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے کہ یہ مسئلہ نہ صرف اس کے قرآن و سنت کی شفاف شاہراہ پر چلنے کا باعث بن جاتا ہے بلکہ اس کی عزت و آبرو کی حفاظت کا ضامن بھی بن جاتا ہے۔

میری بیوی کا حلالہ کر دو! استاد کی شاگرد سے التجا:

”حلالہ کے مسئلہ پر کھڑے ہونے والے جھگڑے کے نتیجے میں تھنہ سلاوالی کی مسجد کے امام کی گمشدگی کا معمہ ایک ماہ گزرنے کے باوجود بھی حل نہ ہو سکا۔“ روزنامہ واضح سرنی جہاتے ہوئے اس کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”واقعات کے مطابق امام حافظ محمد آدریس جو کہ آٹھ بچوں کا باپ تھا اپنی بیوی کلثوم

بی بی سے جھگڑا ہوا جس پر حافظ ادریس نے جذبات میں آکر اسے طلاق دے دی۔ جس کا اسے بعد میں پچھتاوا ہوا تو اس نے اپنے استاد حافظ عبداللہ سے اس سلسلہ میں مشورہ کیا جس نے حلالہ کے بعد دوبارہ شادی کرنے کا مشورہ دیا۔ مسماۃ کلثوم بی بی کی رضامندی سے حافظ ادریس نے اپنے شاگرد حافظ محمد انور سے کلثوم کا نکاح کر دیا اور چار دن بعد طلاق دینے کی شرط عائد کی۔ بعد ازاں حافظ محمد انور نے طلاق دینے سے انکار کر دیا اور کلثوم بی بی حافظ محمد انور کے ساتھ ہی رہنے پر یقین ہو گئی، جس پر حافظ محمد ادریس نے اپنے ساتھیوں سمیت مشغول ہو کر حافظ محمد انور پر حملہ کر کے اسے تشدد کا نشانہ بنایا۔ کچھ روز بعد مسماۃ کلثوم بی بی اپنے بچوں کو ملنے حافظ ادریس کے گھر آئی تو بچوں کی محبت نے اسے حافظ ادریس کے گھر پر ٹھہرنے پر مجبو کر دیا اور وہ وہیں ٹھہر گئی۔ اس روز ایک شخص حافظ ادریس کو بلا کر مسجد سے لے گیا کہ تجھے انور نے بلایا ہے تاکہ تمہارے جھگڑے کا کوئی حل نکالا جاسکے۔ اس وقت سے لے کر آج تک حافظ ادریس کا کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ سلاوالی پولیس نے حافظ ادریس کی ہمیشہ خدیجہ کی رپورٹ پر مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی ہے جس میں یہ شبہ کیا گیا کہ حافظ انور نے ادریس کو قتل کر دیا ہے۔ پولیس نے حافظ محمد انور کے بھائی کو گرفتار کر لیا ہے جب کہ حافظ محمد انور کا پورا کنبہ روپوش ہو گیا ہے۔" (روزنامہ پاکستان : 24 ستمبر 1994)

قارئین کرام! یہ ہے حلالے کا انجام جسے شرعی مسئلہ قرار دے کر مدت سے لوگوں کو بے غیرتی کے حوالے کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ حلالہ اللہ کے قرآن کے بھی خلاف ہے، صاحب قرآن محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے بھی خلاف ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے طرز عمل کا بھی مخالف ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے بیک وقت تین طلاقیں کو ایک قرار دیا مگر حنفی مذہب کے حاملین بھائی ہیں کہ حلالے پہ ڈٹے ہوئے ہیں اور پھر اس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ دوسرا خاوند طلاق سے انکار کر دیتا ہے اور عورت بھی واپس جانے سے انکاری ہو جاتی ہے اور یہ حافظ ادریس کی بیوی بھی چلی تو گئی تھی مگر بچوں کی یاد نے ستایا اور بالآخر واپس آگئی مگر پھر بھی انجام کیا ہوا کہ اسے اغوا کیا گیا۔

بہر حال اس حلالے میں حرام کاری کی وجہ سے اس کا انجام دنگا فساد اور قتل و غارت ہی نہیں فحاشی اور بے غیرتی بھی ہے۔ کاش منووی اس حلالے سے باز آجائیں اللہ کے رسول

ﷺ کے فرمان پہ عمل کریں کہ فرمانِ رسول میں امن ہی امن ہے، راحت ہی راحت ہے، سلامتی ہی سلامتی ہے اور سکون ہی سکون ہے۔

جب مصر کا صنعتکار حلالے کے ہتھے چڑھ گیا :

”اپنی بیوی کا حلالہ کرانے کے لیے اس کی شادی اپنی فیکٹری کے غریب ملازم سے کرانے والے مصری صنعتکار کو اس وقت ایک نئے مسئلہ کا سامنا کرنا پڑا جب ملازم نے ذلہن کو طلاق دینے سے انکار کر دیا۔ قاہرہ کے نواحی علاقے ہیلونے کے صنعتکار نے غصے میں آکر اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں۔ بعد میں اسے اپنے اس فیصلے پر پچھتاوا ہوا تو بیوی سے دوبارہ شادی کے لیے اس نے اپنی فیکٹری کے غریب ملازم کو رقم دی کہ وہ اسے اگلے دن طلاق دیدے۔ لیکن ملازم نے اب ذلہن کو طلاق دینے سے انکار کر دیا ہے، وہ خاتون دوبارہ اپنے سابق صنعتکار شوہر کے پاس جانا چاہتی ہے۔ اس لیے اس نے طلاق کا مقدمہ دائر کیا ہے۔ مقدمے میں خاتون نے کہا کہ : ”میں نے اس شخص کے ساتھ عارضی طور پر شوہر بننے کا معاہدہ کیا تھا۔“ عدالت میں اس مقدمے کی سماعت جاری ہے۔“ (روزنامہ جنگ لاہور : 18 دسمبر 1997ء)

پھر وہ مر گئی :

بھائی حبیب اللہ (درکرداؤد ہرکولیس، بر شیر یوریا کھاد فیکٹری شیخوپورہ) بتاتے ہیں کہ ان کی فیکٹری میں کام کرنے والے بھائی محمد اصغر نے اپنی ایک عزیزہ کے حلالے کا عبرتناک واقعہ انہیں یوں سنایا کہ :

”میری چچا زاد بہن کی شادی راسونڈ کے ایک تبلیغی جماعت کے زکن سے ہوئی۔ شادی کے بعد ان کے ہاں ایک خوبصورت صحت مند بچی پیدا ہوئی۔ ایک دفعہ میری کزن جب اپنے سیکے آئی تو یہ مولوی بھی اس کے پیچھے ہی آگیا کہنے لگا کہ : ”ابھی میرے ساتھ واپس چلو۔“ تو بیوی نے کہا کہ : ”مجھے چند دن تو اپنے والدین کے گھر رہنے دو۔“ اسی بات پر وہ طیش میں آگیا۔ لہذا ناراض ہوا اور غصہ میں آکر اپنی بیوی سے کہنے لگا : ”تم میری بہن کی طرح ہو..... تم میری بہن ہو..... تم میری بہن ہو.....“ یعنی اپنی طرف سے اس نے یہ کلمات کہے

کر اس کو تینوں طلاقیں دے ڈالیں اور خود لاہور چلا گیا..... اب اس بات کا میاں بیوی کے علاوہ کسی تیسرے کو علم نہ ہو سکا نہ ہی کسی نے اس کے متعلق بتایا اور یوں چار ماہ کا عرصہ گزر گیا۔ چار ماہ بعد اب لڑکی کا بھائی مال روڈ لاہور سے گزر رہا تھا کہ اس نے اپنے بہنوئی کو دیکھا اور دریافت کیا کہ: ”کیا بات ہے اتنا عرصہ گزر گیا“ آپ بچوں کو لینے کے لیے گھر نہیں آئے؟“ مولوی صاحب نے بتایا کہ: ”میں تو تمہاری بہن کو طلاق دے کر فارغ کر چکا ہوں۔“

اب جب ساری بات کا پتہ چلا..... چار ماہ گزر چکے تھے..... لڑکی کی رخصتی کے انتظامات کیے، مولویوں سے مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے حلالہ تجویز کیا۔ اب سب گھر والے پریشان ہیں، حلالہ کے لیے کسی شخص کی تلاش جاری ہے۔ لیکن ایسا قابل اعتماد شخص نہیں مل رہا۔ اب چچی نے گھر والوں کو بتایا کہ میں اپنے ایک بھتیجے کو بلواتی ہوں، وہ بہت شریف ہے۔ وہ ہماری ”مدد“ کرے گا۔

اس کے بعد چچی نے مجھے بلایا کہ ”فوراَ ہمارے گھر پہنچو“ میں کام چھوڑ کر پہنچا تو چچی نے بتایا کہ ”یہ مسئلہ درپیش ہے، میں چاہتی ہوں کہ تم ایک رات کے لیے اپنے آپ کو پیش کرو اور پھر صبح ہماری لڑکی کو طلاق دے دینا“.....؟؟

میرا یہ سننا تھا کہ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرا دماغ بھک سے اڑ گیا ہو..... میں نے حواس جمع کرنے کے بعد کہا: ”چچی، اللہ کا خوف کریں، اللہ کریم و رحیم سے ڈر جائیں، اس بیچاری کا کیا قصور ہے جو اس کو اتنی کڑی اور اذیت ناک سزا دے رہے ہو۔ آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ میں شمیم کو اپنی بہن نہیں سمجھتا بلکہ میں تو اس کو اپنی پیاری پیاری بیٹیوں کی نظر سے ہمیشہ دیکھتا ہوں..... آپ کہتی ہیں کہ میں اس سے ایک رات گزاروں اور پھر اس کو طلاق دے دوں..... میں تو یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ ایک ماں اپنی بیٹی کے ساتھ ایسا کرنے کے لیے خود کئے اور..... اُف..... میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا..... میرا تو آپ کی بات سن کر ہی سر چکرانے لگا ہے..... اور اگر میں اس کے ساتھ نکاحِ حلالہ کروں بھی تو طلاق دینے کے لیے کیوں؟..... مستقل بنانے کے لیے کیوں نہیں؟..... بہر حال اس بچی پر رحم کھائیں اور مجھے معاف کریں۔“ یہ کہہ کر میں واپس آ گیا۔

اب اپنی ماں اور خاندان کے ہاتھوں اپنی اس قدر تذلیل و تحقیر دیکھ کر اس بہن کو

شادی سے ہی نفرت ہو گئی اور اس نے پختہ ارادہ کر لیا کہ اب وہ مرتے دم تک کبھی شادی نہ کرے گی۔ اور وہ اپنی ذلت پر سوچنے لگی اور گھٹ گھٹ کر اندر ہی اندر روزانہ مرنے لگی.....

یوں چار سال کا عرصہ گزر گیا... اب اپنی ذلت کے احساس کا مرض اس کو لگ چکا تھا... وہ اندر ہی اندر گھن گلی لکڑی کی طرح دن بدن ختم ہوتی جا رہی تھی.... کہ اس کی ماں کو اس کا خیال آیا تو اس نے چار سال بعد مجھے دوبارہ بلایا اور کہا: ”بیٹا! میں نے اب تمہیں حلالہ کے لیے نہیں بلایا.... بلکہ اس لیے بلایا ہے کہ تم اپنی اس بہن اور بیٹی کو سمجھاؤ کہ وہ نئی شادی کر لے کیونکہ میری کوشش کی وجہ سے کچھ رشتے آرہے ہیں۔ چونکہ میں اس کی ماں ہوں اس لیے میں چاہتی ہوں اپنی زندگی میں ہی اس کے ہاتھ پیلے کر دوں۔ اگر مرگئی تو بعد میں یہ بھائیوں کے رحم و کرم پر ہوگی اور پھر شاید اس کا گھر کبھی نہ بس سکے گا۔“

میں نے بہن کو سمجھایا لیکن اب اس کا ذہن یکسر بدل چکا تھا، وہ اب شادی سے بھی متنفر ہو چکی تھی، وہ کہتی تھی کہ مجھے مردوں سے نفرت ہو چکی ہے، اس لیے میں اب کبھی بھی شادی نہ کروں گی۔ میں نے اس کو سمجھایا اور کہا کہ اگر وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتی تو کم از کم اپنی بوڑھی والدہ کا ہی خیال کرے کہ جو اس کے غم میں قبر میں گرتی چلی جا رہی ہے اور ہر وقت اس کے لیے فکر مند رہتی ہے اور بھی بہت سی باتیں کہیں۔ میرے سمجھانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ طوعاً کرہاً شادی پر تیار ہو گئی۔ اس کی دوسری شادی کر دی گئی اور پھر خاندان والے آنے والے مہمان کی خوشی میں شاداں و فرحان تھے۔

لیکن اب یہ بہن اندرونی مرض کی بنا پر اس قدر کمزور ہو چکی تھی کہ وہ یہ ذلت نہ سہہ سکی اور اس کو اپنی تذلیل کا غم اندر ہی اندر چاٹ چکا تھا.... اور اب وہ ایک بت ہی نظر آتا تھا۔ لہذا ولادت کے وقت اپنے دنیا پر آنے والے بچہ کو جنم نہ دے سکی.... اور یوں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایک عبرتناک درد بھری کہانی چھوڑ کر اس دنیا کو خیر باد کہہ گئی۔

سراب

ایک بہن کی زبانی حلالہ کی تباہ کاریوں کے گرد گھومتی ہوئی سرزمین سرحد کی ایک
سلگتی معاشرتی داستان :

صغریٰ سے میری پہلی ملاقات اس وقت ہوئی جب وہ اپنی بیٹی کو اسکول میں داخل
کرائے آئی تھی۔ ”ناصرہ“ بڑی پیاری بیٹی ہے۔ پتہ نہیں کیوں یہ مجھے دیگر ساری بچیوں میں
بڑی دلکش اور خوبصورت لگتی ہے۔ اس وقت میری کوئی بیٹی تھی اور نہ مجھے بیٹی کی اہمیت کا
کوئی اندازہ تھا کیونکہ میں چار بیٹیوں کی ماں تھی۔ پتہ نہیں ناصرہ کی شخصیت میں کون سی
کشش تھی کہ میرے اندر شدت کے ساتھ یہ خواہش پیدا ہو گئی کہ میری بھی بیٹی ہونی
چاہئے، میں ذہنی طور پر ناصرہ ہی کو اپنی بیٹی سمجھنے لگی۔ میرا مطلب یہ ہے کہ میں تصورات میں
اسے اپنی بیٹی بنا لیتی اور پھر اس سے باتیں کرنے لگتی۔ اور شاید اسی لگاؤ کی وجہ سے اس کی
والدہ صغریٰ کے ساتھ بھی میری دوستی ہو گئی۔

ایک دن صغریٰ ہمارے گھر مجھ سے ملنے آئی۔ اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی۔ میں
نے حسب معمول ناصرہ سے بھی بہت زیادہ پیار کیا اور کہنے لگی : ”صغریٰ میرے لیے بھی دعا
کرو“ میں چاہتی ہوں کہ میری بھی ایک ایسی ہی بیٹی ہو۔“
صغریٰ نے حیرت سے میری طرف دیکھا اور کہا : ”پہلے تو ایسا کرو کہ میری ایک بیٹی ہے“
اس پر تھو کو! تاکہ نظر سے محفوظ رہے۔“

میں نے ویسا ہی کیا۔ پھر وہ کہنے لگی : ”اری! تو اپنے دماغ کا علاج کیوں نہیں کراتی؟“
میں بولی ”وہ کیوں؟“

بولی : ”تو اس معاشرے میں رہتے ہوئے بھی بیٹی مانگ رہی ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں
پہلی عورت دیکھی ہے جو بیٹی کی آرزو رکھتی ہے۔“
میں نے کہا : ”صغریٰ! تو خود عورت ہوتے ہوئے بھی ایسا کہتی ہے۔“

صغریٰ کچھ افسردہ سی ہو گئی اور پھر خود ہی اس نے اپنی کہانی سنائی جو اسی کے الفاظ میں

پیش کیے دیتی ہوں :

میں اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی تھی۔ جب تین سال کی ہوئی تو والد فوت ہو گئے۔ کچھ عرصے بعد میری ماں نے دوسری شادی کر لی۔ میرے نئے باپ کا نام محب خان تھا۔ بڑی رعب دار شخصیت کا مالک تھا۔ اس کی پہلے تین بیویاں موجود تھیں۔ میری ماں چوتھی بیوی تھی۔ محب خان بہت بڑی جائیداد کا مالک تھا۔ اس نے ہمیں ایک علیحدہ مکان دے دیا جس میں ہم ماں بیٹی رہتے تھے۔ گھر میں ہمیں ہر طرح کی سہولت میسر تھی۔ کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ تھی۔ محب خان مجھے سگی بیٹیوں کی طرح چاہتا اور خیال رکھتا تھا۔ جب میری عمر چھ سال کی ہوئی تو اس نے میرے لیے باقاعدہ ایک استانی کا انتظام کر دیا جو مجھے بڑی محنت کے ساتھ پڑھاتی، لیکن مجھے اسکول یا گھر سے باہر جانے کی اجازت نہ تھی۔ میں زیادہ سے زیادہ محب خان کے دیگر گھروں میں جا سکتی تھی۔

اسی طرح وقت گزرتا رہا۔ محب خان نے مجھے کبھی اپنے والد کی کمی کا احساس نہ ہونے دیا، لیکن آج سوچتی ہوں تو یہ سب مصنوعی لگتا ہے جس میں خلوص نہ تھا۔ دیگر سوتیلے بہن بھائیوں کا رویہ ہمیشہ ہی سے مجھ سے اپنوں جیسا رہا۔ سترہ سال کی عمر میں، میں نے میٹرک کا امتحان دیا۔ محب خان کی بیٹی تھی اس لیے ہال میں ڈیوٹی پر متعین استائیاں خود آکر مجھ سے کہتیں : ”بیٹی! کوئی بات سمجھ میں نہ آئے یا کسی امداد کی ضرورت ہو تو ہم ہر مدد کے لیے تیار ہیں۔“ لیکن میں ان کا شکریہ ادا کرتی رہی۔

میں جس چیز کی خواہش کرتی وہ مجھے مل جاتی۔ کتابوں اور رسالوں کے بارے میں انہوں نے پابندی لگائی ہوئی تھی۔ جب تک کوئی رسالہ محب خان خود نہ پڑھ لیتے، چاروں گھروں میں اس کا داخلہ ممنوع ہوتا۔ بیٹے اپنی کتابیں وغیرہ حجرے ہی میں رکھتے تھے، لیکن بیٹیوں کے رسائل پر سخت پابندی تھی۔ محب خان گھر میں بہت نرم دل واقع ہوئے تھے، لیکن باہر کے اکثر لوگ ان کی سخت مزاجی کی شکایت کرتے، تاہم ہمارے لیے تو وہ فرشتہ تھے۔

جب میری عمر اٹھارہ سال ہوئی تو محب خان نے اپنے گاؤں سے پنیتیس میل دور واقع ایک گاؤں کے ایک اچھے گھرانے میں میری نسبت طے کر دی۔ میں نے اپنے منگیتر کو کبھی دیکھا نہ تھا نہ اس کا نام سنا تھا۔ پتہ نہیں کیوں میرے منگیتر کا نام بھی مجھ سے پوشیدہ رکھا گیا تھا۔ میں نے اپنی سوتیلی بہنوں سے بھی پوچھا، لیکن کسی کو بھی معلوم نہ تھا یا کوئی بتانا نہیں

چاہتا تھا۔ اس کی توجہ میں آج بھی نہیں کر سکتی کہ ایسا کیوں ہوا تھا؟ شادی کے روز نکاح کے وقت بھی مجھے کسی نے نہیں پوچھا۔ میری ماں نے محب خان کو اختیار دے دیا اور نکاح ہو گیا۔ ساگ رات کو شوہر نے اپنا نام سلیم بتایا تو مجھے معلوم ہوا۔

نئی ذہن کی آمد :

سلیم بڑا خوبصورت اور نرم دل انسان تھا۔ یہ بھی ایک کھانا پیتا گھرانا تھا۔ سلیم اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا اور وہ اکثر اپنے ہی قریبی رشتہ داروں سے خائف رہتا۔ ہمارے دن اچھے طریقے سے گزر رہے تھے۔

تین سال گزر گئے تو ساس اور خسر کو کسی وارث کی فکر لاحق ہو گئی۔ ڈاکٹروں کے پاس جانے کا سلسلہ کئی ماہ تک جاری رہا، مگر بے سود۔ ساس اور خسر جلد ہی مایوس ہو گئے۔ میری شادی کو کوئی ساڑھے چار سال ہوئے تھے جب ایک دن میری اجازت کے بغیر ہی سلیم کی دوسری شادی کر دی گئی۔ سلیم نے چند روز تو اس پر تنگی کا بناوٹی سا اظہار کیا جیسے وہ اس شادی سے خوش نہیں، لیکن جلد ہی اس کا سارا میلان نئی ذہن کی طرف ہو گیا اور میں محض محض بن گئی۔

حلالہ کی پُر خار راہوں پر :

کچھ عرصہ تو برداشت کرتی رہی، مگر پھر طبیعت میں چڑچڑاپن پیدا ہو گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ آئے دن جھگڑے ہونے لگے۔ والدین کے گھر کی طرف سے تو اس دوران مجھے صرف دو بار بلایا گیا تھا۔ ایک شادی کے ساتویں پر اور دوسری بار شادی کے دو سال بعد جب میری ماں فوت ہو گئی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے بھول کر بھی نہ پوچھا کہ صغریٰ کس حال میں ہے۔ ایک دن سلیم کے ساتھ تو توئیں میں ہوئی تو اس نے طلاق دے دی، لیکن پھر خود ہی میرے قدموں سے لپٹ کر رونے لگا۔ مجھے بھی کچھ نہیں سوچ رہا تھا۔ پھر اس کی سابقہ محبت اُٹھ آئی، مگر اب کیا ہو سکتا تھا؟ سلیم کئی مولویوں کے پاس گیا۔ پھر سب نے اس صورت کو لا علاج قرار دیا اور کہا کہ ”اب ہم ایک دوسرے کے لیے غیر ہو چکے ہیں اور ہمیں ایک دوسرے سے پردہ لازمی ہے۔“ سلیم سخت پریشان تھا اور میری حالت کا بھی آپ اندازہ کر سکتے

ہیں کیونکہ مجھ سے میرا گھر چھن رہا تھا۔

عارضی نکاح :

ایک دن سلیم گھر آیا اور ”حلالہ“ کے بارے میں بات کرنے لگا جو مجھے گلی گلی، مگر اس نے بڑے دلائل دے کر مجھے قائل کر لیا۔ اور پھر ایک رات وہ اپنے گاؤں سے دور ایک مسجد میں لے گیا۔ وہاں دو گواہ، ایک مولوی صاحب اور ایک طالب علم، بیٹھے تھے۔ ہم سب کو مولوی صاحب ایک کمرے میں لے گئے اور ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔ میں خاموش رہی۔ کچھ دیر کمرے میں کامل خاموشی رہی۔ پھر سلیم نے سکوت توڑا اور کہا: ”مولوی صاحب! اس کے علاوہ کوئی اور علاج ہی نہیں۔ بس شروع کیجئے۔“

مجھے اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہوا۔ اپنے مجازی خدا کی زبان سے یہ الفاظ سن کر میری حالت غیر ہونے لگی تو مجھے سلیم نے پانی پلایا۔

مولوی صاحب نے نکاح پڑھایا اور پھر وہ اس طالب علم ”بارام“ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے :

”دیکھ بارام! میرے سارے شاگردوں میں سے تو سب سے زیادہ منکر المزاج ہے، اس لیے میں نے تجھ پر اعتماد کیا ہے، کل صبح ہی اسے طلاق دیتا ہوگی۔ مجھے امید ہے تو اس واقعے کا کسی سے ذکر نہیں کرے گا اور تو میری عزت رکھے گا اور ان لوگوں کی بھی۔ یہ بڑے صاحب حیثیت لوگ ہیں۔ وعدہ خلافی کی صورت میں ہماری زندگیاں بھی خطرے میں ہوں گی۔“

میرے قریب آیا تو میں شوٹ کر دوں گی :

مجھے یہ سب کچھ بڑا لگ رہا تھا جیسے میں عورت نہ تھی بلکہ کوئی بکاؤ چیز تھی۔ میرے پاس بھرا ہوا ریوالور بھی تھا۔ میرے دل میں کئی بار یہ خیال آیا کہ نکاح خواتن اور سلیم دونوں کو شوٹ کر دوں، لیکن میں نے صبر کا دامن تھامے رکھا۔

سلیم مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ اور مولوی صاحب مجھے اور بارام کو ایک چھوٹے سے گھر میں لے گئے۔ ہم اندر داخل ہوئے۔ میں چارپائی پر بیٹھ گئی۔ میں نے مصمم ارادہ کیا کہ اگر یہ میرے قریب آیا تو میں اسے شوٹ کر دوں گی۔

خلاف توقع بارام نے زمین پر چادر بچھائی اور عبادت میں مشغول ہو گیا۔ اس نے میری

طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی زحمت بھی گوارا نہ کی۔ کم از کم تین گھنٹے اسی عالم میں گزر گئے اور پھر وہ رو رو کر ڈھماٹے لگا۔

آخر میں نے اسے آواز دی اور پوچھا: ”مولوی صاحب! ایک نوجوان بیوی تیرے قریب بیٹھی ہے تو اور کیا مانگ رہا ہے؟“

اس نے میری طرف دیکھے بغیر غصے سے کہا: ”سر کی سلامتی!“
میں نے پوچھا: ”تجھے کس کا خوف ہے؟“

اس نے اسی طرح جلی ہوئی آواز میں کہا: ”میں نے تجھے پہچان لیا ہے۔ سلیم خان کی پہلی شادی محب خان کی سوتیلی بیٹی سے ہوئی تھی اور وہ تو ہی ہے۔ ہمارا گاؤں محب خان کے گاؤں سے تھوڑے ہی فاصلے پر ہے۔ میں تیرے پورے خاندان سے واقف ہوں۔ میں پٹھان ہوں، لیکن غریب۔ نڈل کے بعد دینی تعلیم کے لیے یہاں آگیا۔ اور آج استاد محترم کی ”مہربانی“ نے ایسی جگہ مجھے کھڑا کر دیا ہے کہ آگے کنواں پیچھے کھائی۔ اگر اس عارضی نکاح کی خبر محب خان کو ملی تو تجھے معلوم ہے کہ میرا حشر کیا ہو گا اور تجھے یہ بھی معلوم ہو گا کہ سلیم جیسے بڑے لوگ جس سے حلالہ کرداتے ہیں، پھر خود ہی اسے دوسری دنیا کی سیر بھی کرداتے ہیں۔“

مجھے اس پچارے پر ترس آگیا۔ وہ ابھی تک آہ و زاری میں مشغول تھا۔ اس کے کپڑے پھٹے پرانے تھے۔ سر پر پگڑی بندھی ہوئی تھی۔ چہرے پر ڈاڑھی اُگی ہوئی تھی۔ میں نے اس کے سراپے کا جائزہ لیا تو اس حالت کے باوجود وہ مجھے مردانگی کے حسن کا نمونہ لگا۔

پستول کا رخ اور چیلنج :

جب اس نے میری طرف دیکھا تو وہ خوبصورت شکل کا مالک تھا۔ اس کی نظر میرے پکڑے ہوئے پستول پر پڑی تو اس کی ساری مسکینی غائب ہو گئی۔ وہ چہیتے کی طرح اُچھلا اور مجھ سے پستول چھین لیا۔ کہنے لگا: ”ارے کم بخت! عورت ہو کر مجھے پستول کے زعب دکھاتی ہے۔“ پھر بولا: ”اگر اس بات کا ڈر نہ ہو کہ لوگ عورت کے نام کے ساتھ میرا نام لے کر میری موت کو بھی بدنام کریں گے تو میں تجھے کبھی طلاق نہ دوں۔“

میں نے اسے چڑانے کیلئے کہا: ”تو دو ٹکے کاٹا ہے۔ تیرے اندر اتنی جرأت کہاں؟“
بارام نے کہا: ”عورت! اب تجھے طلاق نہیں مل سکتی، لیکن میں تیری اجازت کے بغیر

تیری طرف دیکھوں گا بھی نہیں؟“

عہد و پیمان :

پتہ نہیں کیوں اس کی جلی کٹی سن کر میرے دل میں اس کے خلاف جو نفرت تھی، وہ غائب ہو گئی۔ میں نے دل میں کہا: ”اب ایک بات سن لے، جو کچھ ہوا سو ہوا، مجھے اب طلاق نہیں چاہئے۔“

یہ سنتے ہی اس کی بیجانی کیفیت دور ہو گئی، لیکن ابھی تک وہ خوف زدہ سا لگ رہا تھا۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہنے لگا: ”ایسی صورت میں پہلے تو ہم دونوں کی زندگیوں کو خطرہ ہو گا۔ اور بالفرض یہ لوگ کچھ بھی نہ کہیں تو کیا تم میری غربت کے ساتھ نباہ کر سکو گی؟“ میں نے کہا: ”ہاں!“

”سلیم جیسے خوبصورت نوجوان کو بھلا سکو گی؟“

میں نے جواب دیا: ”اسے میں پہلے ہی بھلا چکی ہوں۔“

وہ بولا: ”اب کیا کرنا چاہئے؟“

میں نے کہا: ”اگر مجھ پر اعتماد کر سکتے ہو تو پھر اسی وقت گاؤں جاؤ اور میرے بابا کو

ساری بات تفصیل کے ساتھ بتا دو۔“

اس نے کہا: ”سر کا خطرہ بھی ہے۔“

میں نے کہا: ”مرد ہو، جاؤ۔“

کہنے لگا: ”اگر تو کہیں چلی گئی تو میرے لیے مصیبت کھڑی ہو جائے گی۔“

بہر حال وہ بابا کے پاس چلا گیا۔

صبح کے وقت وہ بابا کو ساتھ لے کر آ گیا۔ میرا خیال تھا کہ وہ نکاح والی بات گول کر گیا

ہو گا، لیکن اس نے بابا کو سب کچھ بتا دیا تھا۔ محب خان نے میرے ساتھ کوئی سخت بات نہ کی،

البتہ مولوی صاحب سے پوچھا: ”کیا سلیم نے اسے طلاق دی ہے؟“

مولوی صاحب نے کہا: ”ہاں!“

پھر اس نے پوچھا: ”کیا تو نے اس ملا کے ساتھ اس لڑکی کا نکاح باندھا ہے؟“

مولوی صاحب نے اثبات میں جواب دیا اور کہا: ”آج صبح سلیم طلاق لینے آئے گا۔“

محب خان نے کہا: ”اگر اس مٹانے اس لڑکی کو طلاق دی تو میں تم دونوں کو نہیں چھوڑوں گا۔“

پھر وہ مجھے ساتھ لے کر گاؤں روانہ ہو گیا۔ گاؤں آنے کے بعد اس نے ایک آدمی سلیم کے گاؤں بھیجا تاکہ واقعے کی صداقت کا پتہ لگ سکے۔ شاید انہیں میرا اعتبار نہ تھا۔ وہ آدمی دو تین دن کے بعد واپس آیا تو محب خان نے مکمل خاموشی اختیار کیے رکھی۔

فیصلے کا دربار بتاتا ہے :

ایک دن محب خان کے حکم سے گھر کے تمام افراد ایک کمرے میں جمع تھے۔ مجھے بھی بلایا گیا۔ محب خان نے بارام اور اس کے باپ کو بھی بلایا ہوا تھا۔

بارام کا باپ سہا ہوا تھا۔ میں نے بارام کی طرف دیکھا تو اس کے وہی پرانے کپڑے تھے اور سر پر سفید پگڑی بندھی ہوئی تھی، مگر اس کے چہرے پر خوف کا کوئی اثر نہ تھا، البتہ میں ڈر رہی تھی کہ بابا ان بے گناہوں کو کوئی نقصان نہ دے، لیکن پھر میں نے سوچا اگر انہیں نقصان دینا ہوتا تو بلایا انہیں گھر کیوں بلاتے۔

محب خان نے مجھ سے کہا: ”بیٹی!..... تو میری حقیقی اولاد نہیں بلکہ اپنی ماں کے ساتھ آئی تھی۔ اس کے باوجود میں نے تجھے باپ کا پیار دیا، پھر بھی تو نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اگر سلیم نے تجھے طلاق دے دی تھی تو تجھے وہاں ایک لمحہ نہیں گزارنا چاہئے تھا۔ ایک تو، تو طلاق کے بعد بھی کئی دن وہاں رہی۔ دوسرے، تو نے حلالہ کی خاطر دوسرا نکاح کر لیا۔ خیر یہ بھی تو نے اچھا کیا کہ دوسرے نکاح کے بعد مجھے اطلاع دی، لیکن تجھ سے گلا نہیں کیونکہ تیری زگوں میں میرا خون نہیں ہے۔ اگر میری سگی بیٹی ایسا کرتی یا میں نے تیری ماں سے یہ وعدہ نہ کیا ہوتا کہ میں تجھ پر کبھی سختی نہ کروں گا تو اس وقت نہ طلاق دینے والا ہوتا اور نہ طلاق لینے والی اور نہ حلالہ والے حضرات باقی رہتے۔

”بہر حال جو ہوا سو ہوا، اب دو میں سے کوئی ایک بات پسند کر لو..... مصلیٰ یا نیا خاوند۔

مصلیٰ پر بیٹھنے گی تو میری جائداد سے پورا حصہ ملے گا۔ اگر جس سے تیرا نکاح ہوا ہے، اس سے نباہ کرنا چاہتی ہے تو بھی تجھے اجازت ہے، لیکن اس کی حالت دیکھ لے، وہاں تجھے فالتے بھی کاٹنے پڑیں گے۔“

میں خاموش نگاہوں سے چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔
کچھ توقف کے بعد وہ پھر کہنے لگے: ”بیٹی! یہ اجازت اپنی آخرت کے لئے تجھے دے رہا ہوں۔ ورنہ یہ میرے لیے بہت بڑی گالی ہے۔“

بارام کے باپ نے کہا: ”بیٹی! مصلیٰ تیرے لیے بہتر ہے۔ ہم غریبوں کے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ ہم خوش اخلاق بھی نہیں کیونکہ کہ معاشی پریشانیوں ہمیں چڑچڑے پن میں مبتلا رکھتی ہیں۔“

بابا نے بارام اور اس کے باپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ”تم لوگ بے قصور ہو، تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ ہمارے گھر کا فیصلہ ہے۔ فیصلے کے وقت تمہیں اس لیے بلایا ہے کہ یہ جو فیصلہ کرے تم خود ہی سن لو۔“

(اچانک) میں نے فیصلہ سنا دیا: ”مجھے بارام کے ساتھ جانا ہے“

چاروں اطراف سے طعنوں اور گالیوں کی بوچھاڑ آئی۔

محب خان گرجے اور سب لوگ خاموش ہو گئے۔ محب خان نے کہا: ”اچھا ہوا تو نے فیصلہ سنا دیا۔ تو اسی وقت ان کے ساتھ چلی جا۔“ انہوں نے زبردستی سے اپنے چہرے پر نرمی پیدا کرنے کی کوشش کی، لیکن وہ اس کوشش میں ناکام ہو رہے تھے۔ ان کا سارا جسم کانپ رہا تھا۔ گھر کے دیگر افراد پاؤں پیٹتے اور زمین پر تھوکتے گھر سے نکل گئے۔ میں محسوس کر رہی تھی کہ ان لوگوں کے دلوں میں میرے لیے سخت نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ محب خان اگرچہ بہت

۱۔ پشتو دستور کے موافق کوئی عورت یا کنواری لڑکی ساری عمر شادی نہ کرے تو اسے مصلیٰ پر بیٹھنا کہتے ہیں۔ ایسی عورت کو اپنے خاندان میں ایک خاص مقام حاصل ہوتا ہے اور اسے باعزت نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ بالعموم ”مصلیٰ پر بیٹھنا“ اس کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو کنواری ہو اور کسی وجہ سے شادی نہ کرے، جو عورت مطلقہ یا بیوہ ہو، اس کے لیے یہ لفظ استعمال نہیں ہوتا۔ ہاں خاندان کا مشر (بڑا) یا قبیلے کا مشر کسی مطلقہ یا بیوی کو بھی ”مصلیٰ پر بیٹھی“ قرار دے سکتا ہے۔ ایسی صورت میں اسے وہی عزت حاصل ہو جاتی ہے جو کسی کنواری کو حاصل ہوتی ہے۔

لیکن آج کل دیکھنے میں آیا ہے کہ جو عورت مصلیٰ پر بیٹھتی ہے، جوانی میں تو گھر والے اسے سر پر بٹھائے رکھتے ہیں لیکن جب بوڑھی ہو گئی یا شادی کی عمر سے نکل گئی تو پھر اس سے گھر میں کولہو کے تیل کی طرح کام بھی لیا جاتا ہے اور اس کی زندگی کوئی زیادہ اچھی نہیں گزرتی۔

ہی مضبوط اعصاب کے مالک تھے، لیکن اس وقت وہ بمشکل تمام اپنے آپ پر قابو پانے کی کوشش کر رہے تھے۔

میرے منہ سے بات نکل گئی تھی اور اب میں اس پر پچھتا رہی تھی۔ میں اپنا فیصلہ تبدیل کرنے کے لیے لب کھولنا ہی چاہتی تھی کہ محب خان نے کہا کہ: ”بارام اسے لے جاؤ اور میری آنکھوں کے سامنے سے دور کر دو۔ میں اپنی عزت بچاتے بچاتے کیس دین کے دائرے ہی سے خارج نہ ہو جاؤں۔“ یہ کہہ کر وہ بھی گھر سے نکل گئے۔

عارضی خاوند کے ساتھ نئی زندگی کے سفر کی ابتداء :

ایسے حالات میں چاہئے تو تھا کہ میں اپنا فیصلہ بدل دیتی، لیکن مجھ سے کچھ نہیں بن پا رہا تھا۔ میں فیصلہ نہ کر سکی۔ میری حالت ایسی تھی جیسے جنگل میں کوئی انسان راستہ بھول گیا ہو۔ میں سخت بے بسی اور احساس تنہائی کا شکار تھی۔ مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہونے لگی جیسے میرے اندر جذبات ہی نہ ہوں، جیسے کوئی مردہ اور خلی خالی چیز ہوتی ہے۔ قریب تھا کہ میں غش کھا کر گر پڑتی، مجھے دور سے ایک آواز آتی سنائی دی: ”صغریٰ! آؤ چلیں۔“ یہ بارام کی آواز تھی۔ اس آواز نے میرے اندر جیسے روح پھونک دی اور میں ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گئی۔

بارام کے ساتھ میں آگئی تھی، لیکن میرا ضمیر مجھے سخت کچوکے دے رہا تھا۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے بارام کے ساتھ آکر میں نے کسی بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہو۔ میں نے خود کو ان لوگوں کی نظروں میں گرا لیا تھا جن سے میرا کوئی خونی رشتہ تو نہ تھا، لیکن جن کے ہاں مجھے بیٹی اور بہن کی اعلیٰ حیثیت حاصل رہی تھی۔ بارام اور اس کے گھر والوں نے مجھے خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی، لیکن جب اندر ہی خزاں آجائے تو بیرونی دنیا کی ہماریں بے معنی ہو جاتی ہیں۔

اب میرا تیرے ساتھ کوئی رشتہ نہیں :

میری حالت پاگلوں جیسی ہو گئی تھی۔ یہاں آئے ہوئے ابھی ایک ہفتہ ہی گزرا تھا، لیکن ہر لمحہ بھاری ہوتا جا رہا تھا۔ میں سخت اضطراب کا شکار تھی کہ اچانک خلاف توقع محب خان

ہمارے صحن میں داخل ہوئے۔ اس لمحے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ میری ساری پریشانیاں دور ہو گئیں۔ میں دوڑی اور بابا... بابا!..... کہتے ہوئے ان کے قدموں سے لپٹ گئی۔ میں نے خوب دل کھول کر آنسو بہائے۔ وہ کھڑے رہے اور پھر انہوں نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا: ”بیٹی! اٹھو!“

میں اٹھی تو انہوں نے ایک گٹھڑی میری طرف بڑھائی اور کہا: ”اسے نلے او۔ یہ تیری ماں کی امانت ہے۔ یہ وہ زیور ہیں جو میں نے شادی کے موقع پر تیری ماں کے لیے بنوائے تھے۔“ پھر انہوں نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دس ہزار روپے کی رقم بھی میرے ہاتھوں میں تھما دی۔

میں نے کہا: ”بابا!..... مجھے ان کی ضرورت نہیں..... مجھے آپ کی دینی شفقت چاہئے۔“

انہوں نے چہرہ میری طرف سے پھیر لیا اور کہا: ”وہ تو تو خود ہی دھتکار کر چلی آئی ہے۔ انسان قربان کر دیئے جاتے ہیں، لیکن اصول قربان نہیں کیے جاسکتے.... اور.... جو چڑیا ہاتھ سے اڑ جائے، اس کے لئے رونا احمقوں کا کام ہے، جو پانی نالے میں بہہ جائے اسے کون واپس لا سکتا ہے؟ اب میرا تیرے ساتھ کوئی رشتہ نہیں۔ آئندہ میرے سامنے کبھی نہ آنا۔“ ان کی اپنی آواز بھی بھرائی ہوئی تھی۔

میں نے دوبارہ ان کے پاؤں پکڑنے کی کوشش کی تھی، لیکن میرے ہاتھ صرف زمین کو چھو سکے اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے گھر سے باہر نکل گئے۔

استانی کہنے لگی: ”اپنی کہانی سنا کر صغریٰ دل کھول کر روئی۔“

میں نے استانی سے کہا: ”لوگ سچ کہتے ہیں کہ عورت کو کوئی سمجھ نہیں سکتا۔“

استانی نے جواب دیا: ”مرد کی نفسیات عورت کے مقابلے میں زیادہ اچھی ہوئی ہے۔“

(ماہنامہ اردو، جیسٹ اکتوبر 1994ء)

یوں یہ حوا کی بیٹی کہ جس کی صرف ایک طلاق واقع ہوئی تھی اور وہ ابھی باقی تھیں اور وہ ابھی سلیم خان کی ہی بیوی تھی شریعت کی روشنی میں۔ ہاں صرف اتنا تھا کہ سلیم خان بغیر کسی مولوی کے پاس جانے کے گھر میں رہتے ہوئے ہی رجوع کر لیتا اور اپنا گھر سالیٹا۔ لیکن ایک جاہل مولوی کے غلط فتوے نے نہ صرف دو خاندانوں کے رشتوں کو برباد کر دیا بلکہ امت

مسلمہ کی ایک یتیم بچی کو ساری عمر زنا کاری کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا کیونکہ صغریٰ ابھی سلیم خان کے نکاح میں ہی تھی کہ صرف حلالہ کے لیے اس کے پہلے نکاح کے ہوتے ہوئے دوسرا نکاح پڑھا دیا گیا جو شریعت کی روشنی میں نکاح ہوتا ہی نہیں اس لیے کہ پہلا نکاح ختم ہو تو پھر دوسرا ہو سکتا ہے۔ جب پہلا ہی برقرار ہے تو دوسرا کیسے ہو سکتا تھا۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے ایک شخص کی بیوی گھر سے نکل کر کسی اور کے ساتھ نکاح پر نکاح کر لے۔

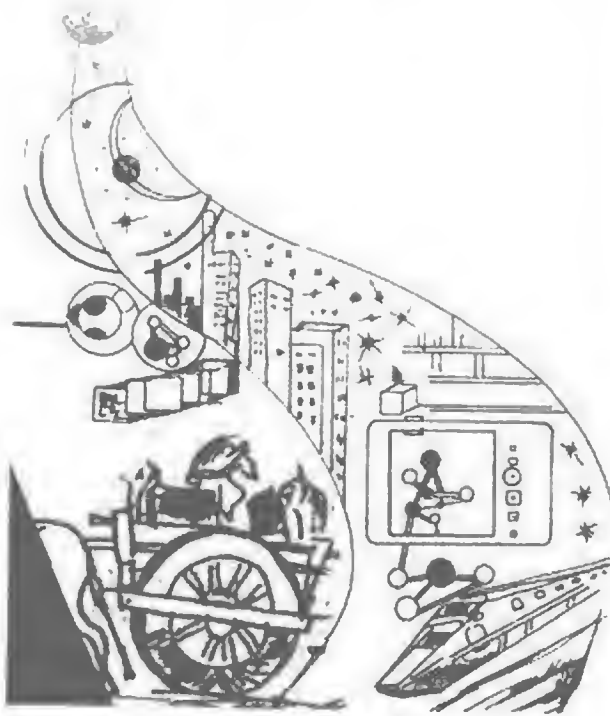
حوا کی کتنی ہی ایسی بد نصیب بیٹیاں ہیں جو حلالہ کے سانحہ کے بعد اپنے ہونٹوں کو سی لیتی ہیں، ذلت و حقارت اور ندامت کا ناگ ان کو ڈستا رہتا ہے لیکن وہ اپنے سلعے ہوئے ہونٹوں سے ہمیشہ خاموش ہی رہتی ہیں۔

کتنی ہی کہانیاں اپنے سینوں میں دفن کیے منوں مٹی کے نیچے جاسوتی ہیں.... اور ہمیں یہ سبق دے جاتی ہیں کہ اندھے قانون نے ہمیں تو کچھ تیلی بنادیا، کھلونا بنادیا، کسی غیر کے بستر کی زینت بنادیا، اور پھر ہمیں زندہ درگور ہونا پڑا... کیا ہمارے بھائیوں اور باپوں اور بیٹوں کی غیرت بھی سو گئی ہے.... جو ہمیں اپنے ہاتھوں سے اس جہنم میں دھکیلتے چلے جا رہے ہیں.... کیا یہی ہمارا مقدر بنا رہے گا؟.... کیا ہمیں پیغمبر آخر الزماں ﷺ کا عطا کردہ عزت و وقار بھی نصیب ہو گا؟ یا یونہی ہم زمین کی آغوش میں پناہ لیتی رہیں گی؟





حلالہ معاشرتی حقائق کی دنیا میں



معاشرے میں حلالہ کے اثرات بد کا جائزہ
اور انسانی معاشرہ حلالہ کو کس نظر سے دیکھتا ہے

حلالہ کی ایک حیثیت تو ان مولوی حضرات کے ہاں ہے جسے وہ خود ساختہ شریعت کا لبادہ اوڑھاتے ہیں جبکہ دوسری حیثیت حقیقی ہے جو کہ معاشرے اور سوسائٹی کے ہاں ہے۔ آئیے دیکھتے ہیں موجودہ معاشرے میں حلالہ اور حلالہ کرنے والے کو معاشرتی حقائق کی دنیا میں کس نظر سے دیکھا جاتا ہے اور ان کی کیا حیثیت ہے؟

کیا حلالہ نکاح کا نعم البدل ہو سکتا ہے؟؟

اے غیور مسلمانو!..... اتنا کچھ جان لینے اور پڑھ لینے کے بعد کیا اب بھی آپ میں سے کوئی کہہ سکتا ہے کہ نکاح حلالہ واقعی نکاح ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ دیوث سابق خاوند اور ملعون ساندھ جانتے ہیں کہ یہ نکاح نہیں ہے، اس مجلس میں بیٹھنے والے سب لوگ جانتے ہیں کہ یہ نکاح نہیں ہے، اس کی مثال تو یوں ہے جیسے دھوبی کو کوئی کپڑا دیں کہ وہ دھو کر پاک کر دے۔ اسی طرح تم نے اس عورت کو سوپا ہے کہ وہ حرام (حلالہ) کر کے تمہیں واپس کر دے اور تم اسے حلال اور پاک سمجھ کر اپنے سینہ سے لگالو! (یہ تو ایسے ہی ہے) کہ دھوبی کو نجس کپڑا دیا جاتا ہے (پاک کرنے کے لیے مگر وہ اسے پیشاب میں بھگو کر لے آئے۔ آپ اسے پاک سمجھ کر پہن لیں!!..... دنیا جانتی ہے کہ یہ (حلالہ کرنے والا) ساندھ اُدھار لیا ہوا ہے، وہ خود جانتا ہے کہ یہ عورت میری بیوی نہیں ہے اور اس عورت کو بھی معلوم ہے کہ یہ ملعون ساندھ، میرا خاوند نہیں۔ اس عورت کے گھر والے بھی جانتے ہیں کہ یہ ملعون شخص ان کا داماد نہیں۔ اگر مولوی حضرات اسے مجبور نہ کرتے تو یہ عورت اسے اپنا ایک بال بھی نہ دکھاتی اور نہ اس کے گھر والے اسے اپنی دلہیز پر چڑھنے دیتے اور نہ ہی اس کا پہلا خاوند اس

کی صورت دیکھنے کا روادار ہوتا.... لیکن افسوس ہے کہ مفتی کے غلط فتوے کی بناء پر آج یہ زنا کاری شریف گھرانوں اور شریف خاندانوں میں داخل ہو گئی۔ اس حرام فعل کا نام ”حلالہ“ رکھ دیا گیا اور شریعت کے مقصد کو کھودیا۔ دین اسلام کو غیروں کی نظروں میں مطعون کر دیا۔

یہ عجیب و غریب نکاح ہے کہ جو چوری چھپے اور دنیا والوں کی نظروں سے بچ بچا کر بند کمروں میں کر دیا جاتا ہے اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہونے دی جاتی۔ نکاح کا اعلان کرنے یا دعوت نامے بھیجنے کی بجائے اس کو انتہائی خفیہ اور صیغہ راز میں رکھا جاتا ہے۔ رسم نکاح کی کسی قسم کی تقریب منعقد نہیں کی جاتی۔ اس موقع پر اگر گھر کے کچھ افراد بادل خواستہ موجود بھی ہوں تو وہ منہ چھپائے پھر رہے ہوتے ہیں.....؟!..... ان کے دل چھلنی ہو کر خون کے آنسو بہا رہے ہوتے ہیں..... انگلیاں کاٹتے اور خون کے گھونٹ پی رہے ہوتے ہیں..... سروں کو جھکائے خاموشی سے کھڑے کسی سے آنکھ نہیں ملا پا رہے ہوتے..... اپنوں سے بھی دبے دبے اور کچھے کچھے ہوتے ہیں..... ایک ٹیس ہوتی ہے کہ کیلجے سے اٹھ رہی ہوتی ہے..... عرقِ ندامت سے ایک درد اٹھتا ہے کہ جو جسم کو تروڑ تروڑ رہا ہوتا ہے..... ان جذبات میں وہ اپنی ہی غیرت، آبرو، عزت، ناموس، عفت کو یعنی اپنی بیٹی کو ایک غیر کے ساتھ ایک کرے کی طرف بھیج رہے ہوتے ہیں..... اور پھر..... یوں وہ اپنی ہی بیٹی کا..... ایک غیر مرد سے..... کرائے کے ساندھ سے..... حلالہ..... کروا کر..... اپنی غیرت و حمیت کو برباد اور اپنی حرمت کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

مقصد نکاح یہاں بالکل فوت اور مفقود ہے۔ مصلحت نکاح یہاں تلاش کرنے سے بھی نظر نہیں آتی۔ اللہ جانے پھر اسے نکاح کیوں سمجھ لیا جاتا ہے؟!؟

مسلمانو..... تم نے کبھی سوچا بھی ہے کہ اس نکاحِ حلالہ کے بعد اس عورت کی سہیلیاں کس طرح اس کی بونیاں نوچیں گی..... تمہیں معلوم ہے کہ کس شرمساری سے اسکی نگاہیں نیچی رہیں گی..... اس عورت کو بے عزت کرنے کے لیے صرف اس ساندھ کا نام لینا ہی کافی ہو گا۔

ان دونوں فرضی میاں بیوی سے دریافت کرو کہ کیا اس نکاح سے نسل انسانی کے بڑھانے کا ذوق تمہیں کبھی ہوا تھا؟..... جو نکاح کی اصلی غرض و غایت ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ یہاں تو اس کا مقصد یہ تھا کہ میں نئی چیز میں منہ ماروں اور کچھ رقم بھی لے لوں اور اس

عورت کا مقصد یہ تھا کہ اس سائڈ کے ذریعہ اپنے پہلے خاوند کی بغلیں ہو جائے۔ یہی اس عورت کی غرض و غایت ہے۔ غیور بھائیو! اگر دنیا سے عقل نہیں اٹھ گئی! اگر قرآن و حدیث کے الفاظ باقی ہیں! اگر فطرت ماری نہیں گئی! جسم میں غیرت زندہ ہے! تو ہم اس نکاح حلالہ کرنے والوں سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے وہ بڑے مولوی یا مفتی جنہوں نے نکاح حلالہ کا یہ تدار طریقہ ایجاد کیا ہے، دانا اور عقل مند تھے یا اللہ تعالیٰ کے رسول؟ کہ جنہوں نے اس کو حرام قرار دیا، جنہوں نے اسے لعنتی امر قرار دیا، جنہوں نے اسے تئیں مستعار یعنی اُدھار لیا ہوا بدست بکرا قرار دیا۔ وہ بھلے تھے؟ جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا والوں کے لیے رحمۃ اللعالمین (ﷺ) بنا کر بھیجا تھا۔ اے دنیا میں رہنے والے خفی بھائیو، مولویو! اور مفتیو!!..... تمہارے ایجاد کردہ اس نکاح حلالہ میں یعنی خوشی کوئی مسرت اس فرضی خاوند کو یا اس عصمت باختہ عورت کو ہوتی ہے۔ کیا مثل دولہا، ذلہن کے ان دونوں کو ایک دوسرے کی لگن لگی ہوئی ہوتی ہے، کیا اس عورت نے مثل دیگر عورتوں کے جھوٹے بہانوں میں دریافت کیا کہ میرے اس ہونے والے خاوند کی کوئی اور بیوی تو نہیں اور اس کے اخلاق کیا ہیں؟ اسکی مالی حالت کیسی ہے؟ کیا کام کرتا ہے؟ یہ چیزیں تو وہاں دریافت ہوتی ہیں جہاں میاں بیوی بن کر زندگی بھر ہمیشہ ساتھ رہنا ہو۔ یہاں تو اس کی گود سے اچھل کر دوسرے کی گود میں جانا مقصود ہے۔

اے میرے خفی بھائیو! کیوں بد قسمتی سے آپ کی آنکھوں پر قیاس کی پٹی بندھ گئی ہے۔ گردنوں میں تقلید کا طوق اور پاؤں رائے و قیاس کی زنجیروں میں جکڑے جا چکے ہیں۔ آپ نے اپنے مفتیوں کی اس خلاف پیغمبریات کو کیسے مانتے ہوئے یہ تسلیم کر لیا کہ ایسا حلالہ والا ذرا امہ اسلام میں جائز ہے اور اس طرح یہ عورت پہلے خاوند کے لیے پاک ہو جائے گی۔ میرے بھولے بھائیو!..... پاک اور حلال تو وہ اب ہے کہ پیارے رسول کے فرمان کے مطابق ابھی اس پر تین طلاقیں ہی واقع نہیں ہوئیں کہ وہ نکاح سے نکل جائے۔ جب ابھی وہ پہلے خاوند کے نکاح میں ہی ہے تو کسی دوسرے مرد کے ساتھ لیٹنے کے لیے اسے مختلف جیلوں بہانوں سے آمادہ کرنا چہ معنی دارد؟.... اللہ کے لیے غور کریں!..... اس طرح تو دانستہ یا مفتیوں کے پیچھے لگتے ہوئے نادانستہ آپ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے دین سے کھیلنا شروع کر دیا ہے، دین الہی کی عظمت و احترام کو روند ڈالا ہے۔ آپ لوگوں نے احکام الہی کو اپنے مولویوں مفتیوں

کے قدموں میں قربان کر دیا، آپ لوگ نہیں دیکھتے کہ نکاح شرعی کرنے والے اپنے نئے رشتے داروں کو تحفے تحائف دیتے ہیں۔ ان کی خاطر مدارات کرتے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے کو پیغام مبارکباد دیتے ہیں۔ لیکن ان میں سے کوئی ایک بات بھی اس نکاحِ حلالہ میں نظر نہیں آتی۔ یہ تو بھاڑے کا ٹٹو، کرایہ کا تیل ہے، جسے تم تھپیٹ لائے ہو اور وہ اپنا کام کر کے چلا جائے گا۔ جس طرح نچر کا مالک مزدوری کر کے اپنا معاوضہ وصول کرتا ہے۔ یہ تو بالکل جانوروں والا کام ہے اور تم اسے نکاحِ حلالہ کہتے ہوئے شرماتے نہیں.... کیا اس نکاحِ حلالہ کا ولیمہ بھی کسی نے کیا ہے اور اس ٹپاک برائے نام نکاح کی کوئی مبارکباد بھی آئی ہے؟ اس خفیہ زنا پر مسلمانوں نے نکاح کی دُعا کی؟ جو کہ شادی کے موقع پر سنت ہے؟ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نکاحِ شرعی کے موقع پر میاں بیوی کے درمیان محبت و اُلفت کے لیے یہ دُعا فرماتے:

((بَارَكَ اللَّهُ لَكُمْ وَ عَلَيْكُمْ وَ جَمَعَ بَيْنَكُمْ فِي خَيْرٍ وَ عَافِيَةٍ.....))

کبھی مسلمانوں نے نکاحِ حلالہ کے موقع پر سنتِ رسول پر عمل کرتے ہوئے یہ دُعا پڑھی؟ ہرگز نہیں۔ دل میں یہ دُعا پڑھنے کا خیال تک نہیں آیا۔ اس نکاحِ حلالہ پر محمد رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی اور بددعا کی ہے۔ نکاحِ حلالہ میں جتنے لوگ شریک ہوں سب کے سب گنہگار اور عند اللہ مجرم ثابت ہوں گے۔

نکاحِ شرعی اور نکاحِ حلالہ میں فرق :

نکاحِ شرعی کا وجود آج سے نہیں اور نہ ہی محمد رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک سے ہے بلکہ اس نکاح کا وجود اس وقت سے ہے جب سے انسان کی آفرینش ہوئی، سب سے پہلے سیدنا آدم علیہ السلام کا نکاح اہل حوا سے ہوا پھر یہ سلسلہ ان کی اولاد میں آیا جو نسلِ بعد نسل جاری ہے اور تاقیامت یہ نکاح ہوتا رہے گا۔ یہ جملہ انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے چنانچہ حدیثِ نبوی ﷺ ملاحظہ ہو :

”چار چیزیں جملہ انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں (i) حیاء کرنا (ii) عطر لگانا (iii) سواک کرنا (iv) نکاح کرنا“

اور فرمایا :

((الْاِنْكَاحُ مِنْ سُتْبَى فَمَنْ رَزِغَ عَنْ سُتْبَى فَلَيْسَ مِنِّي.))

”نکاح میری سنت ہے جو شخص میری سنت سے منہ موڑے اس سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔“

نکاح شرعی بندوں کو مالک حقیقی سے قریب کرنے اور تقویٰ کے اعلیٰ مرتبہ تک پہنچانے کا ایک خاص راستہ ہے۔ ایک حدیث میں بتایا گیا ہے :

”بندہ نکاح کر کے ارہا ایمان محفوظ کر لیتا ہے کیونکہ گناہ کے بڑے ذرائع دو ہیں۔ ایک زبان دوسرا شرمگاہ۔“

آدمی نکاح کر کے ان میں سے ایک بڑے ذریعہ یعنی شرمگاہ پر قابو پالیتا ہے۔ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے خاص نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے بہت اہتمام سے فرمایا :

”اے مسلمان نوجوانو!..... تم میں جو بھی حقوق زوجیت ادا کرنے کی قدرت رکھتا ہو وہ نکاح ضرور کرے کیونکہ اس سے نگاہ میں احتیاط آتی ہے اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے۔“

ایک مقام پر محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے اُمتیوں کو فرمایا :

”اے مسلمانو! شوہر سے محبت کرنا دلی اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو کیونکہ میں تمہاری کثرت کے باعث قیامت میں باقی اُمتوں پر فخر کرونگا کہ میری اُمت بہت زیادہ ہے۔“

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا نکاح کرنا سنت نبوی ہے۔ جو باوجود استطاعت کے نکاح نہیں کرتا وہ نبی کریم ﷺ کے طریقہ پر نہیں ہے۔ جو انسان زنا سے بچنے کے لیے نکاح کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔ نکاح نہ کرنے سے زمین پر فتنہ فساد برپا ہوتا ہے، مومنوں کے لیے دنیا میں نیک عورت سے بڑھ کر افضل اور کوئی چیز نہیں ہے بلکہ اس موضوع پر نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث بھی موجود ہے، آپ نے فرمایا :

”پوری دنیا متاع اور فائدے کی چیز ہے لیکن بہترین متاع نیک عورت (بیوی) ہے۔“

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ :

”دنیا کی چیزوں میں سے میرے دل میں عورت اور خوشبو کی محبت ذالی گئی۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز کو بتایا گیا۔“

یہ چند باتیں نکاح شرعی کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ اب ہم نکاحِ حلالہ پر تھوڑی سی مزید روشنی ڈالتے ہیں کہ نکاحِ حلالہ کیا ہے اور کیا نہیں ہے۔

ہمارے بعض بھائیوں کی طرف سے حلالہ کے جواز میں مستقل رسالے تصنیف کئے

گئے اور اس کا ثواب بھی بیان کیا گیا۔ مثال کے طور پر ایک فتویٰ مدرسہ مظاہر العلوم سارنپور دارالافتاء سے صادر ہوا۔ فتویٰ کا جواب لکھنے والے کوئی عبدالعزیز صاحب تھے، اگر زوجِ اول اور زوجِ ثانی نے نکاحِ حلالہ کے ارادہ کو چھپایا اور زوجِ ثانی نے عورت مطلقہ سے اس ارادہ سے نکاحِ حلالہ کیا کہ اس عورت کو جماع کے بعد طلاق دیدوں گا تاکہ یہ عورت خاوندِ اول کے لیے حلال ہو جائے تو یہ نکاحِ حلالہ بلا کراہت جائز و درست ہے اور اس میں شوہرِ ثانی عند اللہ ماجور بھی ہو گا یعنی اس کو ثواب بھی ملے گا کیونکہ اس نے اصلاح کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ قدم اٹھایا ہے، مسلمان میاں بیوی میں اصلاح کرنا عند اللہ ثواب کا کام ہے۔ لہذا شوہرِ ثانی کو اللہ تعالیٰ کے یہاں اجر عظیم ہوگا۔

نکاحِ حلالہ کی خرابیاں :

حنفی مفتی جو نکاحِ حلالہ کے جائز ہونے کا فتویٰ لکھ کر دیتا ہے اور حنفی مولوی اس فتویٰ کی تصدیق کرتا ہے کہ یہ فتویٰ فقہ حنفیہ کے مطابق حنفی مذہب پر چلنے والوں کے لیے مناسب اور جائز ہے۔ فتویٰ لگا کر الگ ہو جانے والے ان مولویوں سے اس گندے مسئلہ کے بارے میں مت پوچھو بلکہ ان لوگوں سے پوچھو جو اندرونی حالات سے بخوبی مطلع ہیں، کیا وہ عورت جو نکاحِ حلالہ کے چکر میں غیر مرد کا منہ دیکھ لیتی ہے وہ عورت پھر گھر میں باغیرت شریف ہو کر رہ سکتی ہے؟ جس عورت کے منہ جب یہ لو لگ جاتا ہے وہ پھر ادھر ادھر منہ مارتی پھرتی ہے، اب اس سے ایک خاوند پر قناعت نہیں ہوتی پھر یہ عورت بے شرمی بے حیائی، بے حجابی کا مجسمہ بن جاتی ہے۔ اگر فرضاً بظاہر ایسی نہ بھی معلوم ہو، تاہم اس کے بوہے ہوئے خطرناک حوصلے اس کے اٹھے ہوئے حجاب اسے چین سے بیٹھنے نہیں دیں گے۔ وہ جھپ چھپاتے ہی منہ کالا کر گزرتی ہے اور اگر کچھ نہیں تو اپنے فرضی خاوند جو ایک رات کے لیے منہ بولا خاوند بنایا تھا اس سے تو رابطہ خاص سے کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔ اب اس عورت کے لیے دو خاوند ہوئے، ایک تو ظاہری خاوند اور ایک باطنی خاوند، اسے حنفی مولوی اور مفتوی آپ ان خطرناک نتائج سے بے خوف ہو کر کیوں اس سب سے گندے مسئلے کو اسلام کا مسئلہ مانے ہوئے ہو؟ میرے بھائیو! اللہ کے لیے ٹھنڈے دل سے غور و فکر کریں اور سوچیں! کیا آپ کے دلوں میں دینِ اسلام کی غیرت نہیں ہے؟ کیا دینِ اسلام ایسا مسئلہ جائز بنا سکتا ہے؟

درندے کے ہاتھوں مر کر نوچا ہوا گوشت پاک و حلال ہو سکتا ہے۔ غیر مرد کی آنکھیں دیکھی ہوئی عصمت باختہ عورت پھر کیا یا بازی سے باز آئے گی؟

اس نکاحِ حلالہ کے مسئلہ نے ہزاروں خاندان اجاڑ دیئے، سینکڑوں پاک دامن عورتوں کو غیر مرد کی بھینٹ چڑھا دیا۔ وہ عورت جو پاکیزگی کا دوسرا نام ہے آج تمہارے اس غلط مسئلہ کی بدولت عصمت فروش ہو گئی، عورت کا زیور یہ تھا کہ خاوند کی بغل کے بعد وہ قبر کی شکل دیکھتی۔ اس نکاحِ حلالہ کے فتویٰ نے اسے ڈال ڈال چڑھایا اور پتے پتے نچلایا، اس سے اچھا تو یہ تھا کہ اس سانڈھ کے بدلے تم اسے کسی درندے کو سونپ دیتے کہ وہ اسے پھاڑ کھائے کہ اس کا بدن اس سانڈھ بدکار کے ہاتھ لگے۔ اس سے اچھا تھا کہ کوئی شیر اسے پھاڑ کھاتا یا اسے اٹھا کر سمندر میں غرق کر دیتا۔

اے مسلمانو!..... اللہ کریم کے واسطے یہ بتاؤ کہ کیا ایسا مسئلہ ہماری شریعت کا ہو سکتا ہے؟ جس میں یہ خرابیاں یہ فسادات ہوں۔ ہماری شریعت تو تمام شریعتوں سے افضل اور اکمل ہے، حسنِ انتظام، امن عامہ، رعایتِ شرافت، حفاظت کی پوری ضامن یہ شریعت ہے، پھر آپ لوگوں نے اس کے پاک اُجڑے دامن پر یہ گندگی کی چھینٹیں یہ ناپاکی کے قطرے کیسے ڈال دیئے!!

لمحہ فکریہ :

کبھی آپ نے سوچا ہے کہ ہمارے معاشرے میں ایک طلاق یافتہ عورت سے زیادہ حلالہ کرنے والی عورت کا استحصال ہوتا ہے۔ اس کا اثر جہاں میاں کو معاشرے کے تاثرات اور رویوں کی صورت میں برداشت کرنا پڑتا ہے وہاں بیوی کو بھی دوسروں کے ناخوشگوار رویوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے اثرات ان کے بچوں پر بھی پڑیں گے۔ حلالہ کرنے والی خاتون کا بچہ یقیناً معاشرے کے تکلیف دہ رویوں سے گزرے گا۔

اب حلالہ کرنے والی خاتون کی اس معاشرے میں کیا اہمیت رہ جاتی ہے۔ ہم جتنا بھی اس موضوع کو لفظوں کی خوبصورتی میں چھپانے کی کوشش کریں معاشرے کی تیکھی، طنزیہ نظروں اور کلمات سے اس خاتون کا وہ مقام چھن جاتا ہے جو کبھی پہلے اس کا اپنے پہلے شوہر کے گھر میں موجودگی کے وقت تھا اور کبھی ہم نے یہ بھی سوچا ہے کہ اس کا ذمہ دار کون

ہے؟..... ایک مولوی صاحب غلط فتویٰ دینے والے..... ایک باپ، دین میں تحقیق سے غفلت برتنے والا..... ایک بھائی جو اپنی بہن پر ظلم کی آندھیوں کے چلنے کے وقت خاموش رہا۔

حلالہ کا خلاف عقل ہونا :

دین اسلام تو سراسر فطرت کے مطابق ہے۔ عقل کے موافق ہے، دنیا کی مصلحتوں کا مالک ہے، دنیوی ترقیوں کا ضامن ہے، امن و امان کا حامل ہے، سکون و راحت کا باعث ہے، برائی اور فساد کا دافع ہے، جھگڑے بکھیرے کا دشمن ہے وہ حلالہ کا حکم کیوں دینے لگا؟ بلکہ کسی مذہب میں، کسی دیندار کے نزدیک، کسی صاحب عقل کے نزدیک، بلکہ کسی انسان کے نزدیک بھی یہ صورت بستر نہیں ہو سکتی۔ یہ تو دیانت کے خلاف ہے، امانت کے خلاف ہے، شرافت کے خلاف ہے، مروت کے خلاف ہے، غیرت کے خلاف ہے، حمیت کے خلاف ہے۔ خودداری کے خلاف ہے، انسانیت کے خلاف ہے، نکاح میں اور اس میں تو ضد ہے، کالے کو سوں کا فرق ہے، نکاح میں خوشی ہوتی ہے، اس میں ماتم ہوتا ہے۔ نکاح میں بسانا مقصود ہوتا ہے اس میں الگ کرنا مقصود ہوتا ہے، نکاح میں ذات پات ہنر پیشہ صورت شکل علم دین سب کچھ دیکھا جاتا ہے، اس میں تو ان میں سے کسی چیز پر نظر ہی نہیں ہوتی۔ کیونکہ عورت جانتی ہے کہ مجھے تو اسے چاٹ کر چلا آنا ہے۔ مرد جانتا ہے مجھے تو اسے جھونٹی کر کے چھوڑ دینا ہے۔ کلنی ہو تو، اندھی ہو تو، چوہڑی اور چھاری ہو تو، بد صورت ہو تو، فقیرنی ہو تو..... حلالہ کرنے والے کو اس سے کوئی غرض نہیں، اسے تو صرف اس سے منہ کالا کرنا مقصود ہے۔ تعجب ہے ان پر جو علم و فقہ کا دعویٰ کر کے اسے نکاح سمجھ رہے ہیں۔ اور تعجب ہے ان پر جو ان چیزوں کو شرع سمجھ رہے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ان کے ان فتوؤں نے دین کو بدنام کر رکھا ہے۔ ان کے ان مسائل کی وجہ سے ہر کس و نا کس کو اسلام پر اعتراض کرنے کا موقع مل گیا ہے۔ پس اس حلالہ سے جو دراصل حرام ہے بلکہ لعانہ ہے بچو اور جس وجہ سے اس کی ضرورت ہوتی ہے اسے جڑ سے اکھاڑ دو یعنی تین طلاقیں ایک ساتھ دی ہوئی ایک ہی گن لو، جیسے کہ حدیث رسول ﷺ میں ہے، اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہے۔ آہ! کس طرح یہ لوگ دین الہی کو اُٹھتے ہیں اور ان سب چیزوں کو جائز مانتے ہیں؟ پھر اہل توحید کو برا کہتے ہیں، ان پر فتوے

جھاڑتے ہیں کہ یہ ایسی تین طلاقوں کو کیوں ایک کر دیتے ہیں؟ ذرا سی بھی عظمت حدیثِ دل میں ہوتی تو قدر معلوم ہو جاتی ہے۔

جب طبیعت کسی پہ آئے گی
ساری حکمت یہ بھول جائے گی

میں کہتا ہوں کسی غیرت مند باجیا اور غیر مسلم کے سامنے ہی یہ دونوں صورتیں رکھ دو دیکھو شرافت انسانی اور عقل انسانی کیا فیصلہ کرتی ہے؟ آہ کیسا دل گداز منظر ہے کہ نہ عورت اس غیر مرد سے واقف ہے نہ اس مرد نے اس عورت کو کبھی دیکھا ہے۔ نہ عورت والے اس سانڈھ سے خوش ہیں نہ عورت اس کرائے کے ٹٹو کی طرف راغب ہے۔ نہ اس کامیاں ایسا بھڑوا ہے نہ یہ عورت ایسی بدکار ہے۔ پھر بھی انہیں مفتی صاحب کے فتوے نے مجبور کر دیا ہے کہ وہ عورت اس کی بغل میں جا لیٹے اسے سیڑھ کاری کرنے دے اس کے ماں باپ دم بخود بیٹھے رہیں۔ اس کا خاوند باہر منتظر کھڑا رہے کہ کب یہ فارغ ہو کر آئے؟ اور کب طلاق دے؟ تاکہ میرا گھر بس جائے اور میرے بچے گوارے میں جھولنے لگیں مسلمانو! شرم شرم شرم اللہ کی قسم! غیرت کا مقام ہے شرم کی جگہ ہے اللہ کے لیے غور کرو اور اس مسئلے کو جو قرآن حدیث غیرت شرم حیا دین دنیا کے خلاف ہے ترک کرو۔ پھر یہ بھی سوچو کہ جس عورت کی چار آنکھیں ہو گئیں جو دوسرے کی بغل گرما آئی۔ یہ آپ کے اب کس کام کی؟ یہ کتے کی چھوڑی ہوئی ہڈی اب کس مطلب کی رہی؟ اور کیا یہ عورت اب اس اکیلے خاوند پر قناعت کرے گی؟ جس کے دیدے کا..... پانی ڈھل گیا؟ کیا اب اپنے تئیں روک سکے گی؟..... کیا یہ ہر گل کی بلبل نہ بن جائے گی؟..... اسی لیے اللہ کے رسول ﷺ نے اسے حرام کہا۔ اسے فعل لعنت بتلایا صحابہ رضی اللہ عنہم نے بلاجماع اسے حرام کہا۔ اسی طرح تابعین رضی اللہ عنہم نے بھی اسے حرام کہا۔

حلالہ کی بے حیائی کا بھیانک منظر:

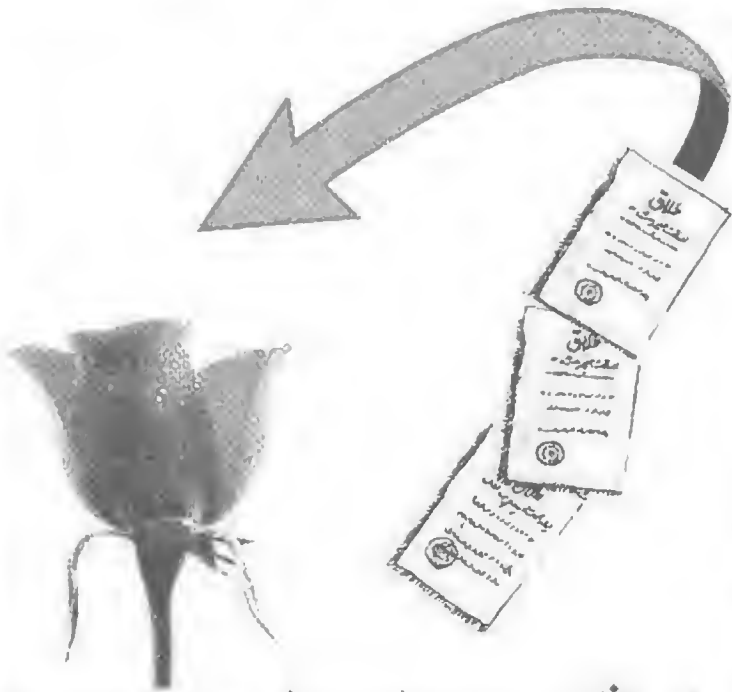
حلالہ کے علمبردار اور حلالہ کو شریعت کا مسئلہ ثابت کرنے والے بھائیو! اللہ کے لیے درو دل سے کہتا ہوں کہ اس مسئلہ سے ہٹ جاؤ۔ حلال کو حرام نہ کرو کہ پھر تمہیں حرام کو حلال کر کے پھر اس حرام سے حرام کو حلال کرنے کی ضرورت پڑے۔ سیدھا سادہ شریعت کا

پاک مسئلہ ہے صرف فقہاء کے قول سے اس پر کیوں ڈٹتے ہو؟ تم تو ہندوؤں کے نیوگ پر شیعوں کے متعہ پر ہنتے تھے لیکن آہ! آج تم نے دوسروں کو اپنے پر ہننے کا موقع دیا۔
 کہا تھا بلبل سے حال میں نے تیرے ستم کا بہت چھپا کر
 یہ کس نے ان کو خبر سنائی کہ ہنس پڑے پھول کھل کھلا کر
 تمہاری غیرت و حمیت نے اسے کیسے قبول کر لیا؟ مسلمان پاک دامن عورتو! کیا خفی مذہب کا یہ مسئلہ تمہارے نزدیک قابل قبول ہے؟ واللہ ایک باحیا عورت ایک مسلمہ عورت مرجانا قبول کر لے گی لیکن کسی ایسے کے پاس جانا قبول نہ کرے گی۔ ایک عصمت آب خاتون اپنے خاوند کے منہ کے بعد قبر کا منہ دیکھتی ہے وہ دوسروں کے منہ پر تھوکتا بھی پسند نہیں کرتی۔



طلاق کی چٹری

ایک مجلس کی تین طلاقیں سے رجوع ہو سکتا ہے !!



ایک حنفی (دیوبندی) عالم دین کا نعرہ مستانہ اور اعلان حق

اصل مسئلہ جو اس فتنہ فساد کی جڑ ہے، جو گندگی کا باعث ہے..... جو حلالہ کا مرحلہ درپیش آنے کا موجب بنتا ہے، وہ کچھ یوں ہے کہ کسی مسئلہ پر جب کبھی میاں بیوی کے درمیان اختلاف رائے رونما ہوتا ہے..... جھگڑا، لڑائی یا کبھی کبھی مار کٹائی بھی ہوتی ہے..... مرد غصے میں آتا ہے تو وہ اپنی بیوی کو کہتا ہے کہ تجھے تینوں طلاقیں ہوں یا کہتا ہے کہ ”تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے۔“ یوں تین دفعہ جب وہ طلاق کہہ دیتا ہے تو پھر غصہ ٹھنڈا ہونے پر مولوی کے پاس جاتا ہے، مولوی اس کو کہتا ہے ”چونکہ تمہاری بیوی کو طلاق ہو چکی ہے اس لیے اب دوبارہ گھر بسانے کے لیے حلالہ کروانا ہو گا.....“ یہیں سے انسانیت کی تذلیل کا دروازہ کھلتا ہے۔ مسئلہ یہ ہے اس طرح تین دفعہ طلاق کہنے سے کیا طلاق ہو جاتی ہے، کیا بیوی مرد پر حرام ہو جاتی ہے؟؟ ذیل میں ہم مشہور خفی عالم مولانا محفوظ الرحمن قاسمی فاضل دیوبند کا وہ تحقیقی مقالہ من و عن دے رہے ہیں جس میں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں کو ایک ہی شمار کیا جائے گا تو عزت بچے گی۔ یہ ایک علمی مقالہ ہے جس کو بندہ نے تہذیب و ترتیب دے کر اور اعراب وغیرہ لگا کر اپنی اس کاوش کا تمہ بنا دیا ہے تاکہ خفی بھائیوں کو آگاہی ہو سکے اور امت محمدیہ کی بیٹیاں اس کاوش کے نتیجے میں حلالہ کی پھانسی لگ کر زندہ درگور ہونے سے بچ جائیں۔

اس مقالہ کو فروری 1992ء کو مجلس نشر السنہ مخدوم رشید ملتان نے حرفِ اول کے اضافہ کے ساتھ شائع کیا۔ ہم اس کو من و عن دے رہے ہیں بغیر کسی کمی بیشی کے کہ اسے میرے حلالہ کے علمبردار بھائی!.....

شاید کہ اُتر جائے تیرے دل میں میری بات

قرآن و حدیث تو یہی بتاتے ہیں جیسا کہ آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں کہ اس طرح تین طلاق کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی جب تک وہ تین طہروں (یعنی تین حیضوں) میں تقریباً ایک ایک ماہ کے بعد طلاق نہ دے۔ اس سے معلوم ہوا جب طلاق ہی نہیں ہوئی تو بیوی حرام کیسے ہو گئی اور حلالہ کیوں ضروری ٹھہرا؟... یہی بنیادی مسئلہ ہے کہ اگر اس کو مان لیا جائے کہ ایک طہر (ایک حیض) (تقریباً ایک ماہ کے اندر آدمی کی طرف سے ایک ہزار بار بھی طلاق کا لفظ بیوی کے لیے بولا جائے، طلاق واقع نہیں ہوتی اور نہ ہی اس مرحلہ تک پہنچ کر عزت و ناموس کا جنازہ نکلوانے کی ضرورت پڑتی ہے۔

اب حنفی علماء بھی ایک مجلس کی تین طلاقیں کو ایک مانتے ہیں کہ جس سے حلالہ جیسے ہلاکت خیز پھندے اور شکنجے میں پھنسنے کی نوبت نہیں آتی۔

انہی امورِ قبیحہ کے اثراتِ بد کو معاشرے میں ایک ناسور کی طرح پھیلنے ہوئے اور سراپت کرتے ہوئے دیکھ کر ہندوستان سے اقبال ورق والا ایڈوکیٹ نے متعدد علماء کی وساطت سے ایک سیمینار منعقد کیا اور سیمینار میں اپنے تحریری مقالے کو پڑھنے کے لیے ان کے پاس ایک سوالنامہ بھیجا تاکہ وہ اپنے مقالے لکھ کر سیمینار میں لائیں اور طلاق کے مسائل کی وضاحت کریں تاکہ حلالہ کے شر سے امت کو بچایا جائے۔ علماء کو بھیجے گئے اس سوالنامہ کی عبارت یوں تھی:

اے علمائے ذی شان!

”عام طور سے لوگ جمالت اور شرعی احکامات سے نادانیت کی وجہ سے بیک وقت تین طلاقیں دے بیٹھتے ہیں اور بعد میں جب طلاق کے مغلف ہونے کا فتویٰ ملتا ہے تو وہ کچھتانے لگتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ میری نیت تین طلاق دینے کی نہیں تھی، محض تاکید کے طور پر طلاق کا لفظ تین مرتبہ ڈھرایا تھا اور کوئی کہتا ہے کہ تین طلاق کے الفاظ میں نے اس لیے استعمال کیے تھے کہ میں سمجھ رہا تھا کہ اس کے بغیر طلاق واقع ہی نہیں ہوتی۔

پھر ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقیں کو مغلف قرار دینے کے بعد حلالہ کرنے کی فتیح صورتیں تجویز کی جاتی ہیں اور ناروا حیلے تلاش کیے جاتے ہیں۔ اس صورتِ حال نے ایک طرف تو مسلمانوں کی معاشرتی زندگی میں مشکلات پیدا کر دی ہیں اور دوسری طرف مسلم پرسنل لاء اور اسلامی نظامِ معاشرت کے مخالفین اس صورتِ حال سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی

کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ وہ بیک وقت دی ہوئی تین طلاقوں کے واقعات کو رنگ آمیزی کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور ان کا سہارا لے کر دین پر حرف زنی کرتے ہیں۔ اس لیے ان تمام پہلوؤں کو سامنے رکھ کر مسئلہ کا کوئی حل تلاش کرنا ہے۔

مجلس مذاکرہ کے لیے جو 4، 4 اور 4 نومبر 73ء کو احمد آباد میں منعقد ہو رہی ہے آپ جو مقالہ مرتب فرمائیں گے اس میں اپنے نقطہ نظر کو مدلل طور پر پیش کرنے کے ساتھ درج ذیل سوالات کے جوابات بھی عنایت فرمائیں تو مناسب ہوگا:

① کیا محض طلاق کا لفظ تین مرتبہ ذہرانے سے یعنی بیک وقت طلاق، طلاق، طلاق کہہ دینے سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں جبکہ طلاق دینے والا شخص کہتا ہو کہ میری نیت صرف ایک طلاق کی تھی؟

② کوئی شخص ایک مجلس میں تین طلاقیں دیتا ہے، لفظ ”تین“ کی صراحت کے ساتھ لیکن وہ کہتا ہے کہ میں سمجھ رہا تھا کہ تین کا لفظ جب تک استعمال نہ کیا جائے طلاق واقع ہوتی ہی نہیں۔ اس صورت میں تین طلاقیں واقع ہوں گی یا ایک؟

③ کیا ایک مجلس کی تین طلاقوں کے مغلفہ ہونے پر امت کا اجماع ہے؟ اگر نہیں تو ان علماء اور فقہاء کے نام تحریر فرمائیں جو ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دیتے ہیں۔

④ آپ کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقوں کے مسئلہ کا کیا حل ہے؟ اسے ایک شمار کیا جانا چاہیے یا تین؟

محترم جیب الرحمن اقبال ورق والا ایڈوکیٹ کنوینز اسلامک ریسرچ سنٹر احمد آباد بعد میں اس سیمینار میں پڑھے گئے مقالہ جات کو کتابی شکل بھی دی گئی۔ سب مقالہ جات پڑ مغز تھے لیکن ہم نے مولانا محفوظ الرحمن کا مقالہ منتخب کیا۔ مولانا مسکنا دیوبندی ہیں لیکن فراخ دلی سے سیمینار میں اپنی تحقیقات انہوں نے عوام کے سامنے رکھ دیں۔

پرانے حرفِ اول کو ہم بھی اس مقالہ کا آغاز بنا رہے ہیں اب آپ یہ مشہور مقالہ پڑھیں لیکن اس سے قبل یہ پڑ مغز حرفِ اول ملاحظہ ہو۔ حرفِ اول میں مزید لکھتے ہیں :

حرفِ اول

ایک مجلس کی تین طلاق کے بعد ہمارے معاشرے میں کافی مخدوش حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ نومبر 1973ء کو اس کے بارے میں ہندوستان کے مشہور شہر احمد آباد (گجرات کاٹھیاواڑ) میں ایک مجلس مذاکرہ کا اہتمام کیا گیا ہے جس کی صدارت مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحب دیوبندی سرمدہ ندوۃ المصنفین دہلی نے فرمائی تھی۔ اس موضوع پر جن اکابر علماء دیوبند نے اپنے علمی مقالے پیش کیے تھے ان میں خاص طور پر مولانا سعید احمد اکبر آبادی فاضل دیوبند اور مولانا محفوظ الرحمن قاسمی فاضل دیوبند نے اپنے علمی حقائق سے ثابت کیا کہ ایسے مخدوش حالات اور عوام کی دینی لاشعوری کے تحت اگر کوئی جذبات میں آکر اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاق دے دے تو ہمارے نزدیک ان تین طلاقیں کو ایک ہی سمجھا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ شواہد علیہ کے بعد ہماری یہی رائے ہے۔ اسی طرح ہمارے ملک کے ایک فاضل اہل علم مولانا کرم شاہ صاحب فاضل جامعہ ازہر آف بھیری جو بریلوی مکتب فکر کے ایک ممتاز عالم ہیں، اس مسئلے پر ایک مدلل اور تفصیلی مقالہ لکھا ہے جس میں انہوں نے ثابت کیا کہ ایسے حالات میں میرے نزدیک اس پر عمل کرنا افضل ہے کہ تین طلاق کو ایک طلاق شمار کیا جائے۔ بریلوی اور دیوبندی مسلک کے جن اہل علم نے طلاق کے جس مخدوش نتائج سے مسلمانوں کی نجات دلائی ہے ہم ان کے بے حد شکر گزار ہیں۔

مولانا محفوظ الرحمن قاسمی فاضل دیوبند نے اپنے مقالے میں نہایت پر مغز علمی شواہد پیش کیے ہیں۔ ہم ان کے اس علمی مقالے کو آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ اس کے بعد اگر کوئی صاحب علم طلاق کے اس مسئلے کو جمل و اختلاف کا میدان بناتا ہے تو اس صاحب کی بصیرت پر جس قدر بھی ماتم کیا جائے بہت ہی کم ہے۔

ادارہ: مجلس نشر السنہ، مخدوم رشید (ملتان) 15-2-92

طلاق ثلاثہ کے موضوع پر غور و فکر کے لیے میرے نزدیک چار بنیادیں ہیں۔ ان پر غور کرنے کے بعد ہمیں فیصلہ کرنا چاہئے کہ ہمارے لیے موجودہ حالات میں کون سا راستہ زیادہ قابل قبول اور قابل عمل ہے۔

① کیا تین طلاق کو ایک سمجھنے کا خیال دور نبوت سے ہی آرہا ہے؟ اور کیا احادیث میں اس کے لیے کوئی بنیاد موجود ہے یا نہیں؟ اگر اس کی بنیاد موجود ہے اور دور نبوت سے ہی بحث و گفتگو کی گنجائش چلی آرہی ہے تو اب ہمارے لیے اور مسکوں کی طرح یہاں بھی دیکھنا ہو گا کہ ہمارے معاشرے سے کوئی صورت زیادہ مناسب ہے، اس کو اختیار کر لیا جائے۔

② غور و فکر کی دوسری بنیاد یہ ہے کہ کیا تین طلاقیں ایک ساتھ کوئی محمود اور پسندیدہ شے ہے؟ اگر نہیں تو کیوں نہ ایسی شکل پر غور و فکر کر لیا جائے جو سنت کے مطابق اور شریعت کے منشا کے عین مطابق ہو۔

③ غور و فکر کی تیسری بنیاد کیا فقہ حنفی میں اس کی گنجائش ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے اقوال سے ہٹ کر کسی دوسرے امام یا مجتہد کے قول پر عمل کیا جائے۔

④ غور و فکر کی چوتھی بنیاد ہمارے معاشرتی اور سماجی حالات ہمیں کون سی صورت اختیار کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ قانون کی عمدگی کے لیے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ اس میں معاشرہ کے لیے زیادہ سے زیادہ خیر و فلاح کی ضمانت ہو۔

پہلی بنیاد، تین طلاقوں کو ایک شمار کرنا :

آئیے! اب ہم پہلی بنیاد پر غور کریں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں تین طلاق کو ایک شمار کرنے کا خیال لغو و باطل نہیں بلکہ اس کی بنیاد ہے اور اہل سنت و الجماعت کا ایک طبقہ ہمیشہ سے اسے تسلیم کرتا آیا ہے۔ اس کے لئے ہم مختصراً چار احادیث نقل کرتے ہیں۔ بخاری و مسلم کی روایت ہے، ابو صبانہ ابن عباسؓ سے کہا: ”کیا آپ کو معلوم ہے کہ تین

طلاق دور نبوت اور دور ابو بکر اور خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی برسوں میں ایک ہی مانی جاتی تھیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ہاں یہ بات مجھے معلوم ہے۔“

مسلم، ابوداؤد، نسائی، حاکم، بیہقی میں ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ زمانے میں اور خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دو برسوں میں تین طلاق ایک ہی سمجھی جاتی تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ: ”لوگ اس معاملہ میں جلد بازی سے کام لینے لگے ہیں جس میں ان کیلئے توسع تھا۔ لہذا ہم اس کو جاری کر دیں، سو آپ نے جاری کر دیا۔“ ابوداؤد کی روایت ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”إِذَا قَالَ أَنْتَ طَلَّقْتُ ثَلَاثًا بِنَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَهِيَ وَاحِدَةٌ“

”کسی نے اگر ایک ہی جملہ سے تین طلاقیں دیں تو وہ ایک ہی رہیں گی۔“

مسند احمد جلد اول میں واقعہ مذکور ہے کہ ”رکائے بڑے نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو مراجعت کرنے کا اختیار دیا۔“ ان احادیث میں سے اگر کوئی حدیث ضعیف بھی ہو یا محل کلام ہو تو متعدد طریقوں سے جو مرویات آتی ہیں، وہ اس ضعف کی تلافی کر دیتی ہیں۔ مولانا عبدالحی لکھنوی عمدۃ الرعایہ جلد دوم صفحہ 71 پر تحریر فرماتے ہیں:

”وَالْقَوْلُ الثَّانِي أَنَّهُ إِذَا ضَلَّتْ ثَلَاثًا تَقَعُ وَاحِدَةٌ رَجْعِيَّةٌ وَهَذَا هُوَ الْمَنْقُولُ

عَنْ بَعْضِ الصَّحَابَةِ وَبِهِ قَالَ دَاوُدُ الظَّاهِرِيُّ وَاتَّبَاعُهُ وَهُوَ اخْتِ

الْقَوْلَيْنِ لِمَالِكٍ وَبَعْضِ أَصْحَابِ أَحْمَدَ“

”یعنی دوسرا قول یہ ہے کہ شوہر اگر تین طلاق دیدے تب بھی ایک ہی رجعی پڑے گی اور یہ

وہ قول ہے جو بعض صحابہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ داؤد ظاہری اور ان کے متبعین اسی کے

تاکل ہیں۔ امام مالک کا بھی ایک قول یہی ہے۔ امام احمد کے بعض اصحاب بھی اسی کے تائل

ہیں۔“

علامہ یعنی عمدۃ القاری شرح بخاری جلد 9 ص: 537 پر تحریر فرماتے ہیں:

”طاؤس ابن اسحق، حجاج ابن ارطاة نضی، ابن مقاتل اور ظاہریہ اس طرف گئے ہیں کہ اگر

شوہر بیوی کو ایک ساتھ تین طلاق دیدے تو ایک واقع ہوگی۔ ان لوگوں نے ابو صہبہ کی اس

روایت سے استدلال کیا ہے جو مسلم شریف میں ہے۔“

آپ ناموں کی فرست پر نگاہ ڈالئے، یہ حضرات اپنے وقت کے جلیل القدر علماء کی

فہرست میں آتے ہیں۔ جناب طاؤس زبردست فقیہ ہیں محمد بن اسحاق امام المغازی ہیں۔ حجاج بن ارطاة کوفہ کے مشہور فقیہ ہیں، ابراہیم نخعی امام ابو حنیفہ کے استاد ہیں اور محمد بن مقاتل رازی امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے شاگرد رشید ہیں۔ علامہ عینی کی جو عبارت اوپر منقول ہوئی ہے قریب قریب انہیں الفاظ کے ساتھ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں بھی لکھا ہے۔ امام نووی شارح مسلم نے صفحہ 478 جلد اول میں بھی قریب وہی الفاظ نقل کیے ہیں۔ نیل الاوطار جلد 6 صفحہ 245 پر علامہ شوکانی لکھتے ہیں۔ ”اور اہل علم کا ایک گروہ اس طرف گیا ہے کہ طلاق طلاق کے پیچھے واقع نہیں ہوتی اور ایسی صورت میں صرف ایک طلاق پڑتی ہے۔“ صاحب بحر نے اس کو ابو موسیٰ اشعری سے اور ایک روایت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اور ابن عباس سے طاؤس، عطاء، جابر بن یزید بادی، قاسم، ناصر، احمد بن عیسیٰ، عبد اللہ بن موسیٰ بن عبد اللہ اور ایک روایت زید بن علی سے نقل کی ہے۔ اسی طرف متاخرین کی ایک جماعت گئی ہے۔ جس میں علامہ ابن تیمیہ، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اور محققین کی ایک جماعت شامل ہے، اور ابن المنذر نے اس کو اصحاب ابن عباس، عمر بن دینار وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ اور مشائخ قرطبہ محمد بن لقی محمد بن عبد السلام وغیرہ کی ایک جماعت کافوتی اس قول پر نقل کیا ہے۔ ابن مغیث نے اس کو عبد اللہ بن مسعود، عبد الرحمن بن عوف، زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے فتاویٰ میں بیان کیا ہے کہ ان کے جد امجد ابو البرکات مجد الدین عبد السلام حرانی بھی کبھی کبھی طلاق ثلاثہ کے ایک طلاق رجعی ہونے کافوتی دیتے تھے۔ امام رازی نے تفسیر کبیر صفحہ 248 جلد دوم میں هُوَ اِخْتِيَارٌ كَثِيرٌ مِنْ عُلَمَاءِ الدِّينِ یعنی یہی مسلک بہت سے علماء دین کا پسندیدہ ہے۔ روح المعانی جلد 2 ص 137 پر ہے۔

”وَتَحَالَفَ فِي ذَلِكَ الْإِمَامِيَّةُ وَبَعْضُ مِنْ أَهْلِ لِسْنَةِ كَالشَّيْخِ أَحْمَدَ

بَنِي تَيْمِيَّةَ وَمَنْ أَتَّبَعَهُ“

یعنی اس مسئلے میں امامیہ اور بعض اہلسنت و الجماعت کے افراد جیسے علامہ ابن تیمیہ اور ان

کے متبعین احناف کے خلاف ہیں۔

امام طحاوی نے بھی معانی الآثار ص 32 جلد 2 میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کرنے

کے بعد لکھا ہے :

”فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَىٰ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا مَعًا وَفَعَّتْ عَلَيْهَا وَاحِدَةً“

امام طحاوی نے بھی لفظ قوم سے کثیر افراد کی طرف اشارہ کیا ہے۔ علامہ آلوسی نے اپنی تفسیر روح المعانی میں بتلایا ہے کہ ابتداء ہی سے یہ مسئلہ اجتہادی رہا اور کوئی واقعہ ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ یہ معاملہ نبی مکرم ﷺ تک پہنچا اور آپ نے اس کی کوئی ایک شکل متعین فرما دی۔ وہ لکھتے ہیں :

”وَهَذِهِ مَسْئَلَةٌ اجْتِهَادِيَّةٌ كَانَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ يُرَدِّ فِيهَا التَّصْحِيحُ أَنَّهُا رُفِعَتْ إِلَيْهِ فَقَالَ فِيهَا شَيْئَانِ“

ہمارے احناف بھی مثلاً قہستانی وار طوطاوی وغیرہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ صدر اوّل میں تین طلاق ایک ہی سمجھی جاتی تھی۔ طوطاوی در مختار ص 105 جلد دوم کے حاشیہ میں اس کو نقل فرماتے ہیں :

”إِنَّهُ كَانَ فِي الصَّدْرِ الْأَوَّلِ إِذَا أُرْسِلَ الثَّلَاثُ جُمْلَةً لَمْ يُحْكَمْ إِلَّا بِوُقُوعٍ وَاحِدَةٍ إِلَى زَمَنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ثُمَّ حُكِمَ بِوُقُوعِ الثَّلَاثِ سِيَاسَةً لِكَثَرَتِهِ بَيْنَ النَّاسِ“

قہستانی نے جامع الرموز ص 321 اور مجمع الانهر شرح ملنقی الابهر میں قریب قریب وہی الفاظ نقل کیے ہیں، لہذا اس کو ترک کر دیا گیا ہے۔

عصر حاضر کے علماء میں علامہ شبلی نعمانی نے بھی الفاروق میں طلاق ثلاثہ کو تین ماننا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اولیات میں شمار کیا ہے۔ آخر مسلم شریف ہی میں تو موجود ہے کہ ”عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو جاری کر دیا“ اس سے خود معلوم ہوتا ہے کہ دور اوّل میں تین نکاح تین سمجھنا عمومی طور سے نہ تھا ورنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جاری کرنے کی ضرورت کیوں پیش آتی؟ علامہ ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اس خیال کو کہ تین طلاق لفظ واحد سے ہو تو ایک ہی سمجھی جائے گی، اس کی نظیریں پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”شریعت لعان میں چار قسموں کو ضروری قرار دیتی ہے۔ مگر ایک ہی لفظ سے کوئی چار قسمیں کھالے تو ہمارے فقہاء اس کو نا کافی سمجھتے ہیں۔ وہ الگ الگ چار قسموں کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح اگر شریعت تین طلاق کو مباح کرتی ہے

اور یکجا استعمال کو معصیت بھی بتلاتی ہے تو ضروری ہے کہ ان کو الگ الگ رکھا جائے اور ایک جملے سے ادا کی جانے والی طلاق کو ایک ہی سمجھا جائے۔ بالکل اسی طرح جس طرح ری جمار کے لیے سات کنکریوں کا ہونا ضروری ہے۔ اگر ایک دفعہ میں سات کنکریاں مار دے تو وہ ایک ہی سمجھا جائے گا۔ ”جس طرح کسی نے قسم اٹھائی کہ رسول اللہ ﷺ پر ایک لاکھ دفعہ درود شریف پڑھے گا۔ اب اگر اس نے صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مِائۃً اَلْفَ کہہ دیا تو یہ ناکافی سمجھا جائے گا۔ بلکہ الگ الگ ایک لاکھ درود پڑھنا پڑیں گے، جب جا کر قسم پورا کرنے والا کہلائے گا۔“ ہمارے علماء ان قیاسات کو قیاس مع الفارق بتلاتے ہیں۔ مگر ان تاویلوں کی حیثیت اتنی قوی نہیں کہ اس میں گفتگو کی گنجائش نہ ہو۔

ان تمام تحریروں پر غور کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ تین کو ایک کہنے کا خیال بعد کی پیداوار نہیں ہے، بلکہ اس کی بنیاد دو نبوت اور دو صحابہؓ ہی میں ملتی ہے اور اس کے حق میں بھی نقلی اور عقلی دلائل ہیں اور شروع ہی سے علماء اہلسنت و الجماعت کا ایک طبقہ اسی کو ماننا آ رہا ہے۔ لہذا طلاق ثلاثہ کو ایک باور کرنے کا خیال لغو و باطل نہیں بلکہ اگر اصح نہیں تو صحیح ضرور ہے، راجح نہیں مگر لغو اور باطل نہیں کہا جاسکتا۔

دوسری بنیاد، ایک مجلس میں تین طلاقیں دینا کیسا ہے؟

غور و فکر کی دوسری بنیاد تھی کہ کیا تین طلاقیں ایک ساتھ کوئی محمود اور پسندیدہ شے ہے؟ اس کا جواب بالکل نفی میں ہے۔ احادیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ناپسندیدہ ہی نہیں، سخت معصیت کا موجب بھی ہے، نسائی میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے ڈالی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر غصہ میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

«اَيُّلَعَبَ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاَنَا بَيْنَ اَطْهَرِكُمْ»

”کیا اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیل کیا جا رہا ہے حالانکہ میں (ابھی) تمہارے درمیان

موجود ہوں۔“

اس حرکت پر رسول اللہ کے غصے کی کیفیت دیکھ کر ایک شخص نے پوچھا: ”کیا میں اسے قتل نہ کر دوں؟“ امام طحاوی نے روایت نقل کی ہے کہ: ”ایک شخص ابن عباس

بُیُوتِہ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ: ”میرے چچا نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے ڈالی ہیں۔“ انہوں نے جواب دیا: ”إِنَّ عَمَلَكَ عَصَى اللَّهَ فَأَنْتُمْ وَأَطَاعَ الشَّيْطَانَ“ (تیرے چچا نے اللہ کی نافرمانی کی اور گناہ کا ارتکاب کیا اور شیطان کی پیروی کی) عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ان کی بیوی سے رجوع کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے پوچھا: ”اگر میں اس کو تین طلاقیں دے دیتا تو کیا پھر بھی رجوع کر سکتا تھا؟“ فرمایا: ”لَا كَأَنْتَ تَبِينُ مِنْكَ وَكَأَنْتَ مَعْصِيَةٌ“ (نہیں، وہ تجھ سے جدا ہو جاتی اور یہ فعل معصیت ہوتا)۔ علامہ زحشری نے تفسیر کشاف میں بیان کیا ہے کہ ”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جو شخص ایسا آتا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہوں، وہ اسے مارتے تھے اور اس کی طلاقوں کو نافذ کر دیتے تھے۔ سعید بن منصور نے یہی بات صحیح سند کے ساتھ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کی ہے۔ اس معاملہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عام رائے وہ ہے جس کو صاحب فتح القدیر نے جلد 2 ص 146 پر نقل کیا ہے، امام محمد نے ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے:

”إِنَّ الصَّحَابَةَ رَضُوا بِسَجِّتُونَ أَنْ يُطَلِّقَهَا وَاحِدَةً ثُمَّ يَرْجِعُوهَا
حَتَّى تَحْضِيَ ثَلَاثَةَ حَضِيٍّ“

”صحابہ رضی اللہ عنہم اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ آدمی بیوی کو صرف ایک طلاق دے اور اسے
چھوڑے رکھے یہاں تک اسے تین حیض آجائیں۔“

یہ ابن ابی شیبہ کے الفاظ ہیں۔ خود امام محمد کے اصل الفاظ یہ ہیں:

”كَأَنَّهُمْ يَسْتَجِتُونَ أَنْ لَا يَرْجِعُوا فِي الطَّلَاقِ عَلَى وَاحِدَةٍ حَتَّى
تَنْقَضِيَ الْعِدَّةُ“

”ان کا پسندیدہ طریقہ یہ تھا کہ طلاق کے معاملہ میں ایک سے زیادہ نہ بولیں یہاں تک کہ
مدت پوری ہو جائے۔“

اسی لیے ہمارے فقہائے کرام اس طلاق ثلاثہ کو طلاق بدعی کہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ بدعت کہنے کا یہ مطلب تو نہیں کہ یہ طلاق حدیث سے ثابت نہیں، بلکہ وہ مانتے ہیں کہ یہ ثابت ہے، صرف موجب عتاب اور معصیت ہونے کی وجہ سے اس کو مغفل اور طلاق بدعت کہا جاتا ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ نے حجتہ اللہ البالغہ ص 140 جلد دوم میں فرمایا:

”كَرِهَ أَيْضًا جَمْعَ الطَّلَاقِ الثَّلَاثِ فِي ظَهْرِ وَاحِدٍ“

”ایک ہی طہر میں تین طلاقوں کا جمع کرنا سخت ناپسندیدہ ہے۔“

اور یہ فعل شرعی حکمتوں اور مصلح کو باطل کرنے والا ہے۔

سابقہ تصریحات سے یہ بات بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ تین طلاقیں ایک ساتھ دینا شریعت کی نگاہ میں سخت ناپسندیدہ ہے۔ ایک تو نفس طلاق ہی کو أَبْغَضَ الْحَلَالِ کہا گیا ہے۔ چنانچہ ابو داؤد میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا أَحَلَّ اللَّهُ شَيْئًا أَبْغَضَ إِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ))

”اللہ نے کسی ایسی چیز کو حلال نہیں کیا ہے جو طلاق سے بڑھ کر ناپسندیدہ ہو۔“

اسی لیے ہمارے فقہاء کی تصریح ہدایہ اولین میں موجود ہے: ”الْأَصْلُ فِي الطَّلَاقِ هُوَ الْحَضَرُ“ شریعت نے کچھ عظیم مصلحتیں تھیں جن کی وجہ سے طلاق کو مشروع کیا ہے اور کہا ہے کہ بوقت شدید ضرورت اس کا استعمال درست ہے اور اصول فقہ کا یہ قاعدہ ہے: ”مَا ثَبَتَ بِالضَّرُورَةِ فَهُوَ يُقَدَّرُ بِقَدْرِ الضَّرُورَةِ“ ”جو چیز کسی خاص مجبوری اور ضرورت کے لیے مباح کی جائے گی وہ صرف اسی قدر مباح ہوگی جس سے ضرورت پوری ہو جائے۔“ مثلاً بوقت ضرورت مردار حلال کیا گیا ہے تو اس میں قید لگا دی گئی ہے کہ صرف اتنی مقدار میں مردار حلال ہے جس سے رشتہ زندگی کو باقی رکھا جاسکے۔ ”غَيْرُ بَاغٍ وَلَا غَادٍ“ اب اگر کوئی شخص ایک ہی دفعہ میں تین طلاق کا استعمال کرتا ہے تو وہ سخت معصیت کا کام کرتا ہے۔ امام مالکؒ تو دو طلاق کو بھی بدعت کہتے ہیں۔ ہدایہ اولین میں ہے:

”وَقَالَ مَالِكٌ إِنَّهُ بِدْعَةٌ وَلَا يَبَاحُ إِلَّا وَاحِدَةً لَّأَنَّ الْأَصْلَ فِي الطَّلَاقِ

هُوَ الْحَضَرُ وَالْإِبَاحَةُ لِحَاجَةِ الْخَلَاصِ وَقَدْ إِنْذَعَتْ بِالْوَاحِدَةِ“۔

”دو طلاق بھی بدعت ہے۔ صرف ایک مرتبہ میں ایک ہی مباح ہے۔ کیونکہ نفس طلاق خود

اولاً ناپسندیدہ شے ہے اور طلاق کی اباحت ایک ضرورت کے تحت تھی اور وہ ضرورت ایک

سے پوری ہو جاتی ہے۔“

مذکورہ بالا تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ تین طلاق بیک وقت معصیت ہے تو کیوں نہ اس معصیت کے روکنے کا انتظام کیا جائے اور اس کا دروازہ ہی بند کر دیا جائے اور شریعت کی مصلحتوں کو طلاق کے سلسلہ میں باقی رکھا جائے۔ علامہ فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے

تفسیر کبیر جلد دوم ص 248 میں اسی رائے کو ترجیح دی ہے :

”ثُمَّ الْقَائِلُونَ اخْتَلَفُوا عَلَى قَوْلَيْنِ الْأَوَّلُ هُوَ الْاِخْتِيَارُ كَثِيرٌ مِنْ عُلَمَاءِ الْمَذْهَبِ أَنَّهُ لَوْ طَلَّقَهَا اثْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا لَا يَقَعُ إِلَّا وَاحِدَةً وَ هَذَا الْقَوْلُ هُوَ الْأَقْبَسُ لِأَنَّ النَّهْيَ بِذَلِكَ عَلَى اِثْتِمَالِ الْمَنْهِي عَنْهُ عَلَى مُفْسَدَةٍ رَاجِحَةٍ وَالْقَوْلُ بِالْوُقُوعِ سَعَى فِي إِدْخَالِ تِلْكَ الْمَفْسَدَةِ فِي الْوُجُودِ وَإِنَّ غَيْرَ جَائِزٍ فَوْجَبَ أَنْ يُحْكَمَ بَعْدَ الْوُقُوعِ“

”یعنی بہت سے علماء دین کا کہنا ہے کہ جو بیک وقت دو یا تین طلاقیں دیتا ہے تو صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے اور یہی قول قیاس کے سب سے زیادہ موافق ہے۔ کیونکہ کسی چیز سے منع کرنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ چیز کسی بڑی مفسدہ اور خرابی پر مشتمل ہے اور وقوع طلاق کا قائل ہونا اس مفسدہ اور خرابی کو وجود میں لانے کا سبب ہے اور یہ بات جائز نہیں۔ لہذا عدم وقوع کا حکم لگانا واجب ہے۔“

بالکل یہی بات تفسیر نیشاپوری میں بیان ہوئی ہے۔ الفاظ یکساں ہونے کی وجہ سے ہم اسے نقل نہیں کریں گے۔ اور یہی رائے قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی کی ہے۔ انہوں نے اپنی معروف و مشہور تفسیر مظہری میں اَلطَّلَاقُ مَوْتَانِ کے تحت لکھا ہے :

”وَ كَانَ الْقِيَاسُ أَنْ لَا يَكُونَ الطَّلَاقَانِ الْمُجْتَمِعَانِ مُعْتَبَرَةً شَرْعًا وَإِذَا لَمْ يَكُنِ الطَّلَاقَانِ الْمُجْتَمِعَانِ مُعْتَبَرَةً لَمْ يَكُنِ الثَّلَاثُ مُجْتَمِعَةً مُعْتَبَرَةً بِالنَّظَرِ فِي الْأَوَّلَى لِوُجُودِ هِمَا فِيهِمَا مَعَ زِيَادَةِ“

”اور قیاس کا اقتضایہ ہے کہ دو طلاق مجموعی معتبر نہ ہوں اور جب طلاق مجموعی معتبر نہ ہوں گی تو بیک وقت طلاق بطریق اولی معتبر نہ ہوں گی کیونکہ دو کا عدد تین کے اندر مع ایک زائد کے موجود ہے۔“

اس رائے کی وجہ انہوں نے اپنی تفسیر میں لکھ دی ہے وہاں ملاحظہ فرمایا جائے۔ اس پر اس طرح بھی غور کیجیے کہ اللہ پاک نے بندوں کو نکاح کرنے کا حکم چند شرائط کی پابندی کے ساتھ دیا ہے۔ ان میں ایک شرط یہ ہے کہ ایامِ عدت میں نکاح نہ ہو۔ پس جو شخص ایامِ عدت میں عورت سے نکاح کرے تو اس کا نکاح منعقد نہ ہو گا اور یہ نکاح ایسا ہو گا جیسے نکاح کیا ہی نہیں۔ پس اسی طرح اگر کوئی شخص ایامِ منیٰ عنہ اور اوقاتِ ممنوعہ میں طلاق

دیتا ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہونا چاہئے۔ مولانا شیخ محمد تھانوی جو تھانوی مرحوم کے استاد بھی تھے، لکھتے ہیں:

”الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ مَعْنَاهُ مَرَّةٌ بَعْدَ مَرَّةٍ فَالطَّلَاقُ الشَّرْعِيُّ عَلَى التَّفْرِيقِ دُونَ الْجَمْعِ وَالْإِزْسَالِ مَرَّةً وَاحِدَةً۔“

[حاشیہ نسائی ص 29 ح 2]

”آیت کا مطلب یہ ہے کہ ایک طلاق کے بعد دوسری طلاق دی جائے۔ (پس طلاق شرعی وہ ہے جو متفرق طور پر ہو متفرق طہوں میں دی جائے نہ کہ بیک وقت ایک مجلس میں)۔“
مولانا موصوف اس طلاق ثلاثہ کو سرے سے غیر شرعی طلاق قرار دیتے ہیں، اور علامہ سندھی حنفی بھی قریب قریب یہی تحریر فرماتے ہیں۔ بحوالہ سابق معلوم ہوا کہ بیک وقت تین طلاق بہر حال محصیت اور گناہ ہے۔

تیسری بنیاد، دوسرے مجتہدین کی آراء پر عمل کرنا:

غور فکر کی تیسری بنیاد تھی کیا فقہ حنفی میں اس کی گنجائش ہے کہ بوقت شدید ضرورت دوسرے مجتہدین کی آراء پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ اس کے متعلق واضح الفاظ میں عرض کردوں کہ عرف و مصلحت اور حالات کی جتنی رعایت فقہ حنفی میں ملحوظ رکھی گئی ہے شاید دوسری جگہ ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ عملاً فقہ حنفی کو تنفیذ احکام سے ایک مدید و طویل مدت تک واسطہ رہا ہے۔ ہمارے فقہاء ان احکام کو جن میں مصالح عامہ کے پیش نظر حکم لگایا گیا ہے، استحسان کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ حالانکہ ان مسائل میں شرعی دلائل کچھ اور ہیں، مگر شریعت کا عمومی مزاج اور اس کا عمومی قانونِ یسر اور لوگوں کے حالات کسی اور بات کے متقاضی ہیں۔ لہذا اس کی مناسبت سے ایک دوسرا قابل عمل طریقہ اختیار کیا گیا، اسی کو ”استحسان“ کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

فقہ کی دنیا میں علامہ شامی کو کون نہیں جانتا۔ عالم اسلام میں جو شہرت و مقبولیت ان کو حاصل ہوئی اس سے شاید کوئی دوسرا بہرہ ور ہوا ہو۔ انہوں نے خاص اسی عنوان پر ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام ہے نَشْرُ الْحَرْفِ فِي بِنَاءِ بَعْضِ الْأَحْكَامِ عَلَى الْمَعْرِفِ یہ رسالہ 1901ء میں دمشق سے شائع ہو گیا ہے۔ اس میں علامہ نے بڑی تفصیل سے ان

مسائل کا ذکر کیا ہے جن میں عرف اور مصلحت نیز زمانہ کے تقاضوں کا خصوصی لحاظ رکھا گیا ہے۔ ان مسائل کا بھی تذکرہ کیا ہے جو ایک زمانہ میں حرام اور ممنوع تھے مگر دوسرے زمانے میں وہ ایک شدید ضرورت بن گئے لہذا ان کا حکم بدل گیا۔ دراصل یہ بات قانون کے لیے خصوصاً اس قانون کے لیے بہت ضروری ہے جو ابدی ہو۔ دنیا میں کوئی قانون بشمول قانون اسلام کے ایسا نہیں ہے جو جزئیات کا اس طرح احاطہ کیے ہو کہ بس اس میں اب تغیر کی گنجائش نہ ہو۔ مثلاً علامہ شامی ص 18 پر فرماتے ہیں :

”وَاعْلَمَ أَنَّ الْمَسَائِلَ الْفَقْهِيَّةَ إِمَّا أَنْ تَكُونَ ثَابِتَةً بِضَرْبِ النَّصِّ وَهِيَ الْفَضْلُ الْأَوَّلُ وَإِمَّا أَنْ تَكُونَ ثَابِتَةً بِضَرْبِ اجْتِهَادٍ وَرَأَى كَثِيرٌ مِنْهَا مَا يَبْتَنِي الْمُجْتَهِدُ عَلَى مَا كَانَ فِي عُرْفِ زَمَانِهِ بِحَيْثُ لَوْ كَانَ فِي زَمَانِ الْعُرْفِ الْحَادِثِ لَقَالَ بِخِلَافِ مَا قَالَهُ أَوَّلًا وَلِهَذَا قَالُوا فِي شُرُوطِ الْاجْتِهَادِ أَنَّهُ لَا بُدَّ فِيهِ مِنْ مَعْرِفَةِ عَادَاتِ النَّاسِ فَكَيْفَ مِنْ الْأَحْكَامِ إِلَى قَوْلِهِ..... بِأَنَّهُ لَوْ كَانَ فِي زَمَانِهِمْ لَقَالَ بِمَا قَالُوا بِهِ.“

”یہ بات واضح رہے کہ کچھ مسائل تو ایسے ہیں جو صریح نص سے ثابت ہیں انہیں ہم نے فصل اول میں بیان کیا ہے۔ اور کچھ مسائل وہ جو رائے اور اجتہاد سے ثابت ہیں۔ ان کا حال تو یہ ہے کہ بہت سے مسائل تو مجتہد نے اپنے دور اور رواج کے اعتبار سے قائم کیے ہیں۔ حالانکہ وہی مجتہدین اگر اس زمانہ میں ہوتے تو اپنے قول کے خلاف فتویٰ دیتے۔ اس لیے اجتہاد کی شرائط میں سے ایک اہم شرط یہ بھی ہے کہ مجتہد رسم و رواج اور مصلحت وقت کا نباض ہو کیونکہ اکثر احکام اختلاف زمانہ سے متغیر ہو جاتے ہیں۔“

رواج کی تبدیلی اور کسی نئی ضرورت کے پیدا ہو جانے سے یا اس لیے کہ زمانہ کے لوگ بد روش اور تساہل برتنے لگے ہیں، اس شکل میں اگر پہلا حکم باقی رہے تو شدید ضرر کا اندیشہ رہے گا اور ان قواعد شریعت کی مخالفت لازم آئے گی جن کی بنیاد آسانی اور دفع ضرر پر ہے، تاکہ دنیا کا نظام اعلیٰ طریقہ پر چل سکے۔ اسی بناء پر تم دیکھو گے کہ مشائخ فقہ اکثر مواقع پر مجتہد کی منصوصات تک سے اختلاف کرتے ہیں جن کی اساس اور بنیاد مجتہد کے دور کے مطابق تھی، مگر اب نہ رہی۔ مشائخ نے اس بنیاد پر ایسا کیا کہ انہیں معلوم تھا کہ اگر وہ مجتہد آج ہوتا تو وہی حکم لگاتا جو انہوں نے دیا۔

نظر کو وسعت دیں گے تو مذکورہ عبارت کی وضاحت آپ کو فقہ حنفی میں نظر آجائے گی اور خود علامہ شامی نے بھی قریب سو مثالیں ایسی نقل کی ہیں جن میں عرف اور مصلحت کا لحاظ رکھتے ہوئے متاخرین نے متقدمین کے خلاف فتوے دیئے ہیں۔ ہم دو چار مثالیں نقل کرتے ہیں۔

- ① ”پہلے ہمارے علماء کا فتویٰ تھا کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینی ناجائز ہے۔ مگر متاخرین علماء نے موجودہ دور کو سامنے رکھتے ہوئے جائز قرار دیا ہے۔“
- ② ”رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کا مسجد میں جانا ثابت ہے۔ مگر متاخرین نے حالات و زمانہ کی رعایت سے اسے ممنوع قرار دیا۔“
- بہت سے مسائل میں احناف نے ابو حنیفہؒ کے اقوال کو ترک کر کے دوسرے ائمہ کے اقوال پر فتویٰ دیا ہے۔ مثلاً:

- ③ ”وہ عورت جس کا شوہر لاپتہ ہو اس میں امام مالکؒ کے قول پر فتویٰ دیا گیا ہے کہ چار سال تلاش و جستجو اور انتظار کے بعد نکاح فسخ کر دیا جائے اور اُس عورت کو شادی کی اجازت دے دی جائے۔“
- ④ ”امام مالکؒ صاحب کا مسلک تھا کہ گواہ بظاہر ثقہ ہو تو شہادت دے سکتا ہے۔ مگر امام محمدؒ و ابو یوسفؒ ظاہری عدالت کو ناکافی قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ امام صاحب کے زمانہ میں اکثر لوگ ثقہ عادل ہوتے تھے اور صاحبین کے زمانہ میں یہ بات نہ رہی۔“
- ⑤ ”مزارعت، معاملت اور وقف میں امام ابو حنیفہؒ کا قول معمول بہ نہیں ہے بلکہ امام محمدؒ و ابو یوسفؒ کے اقوال پر فتویٰ ہے۔“
- ⑥ ”ماء مستعمل کو امام صاحب نجاست غلیظہ فرماتے ہیں اور امام محمدؒ طاہر غیر مطہر کہتے ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے۔“

④ ہدایہ جلد اول ص 16 پر یہ عبارت ملے گی :

”لَوْ كَانَ الْإِمَامُ انْتَقَلَ إِلَى آيَةِ الْاُخْرَى تَفْسُدُ صَلَوةُ الْفَاتِحِ وَ تَفْسُدُ صَلَوةُ الْإِمَامِ لَوْ اتَّخَذَ بِقَوْلِهِ۔“

”اگر امام نماز میں بھول گیا اور بھولنے کے بعد دوسری آیت شروع کر دی، کسی نے نغمہ دیا اور امام نے لے لیا تو امام مقتدی دونوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔“

مولانا عبدالحی لکھنوی حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں: ”یہ عام مشائخ کے خلاف ہے“ جیسا کہ صاحب محیط نے ذکر کیا ہے۔ آگے کہتے ہیں:

”وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ لَا تَنْفُسُ صَلَوةُ الْمُقْتَدِي وَلَا صَلَوةُ الْإِمَامِ۔“

”صحیح بات یہ ہے کہ اس سے نہ تو مقتدی کی نماز فاسد ہوگی اور نہ ہی امام کی سب کی نماز ہو جائے گی۔“

(۸) قدیم فقہاء کے نزدیک وصی کو یتیم کے مال میں مضاربت کا حق حاصل تھا۔ مگر متاخرین اس کو ناجائز بتلاتے ہیں۔ علامہ شامی نے نَشْرُ الْحَرْفِ فِي بِنَاءِ بَعْضِ الْأَحْكَامِ عَلٰی الْغَرْفِ میں لکھا ہے کہ:

”حدیث میں وارد ہے کہ کوئی شخص کسی کو اس شرط پر آٹا پیسے کو دے کہ اجرت کے بدلہ میں ایک تائی آٹا اس کا ہوگا تو ناجائز ہوگا۔“

اس حدیث میں یہ بات مستطب ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کپڑے بننے والے کو اس شرط پر سوت دے کہ وہ اس کا کپڑا بن دے اور معاوضہ میں ایک تائی کپڑا لے لے تو یہ معاملہ ناجائز ہوگا۔ لیکن چونکہ بلخ میں یہ طریقہ عموماً معمول ہے، اس لیے بلخ کے فقہاء نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے اور یہ قرار دیا ہے کہ رواج کی بناء پر حدیث میں تخصیص کر دی جائے گی۔ یعنی یہ حدیث آنے کی صورت میں محدود رہے گی۔ علامہ شامی کے خاص الفاظ یہ ہیں:

”وَمَشَائِخُ بَلْخٍ كَنَصِيرِ بْنِ يَحْيَى وَمُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ وَغَيْرِهِمَا كَانُوا يُجِزُّونَ هَذِهِ الْإِجَارَةَ فِي الْقِيَابِ لِتَعَامُلِ بَلَدِهِمْ، وَالتَّعَامُلُ حُجَّةٌ يُتَرَكُ بِهِ الْقِيَاسُ وَيُخَصُّ بِهِ الْأَثَرُ۔“

”اور مشائخ بلخ مثلاً نصیر بن یحییٰ و محمد بن سلمہ وغیرہ اس اجارہ کو کپڑے میں جائز کہتے ہیں کیونکہ ان کے شری میں یہ چیز عملاً موجود تھی اور لوگوں کا کسی شے کو معمول بنالینا ایک ایسی حجت ہے جس سے قیاس کو ترک کر دیا جائے گا اور حدیث میں تخصیص کر دی جائے گی۔“

یہاں سوال یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ آخر اس تبدیلی کی کوئی حد ہوگی یا نہیں؟ اس طرح تو فراغ اور ارکان تک نوبت پہنچ سکتی ہے۔ علامہ شامی نے خود اس سوال کو نقل کر کے اس کا مفصل جواب دیا ہے اور وہ حدود بتلائے ہیں جہاں تک مختلف تبدیلیوں کی گنجائش ہو سکتی

ہے، وہ لکھتے ہیں :

”قَنَقُولُ فِيْ جَوَابِ هَذَا الْإِسْكَالِ أَنَّ الْعُرْفَ نَوْعَانِ نَخَاصٌ وَعَامٌّ وَ كُلُّ مِنْهُمَا إِمَّا أَنْ يُوَافِقَ الدَّلِيلَ الشَّرْعِيَّ وَالنَّصُّوَصَ عَلَيْهِ..... إِلَى قَوْلِهِ..... يُتَوَلَّى بِهِ الْقِيَاسُ -“

چونکہ یہ بات بہت مفصل ہو جائے گی اس لیے ہم عرض کریں گے اس بحث کو براہ راست اسی کتاب میں ملاحظہ فرمایا جائے۔

اوپر کی مثالیں دینے سے ہمارا مقصد یہ بتانا ہے کہ فقہ حنفی میں بہت توسع ہے۔ فقہ حنفی صرف ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اقوال و آراء کا نام نہیں، بلکہ بوقت ضرورت دیگر فقہاء و ائمہ کے اقوال پر بھی عمل کیا جاسکتا ہے اور کیا گیا ہے۔ احناف کی کتابیں اٹھا کر دیکھیں کہ آپ کو ایسے الفاظ کثرت سے مل جائیں گے وَالْفَتْوَى عَلَى قَوْلِهِمَا (فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے) یا علیہ فتویٰ۔ بلکہ ہمارے ائمہ میں سے امام محمد کے متعلق شاہ ولی اللہ دہلوی نے مسلک اعتدال میں لکھا ہے کہ :

ایک مرتبہ امام محمد نے مدینہ میں جمعہ کی نماز پڑھائی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ جس کنویں سے انہوں نے غسل فرمایا ہے اس میں چوبہرا ہوا ہے، لہذا پانی ناپاک ہو گیا۔ امام محمد نے فرمایا کہ : ”ہم نے اپنے بھائی مالکیوں کے مسلک پر نماز پڑھائی ہے۔“

یہ بات فقہ حنفی کے لیے عیب نہیں بلکہ اتنی بڑی خوبی اور دُور اندیشی کی بات ہے کہ اگر یہ بات نہ ہوتی تو فقہ حنفی ناقص ہوتی۔ لہذا اس بنیاد پر غور کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ طلاق ثلاثہ والے مسئلہ میں اگر دیگر فقہاء کے مسلک پر فتویٰ دے دیا جائے تو کوئی حرج کی بات نہ ہوگی۔ کیونکہ ضرورت اس کی شدید مقتاضی ہے جیسا کہ ہم چوتھی بنیاد میں اس پر گفتگو کریں گے اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعض احناف اور جلیل القدر علماء یہ میلان رکھتے ہیں۔

حلالہ نہ کروانے والے کافر :

مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ دہلوی سے کسی سائل نے اسی طلاق ثلاثہ کے متعلق دریافت کیا تھا، سائل کے گاؤں میں ایک واقعہ ایسا ہوا تھا کہ ایک حنفی شخص نے تین طلاق

دینے کے بعد کسی اہل حدیث عالم سے فتویٰ پوچھ کر رجوع کر لیا۔ اب گاؤں کے لوگوں نے اس کا بایکاٹ کر دیا۔ مفتی صاحب نے یہ جواب دیا : ”ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے تینوں پڑ جانے کا مذہب جمہور علماء کا ہے اور ائمہ اربعہ اس پر متفق ہیں۔ ائمہ اربعہ کے علاوہ بعض علماء اس کے ضرور قائل ہیں کہ اس طرح ایک رجعی طلاق ہوتی ہے اور یہ مذہب اہل حدیث حضرات نے اختیار کیا ہے اور سینا ابن عباس، طاؤس، عکرمہ اور ابن اسحاق سے منقول ہے۔ پس کسی اہل حدیث کو اس حکم کی وجہ سے کافر کہنا درست نہیں اور نہ وہ قابل مقاطعہ اور مستحق اخراج از مسجد ہے۔ ہاں حنفی کا اہل حدیث سے فتویٰ حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا یہ باعتبار فتویٰ ناجائز تھا، لیکن اگر وہ بھی مجبوری اور اضطراب کی حالت میں اس کا مرتکب ہو تو قابل درگزر ہے“ (اخبار الجمعية دہلی مورخہ شعبان 1350ھ مطابق 16 دسمبر 1931ء محضر کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ مدرسہ امینیہ دہلی)

ہمارے علماء احناف میں سے مولانا عبدالحی فرنگی کافتویٰ مجموعہ فتاویٰ ص 347 پر موجود

ہے، وہ لکھتے ہیں :

”اس صورت میں ابو حنیفہؒ کے نزدیک تین طلاق ہوں گی اور بغیر تحلیل کے نکاح درست نہ ہو گا۔ مگر بوقت ضرورت کہ اس عورت کا علیحدہ ہونا اس سے دشوار ہو اور احتمال مفاسد زائدہ کا ہو تو کسی اور امام کی تقلید کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ نظیر اس کی مسئلہ نکاح زوج مفقود اور عدۃ متمدۃ الطهر موجود ہے کہ حنفیہ عند الضرورة قول امام مالکؒ پر عمل کر لینے کو درست رکھتے ہیں۔ چنانچہ رد المحتار میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔“

مدرسہ امینیہ دہلی کا ایک اور فتویٰ ملاحظہ کرتے چلے

”اور بعض سلف صالحین اور متقدمین میں سے اس کے بھی قائل ہیں، اگرچہ ائمہ اربعہ میں یہ نہیں ہیں لہذا جن مولوی صاحب نے مفتی اہل حدیث پر جو فتویٰ دیا ہے، غلط ہے اور مفتی اہل حدیث پر اس اختلاف کی بناء پر کفر و مقاطعہ و اخراج از مسجد کافتویٰ غیر صحیح ہے۔ بوجہ شدید ضرورت اور خوف مفاسد اگر طلاق دینے والا ان بعض علماء کے قول پر عمل کرے گا جن کے نزدیک اس واقعہ مرتومہ میں ایک ہی طلاق ہوتی ہے تو وہ خارج از مذہب حنفی نہ ہو گا، کیونکہ فقہاء حنفیہ نے بوجہ شدت ضرورت کے دوسرے امام کے قول پر عمل کر لینے کو جائز لکھا۔“

(دستخط حبیب الرحمن عفی عنہ فہر دارالافتاء مدرسہ امینیہ دہلی بحوالہ الجواہر العالیہ : ص 73)

مرتب مولانا ابو عبیدہ عظمیٰ

مولانا تھانوی رحمہ اللہ کے ملفوظات میں میں نے پڑھا ہے کہ جس زمانہ میں انہوں نے ”حیلہ ناجرہ“ تصنیف فرمائی اور اس میں نکاح مفقود الزوج کے سلسلہ میں امام مالکؒ کے مسلک پر فتویٰ دیا تو کسی نے کہا کہ آپ لوگ تقلید ابو حنیفہؒ پر بہت زور دیتے ہیں، لیکن امام مالکؒ کے مسلک کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں تو تقلید جارہی ہے؟..... فرمایا: ”تم تقلید کو لیے پھرتے ہو یہاں سرے سے اسلام ہی جارہا ہے۔“ درحقیقت ان کا اشارہ اس طرف تھا کہ شریعت کی مصلحت کل کو باقی رکھنے کے لیے کسی خاص امام کی تقلید کر کے دوسرے امام کی رائے پر عمل درست ہے۔“

اس پوری تفصیل سے آپ کو یہ اندازہ کرنے میں کوئی دشواری نہ ہوگی کہ ائمہ احناف بوقت ضرورت اور زمانہ کی اقتضا کا لحاظ کرتے ہوئے دوسرے مجتہدین و ائمہ کی آراء پر عمل کو جائز رکھتے ہیں۔ لہذا طلاق ثلاثہ والے مسئلہ میں ہم غور و فکر کر کے دیکھیں کہ واقعی ضرورت اس بات کی تقاضی ہے کہ تین طلاقیں واحد شمار کی جائیں یا نہیں؟ اگر ضرورت شدید ہے تو اسے قبول کر لیں۔ اور وسعت نظری سے کام لیں۔

چوتھی بنیاد، معاشرتی اور سماجی حالات کا تقاضا:

غور و فکر کی چوتھی بنیاد یہ تھی کہ ہمارے معاشرتی اور سماجی حالات ہمیں کونسی صورت اختیار کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ ہمارا ہندی معاشرہ کچھ اس طرح چل رہا ہے کہ اس میں دینی قدریں کم پڑ گئی ہیں۔ ہمارے عوام دین کا اتنا حصہ بھی حاصل نہ کرتے جو ان پر فرض عین ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ملیں گے جو دنیاوی تعلیم اونچی سے اونچی رکھتے ہیں اور دینی تعلیم اس کی نسبت سے کم ہے۔ مولانا اسحاق جلیس ندوی، مدیر تعمیر حیات نے ابھی حال ہی میں اپنے ایک ادارہ میں تحریر فرمایا تھا کہ ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر سے گفتگو کے دوران سیدنا عمرو عثمان رضی اللہ عنہ کا تذکرہ آیا تو وہ سادگی سے پوچھتے ہیں: ”مولانا! ان دونوں میں کس کی خلافت پہلے اور کس کی بعد میں ہے؟“ یہ حقیقت اتنی واضح ہے کہ ہم میں سے ہر شخص اس کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔ اس جہالت کے باعث جب ایسے لوگ طلاق دینا چاہتے ہیں تو انہیں یہ تک نہیں معلوم کہ اللہ کے رسولؐ نے کونسا طریقہ پسند فرمایا ہے اور کسے معصیت بتایا ہے؟

بلکہ مسلمانوں میں بہت سے لوگ ایسے مل جائیں گے جنہیں یہ مسئلہ معلوم ہے کہ ایک طلاق کے بعد رجوع کا اختیار ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ایک طلاق کو کامل طلاق نہیں سمجھتے اور جب وہ دینی ناواقفیت اور جذبات کی شدت سے مجبور ہو کر تین طلاق دیتے ہیں تو صحیح حکم کے ظاہر ہونے کے بعد سخت نادم ہوتے ہیں اور دنیا بھر کی حیلہ جوئی اور چارہ گری کی تلاش کرتے ہیں، ایسی غلط تدبیریں اختیار کرتے ہیں کہ پھر وہ عورت اس کے نکاح میں بغیر تحلیل (حلالہ) کے آجائے یا باقی رہ جائے۔

اس سے متعدد خرابیاں رونما ہوتی ہیں۔ اگر طلاق دینے والا حنفی مسلک رکھتا ہے اور اسی مسلک پر قائم رہنا چاہتا ہے تو لا محالہ تحلیل کی شکل اختیار کرتا ہے۔ شرط باندھ کر دوسرے سے نکاح کرتا ہے کہ تم کل طلاق دے دینا۔ اس طرح شریعت کے نزدیک مجرم ٹھہرتا ہے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے :

((إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَعَنَ الْمُحْلِلَ وَالْمُحْلَلَةَ.))

”یعنی رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔“

یہ حدیث سنن نسائی میں بھی موجود ہے اور ابن ماجہ میں عقبہ بن عامر کی روایت اس طرح ہے :

((أَلَا أَخْبِرُكُمْ بِالنَّيْسِ الْمُسْتَعَارِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ هُوَ الْمُحْلِلُ لَعَنَ اللَّهُ الْمُحْلِلَ وَالْمُحْلَلَةَ.))

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : کیا میں تم کو نیکی (ادھار مانگے ہوئے) بکرے سے آگاہ نہ کر دوں؟“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا : ”ضرور یا رسول اللہ ﷺ“ فرمایا : ”وہ حلالہ کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔“

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ابن شیبہ نے ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے :

”لَا أُوتِي بِمُحْلِلٍ وَلَا مُحْلَلٍ إِلَّا رَجِمْتُهُمَا۔“

”میرے پاس جو بھی حلالہ کرنے والا اور جس کے لیے حلالہ کیا گیا ہو لایا جائے گا تو میں اس کو سنگسار کر دوں گا۔“

امام بیہقی نے جلد 7 ص 237 پر نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا ”جس نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے اگر کوئی شخص اس کی بیوی کو اس کے لیے حلال کر دے تو کیا خیال ہے؟“ آپ نے فرمایا :

”مَنْ يُخَادِعُ اللَّهَ يَخْدَعْهُ“

”جو اللہ کے ساتھ چال بازی کرے گا اللہ اس کی چال کو ناکام کر دے گا۔“

یہ فتویٰ امام طحاوی نے بھی معانی الآثار میں ص 33 جلد 2 میں نقل کیا ہے۔ مؤطا امام مالک میں ہے :

”وَالْمُحْلِلُ يُفَرِّقُ بَيْنَهُمَا مَعَ كُلِّ حَالٍ إِذَا أُرِيدَ بِالنِّكَاحِ التَّحْلِيلُ“

”دونوں کے درمیان ہر حال میں تفریق کر دی جائے گی اگر ان کا ارادہ تحلیل کا ہے۔“

ہمارے ائمہ میں سے صرف امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تحلیل حلالہ سے بیوی زوج اول کے لیے حلال ہوتی ہے ورنہ امام محمدؒ و ابو یوسفؒ کے نزدیک تحلیل حلالہ کی طرح علی وجہ التحلیل کیا ہوا نکاح غلط ہے اور اس سے عورت زوج اول کے لیے حلال نہیں ہوتی ہے۔ ویسے خود امام صاحب بھی تحلیل کو مکروہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ ہدایہ جلد اول ص 376 میں ہے :

”إِذَا تَزَوَّجَهَا بِشَرْطِ التَّحْلِيلِ فَالنِّكَاحُ مَكْرُوهٌ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَعَنَ اللَّهُ الْمُحْلِلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ“

مؤطا امام مالک کے حاشیہ میں ہے :

”قَالَ الشَّافِعِيُّ وَ أَبُو يُوسُفَ إِذَا نَكَحَ بِشَرْطِ أَنَّهُ إِذَا وَطِئَ طَلَّقَ

بَطْلًا“

”امام شافعی و ابو یوسف رضی اللہ عنہما کا کہنا ہے کہ اگر اس شرط پر نکاح کیا گیا کہ ہم بستی کے بعد اس عورت کو طلاق دے دی جائے تو نکاح باطل ہے۔“

مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی کا ایک فتویٰ ملاحظہ کرتے چلے فرماتے ہیں :

”حلالہ مطلقہ عورت کسی دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور پھر اس سے طلاق یا موت زوج کی وجہ سے علیحدہ ہو کر پہلے زوج کے لیے حلال ہو جاتی ہے اسی کا نام حلالہ ہے۔ لیکن زوج اول یا زوجہ یا اس کے کسی ولی کی طرف سے زوج ثانی سے یہ شرط کرنی کہ وہ

(مخصوص متعین راتیں گزارنے کے بعد) طلاق دیدے اور زوج غالی کا اس شرط کو قبول کر کے اس سے نکاح کرنا یہ حرام ہے اور اس پر فریقین پر لعنت کی گئی ہے۔“ (اخبار المجمعہ دہلی 6 شعبان 1350ھ، 16 دسمبر 1931ء)

اب آپ غور کر کے دیکھئے کہ ہمارے معاشرے میں کون سی شکل رائج ہے۔ بالکل منفعۃ النساء کی طرح نکاح کیا جاتا ہے اور اگلے دن نکاح کرنے والے سے طلاق لے لی جاتی ہے۔ اس شکل میں بعض ایسے شرمناک اور حیاء سوز قہقے سننے میں آتے ہیں کہ کسی شریعت کا مزاج اس کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔ جب ہی تو سیدنا عمرؓ نے فرمایا تھا: ”ایسے تمام لوگوں کو میں سنگسار کر دوں گا۔“ بسا اوقات تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ نکاح کرنے والا طلاق ہی نہیں دیتا تو اس طرح اس قہقے میں نزاع و فساد کا ایک دوسرا قہقہ کھڑا ہو جاتا ہے۔

ان تمام قباحتوں کا ارتکاب تو اس شکل میں ہوتا ہے جب طلاق دینے والا خفی مذہب پر قائم رہتا ہے، لیکن اگر وہ خفی مسلک پر قائم مستعد نہیں تو فوراً ایسی شکل میں تبدیلی مسلک پر غور کرتا ہے اور یہاں بھی ایسا شخص مجرم ہوتا ہے۔ کیونکہ ہمارے علماء اس کو شریعت کی اتباع نہیں بلکہ خواہش نفس کی پیروی سے تعبیر کرتے ہیں اور اس طرح کی تبدیلی کو غلط اور ناجائز بتاتے ہیں۔ چنانچہ علامہ شاطبی نے الموافقات جلد 4 ص 82 بیان مفاسد اتباع دُخَص المذاهب میں اس کو وضاحت سے لکھا ہے۔ اور خود طلاق دینے والے کیلئے یہ دشواری ہے کہ اگر وہ صرف اس مسئلہ کی حد تک اہل حدیث کے مسلک پر عمل کرتا ہے اور باقی سب مسئلوں میں اہل حدیث کی مخالفت کر کے ابو حنیفہؒ کو مانتا ہے تو یہ کھلی خواہش نفس کی پیروی ہے۔ ایسا رجحان شرعی معاملات میں ایک خطرناک رجحان ہے۔ ایسا شخص ہمیشہ مذاہب کی رخصتوں کا متلاشی ہو گا اور اگر وہ اس ایک مسئلہ کی وجہ سے مکمل اہل حدیث مسلک کو اختیار کر لے تو اپنے ذہن و قلب کے خلاف کرتا ہے کہ بہت سے مسئلوں میں امام ابو حنیفہؒ کو برحق مانتے ہوئے جس پر وہ اب تک پوری زندگی عمل کرتا رہا ہے اب صرف ایک مسئلہ کی وجہ سے اس کے خلاف عمل کرنے پر مجبور ہے۔

تین طلاق کو تین تصور کر لینے کے بھیانک نتائج :

مزید یہ کہ اس طرح عورت کو غصہ اور جذبات کی شدت میں الگ کر دینے کے

نتیجہ بہت سنگین شکل میں برآمد ہوتے ہیں۔ خصوصاً عورت کی زندگی کے لئے تو انتہائی تباہ کن بھی ہو سکتے ہیں، فوری طور سے بچوں کی نگہداشت اور ان کی پرورش و تربیت کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے حقیقی ماں جس طرح سے اپنی اولاد کی ساخت و پرداخت پر اپنا خون جگر صرف کر سکتی ہے، دوسری عورت نہیں، پھر اسی مطلقہ عورت کا مسئلہ کھڑا ہو جاتا ہے کہ اس کو کس طرح معاشرہ میں جذب کیا جائے۔ 50/25 برس شوہر کے ساتھ رہنے کے بعد اب الگ ہو کر وہ کہاں جائے؟ خصوصاً جبکہ وہ بڑھاپے کی منزل میں قدم رکھ چکی ہو۔ ہندوستان میں ہمارا بیت المال بھی نہیں کہ اس کی کفالت ہو سکے۔ خود اس میں کمانے اور پیٹ بھرنے کی استطاعت نہیں۔ علاوہ اس کے وہ پردہ نشین خاتون جس نے اب تک عزت و خودداری کی اعلیٰ زندگی بسر کی ہو، کس طرح اپنی معاشی پریشانی کا ازالہ کر سکے اور سکون و اطمینانِ قلب کے ساتھ زندگی بسر کر سکے۔

مجھے اپنے شہر کے متعلق اچھی طرح معلوم ہے، ایک صاحب جو اچھے خاصے زمیندار معروف تھے، 60/50 برس کی عمر تک ساتھ رہنے کے بعد ایک ساتھ تین طلاقیں دے دیں۔ کچھ دنوں تو اس عورت نے خود کو سنبھالا، مگر اس کے افرادِ خاندان کی غربت اور معاشی پریشانی کی وجہ سے وہ اس قدر بد حال ہو گئی کہ اس کے دماغ پر جنون کے اثرات ہو گئے، اب وہ در بدر کا سہ گدائی لے کر اپنا پیٹ بھرتی ہے۔ اس طرح ایک دوسرا واقعہ بھی میری نظر میں ہے۔ ایک صاحب نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دے دیں۔ شادی کے وقت دونوں بہت غریب تھے، مگر عورت کی محنت اور کوشش سے محلہ والوں کا کہنا ہے کہ چند برسوں میں اللہ نے وسعت دی۔ اب وہ ایک پختہ مکان اور ایک کارخانے کے مالک ہو گئے ہیں، بس کسی خانگی معاملہ میں جکڑ کر شوہر نے تین طلاقیں دے دیں۔ علیحدگی کے بعد کچھ دنوں تک عورت زیورات اور گھر کا اثاثہ بیچ کر گزارہ کرتی رہی، مگر اب حالت یہ ہے کہ اس کی زندگی باعثِ عبرت ہے۔ کسی نے اس عورت کو مشورہ دیا کہ تودار القضاء میں دعویٰ کر دے کہ شوہر کے مال میں سے جو اصلاً تیری محنت اور کوشش کا نتیجہ ہے، کچھ حصہ دیا جائے مگر کفالت کی کوئی شکل نہ بننے کی وجہ سے وہ عورت وہاں سے بھی محروم ہوئی۔

(حلالہ کی) رنگ آمیزی میں حقیقت کا عنصر:

اس طرح کے دسیوں واقعات آپ کو مل جائیں گے۔ میں محترم اقبال ورق والا صاحب کے ان الفاظ سے متفق ہوں کہ مخالفین ان واقعات کو رنگ آمیزی کے ساتھ بیان کرتے ہیں، مگر اس کو نہیں بھولنا چاہئے کہ ان واقعات کی کوئی نہ کوئی اصلیت بھی ضرور ہے جس پر رنگ آمیزی اور مبالغہ کی دیوار کھڑی کی جاتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حکومت ایسے قوانین بنانے پر تل گئی ہے کہ مطلقہ کا نان و نفقہ اس وقت تک شوہر کے ذمہ واجب ہے جب تک کہ وہ دوسری شادی نہ کر لے۔ ظاہر ہے یہ چیز افراط کی طرف ایک قدم ہے۔ مگر یہ بھی کی اور تفریط کی بات ہو گی کہ ایسی عورت کے سلسلہ میں ہم بیٹھ کر کوئی لائحہ عمل نہ سوچیں۔ ہمارا خیال ہے کہ اگر طلاق کے مروجہ طریقہ میں احناف کے مسلک سے ہٹ کر بعض دیگر مجتہدین کی آراء پر عمل کر لیا جائے یعنی تین طلاق کو ایک قرار دیا جائے تو بہت سی پیچیدگیاں خود بخود رفع ہو جائیں گی اور فریقین ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ ایک دوسرے کے مستقبل کے بارے میں سوچ سکتے ہیں۔ اس طرح مخالفین کو مسلم پرسنل لاء کے خلاف رنگ آمیزی کا بھی موقع نہ رہے گا۔ جس طرح مصری علماء نے پوتے کی وراثت کے سلسلہ میں ثلث مال کی اختیاری وضیت کو لازم کر دیا ہے، اس طرح ہم کو مذکورہ بالا چار بنیادوں پر غور و فکر کرنے کے بعد کوئی تبدیلی کرنا چاہئے جس کی شریعت میں گنجائش بھی ہے اور حنفی مسلک بھی اس کی اجازت دیتا ہے۔ ائمہ تین طلاق کو معصیت اور گناہ بھی بتلاتے ہیں اور ہمارے حالات شدت سے متقاضی ہیں تو کیوں نہ ان اقوال پر عمل کر لیا جائے جو شروع سے اہلسنت والجماعت کے ایک طبقہ (ابجدیٹ) کا معمول رہا ہے۔

سوالنامے کے مختصر جوابات :

اب آئیے سوالنامے میں درج شدہ کے مختصر جوابات بھی سماعت فرمائیے!

- ① طلاق، طلاق، طلاق تین دفعہ کہہ دینے سے اگر کہنے والے کی نیت ایک کی ہو اور اس نے محض تاکید کے لیے باقی دو دفعہ مزید کہہ دیا ہو، باقی دو سے اس نے کچھ بھی نیت نہ کی ہو، نہ تاکید کی ہو نہ عدم تاکید کی تو ایک طلاق پڑے گی۔ علامہ آلوسی نے تفسیر

روح المعانی میں علامہ ابن حجر کی عبارت نقل کی ہے کہ فاسق سے فاسق آدمی کا ارادہ تاکید معتبر مانا جائے گا اور یہی ہمارا مذہب بھی ہے۔

”فَإِنَّهُ صَرِيحٌ مَذْهَبُنَا نَصْدِيقُ مَزِيدِ التَّأَكُّدِ بِشَرْطِهِ وَإِنْ بَلَغَ فِي الْفُسْقِ مَا بَلَغَ“

مفتی مدنی حسن سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند اپنی کتاب ”اقامۃ القیامتہ“ ص 75 پر فرماتے ہیں :

”اگر عورت مدخل بہا ہے اور ایک ہی طلاق دینے کا ارادہ تھا لیکن بیکار لفظ تین مرتبہ طلاق دی اور دوسری اور تیسری طلاق کو بطور تاکید استعمال کیا ہو تو دینا قسم کے ساتھ اس کا قول معتبر ہو گا اور ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اس میں اختلاف نہیں۔“

علامہ ابن حزم کی کتاب ”محلی“ میں بالکل یہی الفاظ ہیں، مگر اس میں دینا کا لفظ اور حلف کا کوئی تذکرہ نہیں، بلکہ صرف اتنا ہے کہ اس کے ارادہ تاکید کو معتبر مانا جائے گا۔ علامہ جلد 10 ص 175 پر فرماتے ہیں :

”فَلَوْ قَالَ لِمَوْطُوءَةٍ أَنْتِ طَالِقٌ أَنْتِ طَالِقٌ فَإِنْ نَرَى التَّكْرِيرَ (ای التَّأَكُّدَ) لِكَلِمَةِ الْأُولَى فِيهِ وَاحِدَةٌ وَكَذَلِكَ إِنْ لَمْ يَنْوِ تَكْرَارَهُ شَيْئًا فَإِنْ نَوَى بِذَلِكَ أَنْ كُلَّ طَلْقٍ غَيْرِ الْأُخْرَى فِيهِ ثَلَاثٌ إِنْ كَتَبَهَا“

”مدخل بہا عورت سے کسی نے کہا : ”تجھے طلاق، تجھے طلاق“ اگر اس نے باقی دو سے تاکید کا..... یا نہ تاکید کا، کسی کا ارادہ نہ کیا تو ایک (طلاق) واقع ہوگی لیکن اگر مطلب یہ تھا کہ ہر طلاق پہلے والی طلاق سے الگ ہے تو تین واقع ہوں گی۔“

(۲) یہی شکل مختلف فیہ ہے۔ احناف تین کے وقوع کے قائل ہیں اور عذر جہالت کو وہ معتبر نہیں مانتے اور علامہ ابن تیمیہ اور ابن قیم اور اہل حدیث حضرات جب تین کو تین سمجھ کر دینے والے کی طلاق کو رجعی بتلاتے ہیں تو یہاں تو ارادہ بھی نفس طلاق کا تھا نہ کہ تین کا۔ لہذا ان کے نزدیک ایک (یہی طلاق واقع) ہوگی۔

(۳) اہلسنت والجماعت کا ایک طبقہ شروع ہی سے اس کے خلاف رہا ہے، لہذا امت کا اجماع نہیں کہا جاسکتا۔ ہاں ہمارے ہاں بعض علماء ائمہ اربعہ کا اجماع بتاتے ہیں، مگر یہ بھی مخدوش ہے۔ مولانا عبدالحی ککھنوی کی جو عبارت ہم اوپر مقالہ میں نقل کر چکے

ہیں، اس میں واضح طور سے یہ بات موجود ہے کہ امام مالکؒ کا ایک قول اور اصحاب احمد کا بھی ایک قول یہی ہے۔ غور و فکر کی پہلی بنیاد میں ان فقہاء کا نام لکھ چکے ہیں جو ایک طلاق رجعی ہونے کے قائل ہیں۔

(۴) ہمارے نزدیک مجلس واحد کی تین طلاقیں کو ایک ہی سمجھا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ یہی رائے ہے جس کے دلائل اوپر نقل کر دئے گئے ہیں۔



مصر میں دیرینہ فقہی مسئلہ حل کر لیا گیا

لاپتہ خاوند کی بیوی ایک سال بعد شادی کر سکے گی

مصر میں مفقود الخبر (لاپتہ) خاوند کو مردہ قرار دینے کی معیاد چار سال سے کم کر کے ایک سال کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ شیخ الازہر جاد الحق علی جاد الحق اور مفتی مصر ڈاکٹر محمد سید طنطاوی نے محکمہ قانون کے مسودے سے اتفاق کیا ہے۔ یہ مسئلہ ہمیشہ سے اسلامی فقہ کے اہم ترین مباحث میں سے رہا ہے۔ خصوصاً جنگوں اور بعض دیگر زمینی اور آسمانی آفات کے دور میں یہ مسئلہ زیادہ شدت سے ابھر کر سامنے آتا ہے۔ زمانہ امن میں شاید ہی کہیں کوئی ایسی صورت حال پیدا ہوئی ہو لیکن گزشتہ دنوں مصر میں ایک بحری کشتی ڈوب گئی۔ جس میں 354 افراد جاں بحق ہو گئے اور اس طرح ایک بار پھر مفقود الخبر خاوند کی بیوی کی شادی کے مسئلہ پر بڑے پیمانے پر بحث چھڑ گئی اور مروجہ قانون پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس ہوئی۔

مفتی مصر ڈاکٹر محمد سید طنطاوی نے کہا ہے کہ قرآن و سنت میں مفقود کے بارے میں قطعی یا واضح احکامات نہیں ہیں۔ اس باب میں فقہاء کے درمیان زبردست اختلافات پائے جاتے ہیں۔ بعض فقہاء کے نزدیک مفقود کی بیوی خاوند کی گمشدگی کے ستر سال گزرنے کے بعد ہی شادی کر سکتی ہے۔ (غالباً ان کے نزدیک عمر بھر شادی نہیں ہو سکتی!!) امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سمیت بعض دوسرے فقہاء اس مدت کو چار سال تک محدود کرتے ہیں۔ اس کے بعد چار ماہ دس دن کی مدت بھی پوری کرنا ہوتی ہے۔ مصر میں اس طریقے پر عمل ہوتا ہے۔ مفتی

مصر نے مصری پارلیمنٹ کی شرعی کمیٹی کی تحقیقات اور رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے مسئلہ مفقودیت کی مختلف حالتوں پر بھی بحث کی ہے۔ عوامی امور کے وزیر مملکت ڈاکٹر احمد سلامہ نے کہا ہے کہ حکومت شرع اسلامی کے منافی کوئی قانون نہیں بنائے گی۔ اس اصول پر ہمیشہ سختی سے عمل کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت نے خاوند کی گمشدگی کی مدت پر نظر ثانی کرنے سے پہلے شیخ الازہر اور مفتی مصر کی رائے لی ہے۔



مراجع و مصادر

① قرآن حکیم

کتب تفاسیر

- ② تفسیر ابن کثیر..... امام ابن کثیر حافظ ابو الفداء اسماعیل بن کثیر القرشی
③ تفسیر زور منشور..... حافظ جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی
④ معارف القرآن..... مفتی محمد شفیع
⑤ ضیاء القرآن..... پیر کرم شاہ الازہری

کتب احادیث

- ⑥ صحیح بخاری..... محمد بن اسماعیل البخاری
⑦ صحیح مسلم..... مسلم بن حجاج القشیری
⑧ فتح الباری..... حافظ شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی
⑨ سنن ابو داؤد..... سلیمان بن اشعث سجستانی
⑩ سنن نسائی..... ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب
⑪ سنن ترمذی..... ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی
⑫ سنن ابن ماجہ..... محمد بن یزید بن ماجہ القفصین
⑬ مسند احمد..... احمد بن حنبل
⑭ السنن الکبریٰ..... حافظ ابو بکر احمد بن حسین البیہقی

حلالہ کے چھرم

- (۱۵) مسند ابی یعلیٰ موصلی
(۱۶) مستدرک حاکم..... ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ النیسابوری الحاکم
(۱۷) اغایۃ اللغمان..... حافظ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن قیم الجوزیہ
(۱۸) شرح السنۃ..... امام بغوی ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی
(۱۹) ابو بکر بن ابی شیبہ..... مصنف ابن ابی شیبہ

کتب فقہ

- (۲۰) الہدایۃ..... برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی
(۲۱) البحر الرائق شرح کنز الدقائق..... زین الدین بن ابراہیم ابن نجیم الحنفی
(۲۲) نور الہدایۃ ترجمہ شرح و قایہ
(۲۳) تقریر ترمذی اردو..... (محمد تقی عثمانی) محمود الحسن دیوبندی
(۲۴) کنز الدقائق
(۲۵) رد المحتار المعروف فتاویٰ شامی..... محمد امین الشحیر بابن عابدین
(۲۶) المحلی لابن حزم..... علی بن محمد المعروف بہ ابن حزم الظاہری
(۲۷) در مختار..... محمد بن علی الحسینی
(۲۸) شرح دقایہ مع حاشیہ عمدہ الرعایہ.....
(۲۹) بہشتی زیور..... از اشرف علی تھانوی
(۳۰) اخبار الجمعۃ دسمبر 1931ء
(۳۱) فتح القدر شرح ہدایہ..... ابن الہمام محمد بن عبد الواحد الاسکندری

دیگر کتب

- (۳۲) کفایت المفتی.....
(۳۳) مجموعہ مقالات عصہ.....
(۳۴) مجموعہ مقالات علیہ..... ناشر ادارہ دار الدعویہ الساقیہ

حلالہ کے چہرہ

- (۳۵) نکاح محمدی مولانا محمد صاحب مبین جوناگڑھی
(۳۶) نکاح حلالہ ابو سلمیٰ
(۳۷) ۱۲ مسائل حکیم عبدالرحمن خلیق

روزنامے، ہفت روزے اور ماہنامے

- (۳۸) روزنامہ جنگ کراچی و لاہور
(۳۹) روزنامہ نوائے وقت لاہور
(۴۰) روزنامہ پاکستان لاہور
(۴۱) روزنامہ خبریں لاہور
(۴۲) روزنامہ صداقت لاہور
(۴۳) ہفت روزہ ندائے ملت لاہور

ماہنامے :

- (۴۴) ماہنامہ مجلۃ الدعوة لاہور
(۴۵) ماہنامہ العارف لاہور
(۴۶) ماہنامہ دھنک لاہور
(۴۷) ماہنامہ سربراہ شیخوپورہ
(۴۸) ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور

ہندو کتب و اخبارات :

- (۴۹) ستیارتھ پرکاش دیانند جی
(۵۰) رگ دید
(۵۱) ہندوستان ٹائمز (انڈیا)

قاریز سے گزارا

اگر کسی بہن یا بھائی کے پاس حلالہ کے متعلق معلومات ہوں یا حلالہ کی عبرتناک اور سبق آموز سچی داستان ہو یا اخبارات و رسائل و جرائد کے مضامین، فیچرز پر مبنی ایسی معلومات کہ جو رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان : «لَنْ يَكُونَ اللَّهُ الْمُحِلَّ وَالْمُحِلَّ لَهُ» ”اللہ حلالہ کرنے اور کروانے والے دونوں پر لعنت کرے“ کی تصدیق کرتی ہوں اور یہ ثابت کرتی ہوں کہ حلالہ واقعی عزتوں کا قاتل، رشتوں ناطوں کو توڑنے والا اور قابل نفرت فعل ہے۔ ہم ان معلومات کو شائع کریں گے، ان شاء اللہ تاکہ ایسا مواد امت مسلمہ کے بھولے بھٹکے اور مولویوں کے چنگل میں پھنسے مظلوم انسانوں کے لیے رہنمائی فراہم کر کے ان کو قعر مذلت میں گرنے سے بچائے اور پریشان حالوں کے لیے مژدہ جاں فزا بن جائے۔

معلومات اس پتہ پر ارسال کریں :

ابو شریحیل : دارالصفہ چلی کیشنز کارپوریشن پلازہ 40 اردو بازار، لاہور

کیا حلالہ کرنا اور کروانا باعث اجر و ثواب ہے؟

صدیاں گزر جانے کے بعد علم و آگہی کے اس دور میں حلالہ کے اثبات اور جواز کے علمبردار آج بھی موجود ہیں بلکہ اس پر بھرپور طور پر عمل پیرا بھی ہیں۔ نتیجتاً وہ امت مسلمہ کی اخلاقی تباہی اور ذہنی انتشار کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ جبکہ اسلام کی عفت مآب بیٹیوں کی حرمت کی پاسداری کیلئے لاکھوں فرزندانِ توحید کی قربانیاں اور ان کی تڑپتی لاشوں کا تصور مسلمانوں کی شاندار تاریخ کا حصہ ہے۔ مگر یہ بہنیں آج حلالہ کے نام پر اپنی لٹی ہوئی عزتوں پر نوحہ کناں ہیں اور ہم سے پوچھ رہی ہیں کہ:

”تم نے اب تک فحاشی کے اس سیلاب کے سامنے

بند باندھنے کے لئے کیا کردار ادا کیا ہے؟“

آئیے..... آگے بڑھیے..... عزتوں کے تحفظ کے لئے مال، علم اور قلم سے

اس جہاد میں شامل ہو کر اپنا حصہ ڈالیں۔

آج بھی اللہ کے کچھ عاجز و حقیر بندے بچیوں پر صدیوں سے جاری ظلم کے خلاف علم و عمل کی تلوار لے کر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ آئیے! ہم سب مل کر عزتوں کے تحفظ پر مبنی اس جہاد میں شامل ہو کر ملی و دینی غیرت کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے حصے کا فرض ادا کریں! اس اندھیر نگری میں سنت رسول ﷺ کے دیپ روشن کریں۔

اللہ تعالیٰ ضرور ہماری مدد فرمائے گا! ان شاء اللہ۔